WWW.PAKSOCIETY.COM

رح بخاری

# شامِ خزاں طویل سہی

ہوائی جہاز علامہ اقبال انٹرنیشنل ایرپورٹ لاہور پر لینڈ کرنے والا تھا۔ عازم نے عینک بند کر کے جیب میں پھنسائی اور کتاب بند کر کے ہینڈ بیگ میں ڈال لی۔ سارہ نے بالکل اچانک ہی زوردار طریقے سے اس کی کلائی تھامی۔ جس پر پہلے تو عازم — چونکا لیکن پھر مسکراتے ہوئے خود ہی اس کی نرم انگلیاں اپنے ہاتھوں میں پھنسالیں، وہ آنکھیں بند کیے کسی ورد میں مگن تھی۔ ہمیشہ سے اسے لینڈنگ کے مرحلے سے خوف آتا تھا۔ جب جہاز کے پہیے ایک تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ رن وے پر دوڑتے تو اسے لگتا ابھی یہ پھٹ جائیں گے اور ان میں آگ لگ جائے گی اور پھر ایک زوردار دھماکا....

"ہمیں لینے کون آرہا ہے....؟" سارہ نے ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ دونوں اس وقت سامان کے انتظار میں کنویر بیلٹ کے قریب کھڑے تھے۔

"یقیناً" عرفان بھائی آئیں گے۔"

"اوہ.... میں نے سوچا اب ان کی نئی جاب ہے کیا پتا شیڈول وغیرہ چینج ہو۔"

"ہوں...." عازم نے مختصر جواب دے کر آتے جاتے سامان پر نظر ڈالی۔

"کیا بات ہے عازم! آپ بہت چپ چپ ہیں۔ حالانکہ آپ تو وطن آنے کے لیے برسوں بے چین رہے ہیں اور بالآخر ہم ہمیشہ کے لیے آہی گئے۔ یا پھر آپ پچھتا رہے ہیں جاب چھوڑ کر....؟" سارہ نے پورے سفر کے دوران محسوس کیا کہ اس بار عازم کے انداز میں وہ ہمیشہ والی شوخی اور جوش مفقود ہے۔ وہ تو

مکمل ناول

Copied From Web

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جہاز کے سفر میں بے تکان بولنے کا عادی تھا۔ جبکہ یہ پہلا سفر تھا، جو عازم نے سوتے اور کتاب پڑھتے گزارا تھا۔

"نہیں بالکل نہیں۔" اس نے فوراً" سارہ کا خیال رد کیا۔ "وطن واپس آنا میرا خواب تھا، جو الحمدللہ۔ آج پورا ہو گیا ہے اور میں بہت خوش بھی ہوں۔ بس فیوچر کے متعلق سوچ رہا ہوں۔ آگے بھی تو کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا۔" اس نے تسلی دینے کی کوشش کی۔

"ہمیں کیا کرنا ہے فیوچر کے بارے میں سوچ کر۔" سارہ نے اداسی سے آہ بھر کر کہا تو عازم نے ایک نظر اسے دیکھا اور توجہ دوسری جانب مبذول کرلی۔

باہر نکلے، تو اپریل کی ٹھنڈی خوشگوار ہوا نے استقبال کیا۔ جانی پہچانی مہک کو نتھنوں میں محسوس کرتے ہی عازم کے لب مسکرا اٹھے۔

"کیا بات ہے اپنے وطن کی۔۔۔ اور پھر لاہور کی۔۔۔ وطن کی زمین پر پڑنے والے پہلے قدم ہمیشہ ہی لے بڑے جادوئی اثر لگتے۔" "پتا نہیں کیا ہے اس مٹی میں۔۔۔ زندگی تو اس میں محسوس ہوتی ہے۔" عرفان بھائی نے ہاتھ ہلایا تو وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور بھائی کے گلے لگ گیا۔ سارہ سے سلام دعا کا تبادلہ ہوا پھر وہ ٹرالی اس سے لے کر پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔

"بہت دبلے ہو گئے ہیں عرفان بھائی۔"

"بس یار۔۔۔ فیلڈ کا کام تو خون بھی نچوڑ لیتا ہے، ہماری تو ابھی چربی کم ہوئی ہے۔" وہ تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے بیگز گاڑی میں ایڈجسٹ کرنے لگے۔

"چلو تم آگے آجاؤ۔۔۔ بھابی! یہ چھوٹا بیگ آپ اپنے پیروں میں رکھ لیں۔" وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھے۔

"موسم تو بہت زبردست ہے آج۔" عازم نے باہر جھانکا۔

"ہاں بارش کی پیشن گوئی بھی ہے شاید۔۔۔ فضہ بتا رہی تھی۔" عرفان نے گاڑی پارکنگ ایریا سے نکالی۔

"اماں کی طبیعت اب کیسی ہے۔۔۔؟"

"بہتر ہے پہلے سے، اب تم آگئے ہو امید ہے، بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔" عرفان نے محبت سے بھائی کو دیکھا، وہ بھی مسکرا دیا۔ گاڑی اب رنگ روڈ پر رواں دواں تھی۔

☼ ☼ ☼

"اف۔۔۔!" وہ تھک کر گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھی۔ چار بجے کالج سے آنے کے بعد دل چاہتا گھر پہنچتے ہی کوئی گرم چائے کا کپ سامنے حاضر کر دے، لیکن یہاں کے ماحول میں ایسی خواہش تو بس ایک خواب تھا۔ اماں ان بے جا چونچلوں کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ خزران نے زبردستی اپنا ذہن چائے سے ہٹایا۔ پرس الماری میں رکھ کر پہلے کپڑے تبدیل کیے پھر لاؤنج میں آکر بچوں کو آواز دی اور وہ سیکنڈز میں سامنے آکھڑے ہوئے۔

"ماما! آپ آگئیں۔۔۔" مناہل اس کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔

"تم لوگوں نے پھر کپڑے چینج نہیں کیے۔۔۔ بری بات ہے بیٹا!" خزران نے بمشکل غصہ ضبط کیا۔ مناہل اور رافع کی نئی کلاسز ابھی پانچ روز پہلے شروع ہوئی تھیں۔ اماں نے بس پہلے دو دن ہی ان کا خیال رکھا تھا۔

"دادی نے کہا خود تبدیل کرلو۔۔۔ لیکن مجھے تو گھر والے کپڑے ملے ہی نہیں۔" رافع نے بیڈ پر چھلانگ لگائی۔

"اچھا کوئی بات نہیں۔۔۔ چلو نہا کر صاف کپڑے پہن لو۔۔۔ پھر مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ دیکھو! ماما کا بھوک سے برا حال ہے۔" اس نے جلدی جلدی تولیہ اور کپڑے نکال کر رافع کو باتھ روم میں دھکیلا۔ کھانے کے دوران وہ دونوں مسلسل اسے نئی کلاس، نئی ٹیچرز اور نئے دوستوں کے متعلق معلومات فراہم کرتے رہے۔

"خزران۔۔۔ کھانا کھا لیا۔۔۔؟" اماں نے اپنے کمرے سے ہانک لگائی تو وہ فوراً" دوپٹے سے ہاتھ



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم لوگ کھانا ختم کرکے سیدھا اپنے کمرے میں چلے جانا، خبردار جو تائی کے کمرے میں اودھم مچایا۔" وہ انھیں تنبیہہ کرتی اماں کے کمرے میں آگئی۔

"جی اماں! کھانا کھالیا ہے۔ آپ کو کچھ چاہیے؟"

"ارے، دو گھنٹوں سے اپنی عینک ڈھونڈ رہی ہوں، قرآن پاک سامنے رکھا ہے، دیکھو کیسی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ جاؤ ذرا گاڑی کے ڈیش بورڈ پہ دیکھو! صبح میں آصف کے ساتھ بینک گئی تھی۔ شاید وہیں بھول آئی ہوں۔"

"جی اماں۔۔۔!" وہ فوراً پورچ میں آئی۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر دیکھا۔ ڈیش بورڈ تو کیا اوپر نیچے، آگے، پیچھے پوری گاڑی کھنگال ڈالی لیکن عینک ہوتی تو ملتی۔ وہ پیشانی پونچھتی بمشکل سیدھی ہوئی کہ مین گیٹ کی بیل بجی۔ وہ اس وقت گیٹ کے بالکل قریب تھی، اس لیے خود ہی آگے بڑھی۔

"کون۔۔۔؟"

"میں۔۔۔ عازم حیدر!" ٹھہرے ٹھہرے پرسکون لہجے پر وہ بری طرح چکرا گئی۔ ہر ڈیڑھ، دو سال کے وقفے کے بعد یہ مانوس آواز یونہی اس کے دل کی دنیا کو زیر و زبر کر دیا کرتی تھی۔ اس نے گھبرا کر دوپٹا سر پہ لیا اور نہایت شرمندگی سے ایک نگاہ اپنے حلیے پر ڈال کر بدقت تمام چپ ہوتا دروازہ کھول دیا۔

"السلام علیکم۔۔۔!" وہ ایک اڑتی پڑتی نگاہ عازم پر ڈال کر ایک طرف ہو گئی۔

"وعلیکم اسلام"۔۔۔ وہ اس کے حلیے پر گہری نگاہ ڈالتا، بہت سے سوال دل میں لیے حیران حیران سا اندر بڑھ گیا۔ خزران گیٹ بند کرکے پلٹی اور اسے اپنی معیت میں ڈرائنگ روم تک پہنچایا۔ اس نے اماں کو اس کی آمد کا بتایا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ بچے پتا نہیں کہاں بھاگ گئے تھے۔

وہ کھوئی کھوئی سی بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔ عازم اس کا سگا پھوپھو زاد تھا یوں تو سات، منگیتر بھی۔۔۔ لیکن اس کی سسرال میں دوسرے تعلق سے سب ہی ناواقف تھے کیونکہ اس کی اور عازم کی باقاعدہ منگنی نہیں ہوئی تھی۔ بس گھر کے بڑوں نے آپس میں کہہ رکھا تھا۔ عازم کا خزران کے سسرال میں آنا جانا لبنیٰ بھابھی کی وجہ سے شروع ہوا تھا۔ عازم اور لبنیٰ بھابھی کا بھائی حمزہ ملائشیا میں ایک ہی جگہ کام کرتے تھے۔ عازم جب بھی چھٹی پر آتا تو حمزہ اس کے ہاتھ لبنیٰ کے لیے تحائف وغیرہ بھیج دیا کرتا اور یوں ہر ڈیڑھ دو سال بعد عازم کا ایک بار ضرور اس کے ہاں آنا ہوتا۔ خزران نے کبھی اس کی آمد کو ناگواری یا شک کی نظر سے نہیں دیکھا کیونکہ عازم پر بھروسا بہت پرانا تھا۔

"عازم کو میرے حالات کا علم تو ہو گیا ہو گا۔ سنجیدہ پھپھو اور فضہ بھابھی نے اسے بتایا تو ہو گا۔ پتا نہیں کیا سوچ رہا ہو گا وہ یہ سن کر۔۔۔ میری حالت پر رحم۔۔۔ یا پھر بے حد غصہ، کہیں وہ اپنے غصے کا اظہار اماں کے سامنے نہ کر بیٹھے۔ وہ اضطراری کیفیت میں پیر کے انگوٹھے سے قالین کھرچے جا رہی تھی۔

"مما! آپ کو لبنیٰ تائی بلا رہی ہیں۔" رافع نے کمرے میں جھانک کر کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

ڈرائنگ روم سے اماں اور عازم کے بولنے کی آواز آرہی تھی۔۔۔ وہ کچن میں داخل ہو گئی۔

"آؤ بھئی۔۔۔ ایک تو صبح سے سر میں درد ہے۔ اوپر سے مہمان کی خاطر مدارت بھی مجھے کرنا پڑ گئی۔" لبنیٰ کی اکتاہٹ پر خزران کو حیرت تو بہت ہوئی کیونکہ عازم ان کی وجہ سے یہاں آتا تھا اور ان ہی کا مہمان تھا لیکن بہرحال اس نے خود کو کچھ بھی کہنے سے باز رکھا۔

"اچھا خیر۔۔۔ یہ دوسری ٹرے تم لے آؤ۔ میں چائے لے جا رہی ہوں۔"

"تم تو ہمیشہ کے لیے واپس آگئے۔" اماں کی آواز باہر تک آرہی تھی۔

"جی بس۔۔۔ بہت سے ضروری کام نمٹانے ہیں۔ یہاں آئے بنا نہیں ہو سکتے تھے۔"

"کام دھندے کے متعلق کیا سوچا ہے؟" اماں نے



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اگلا سوال داغا۔

"پہلی ترجیح تو جاب ہے۔ آسانی سے چند ماہ کے اندر مل گئی تو بہت اچھا ہے۔ ورنہ کچھ بزنس وغیرہ کا سوچوں گا۔"

اس نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے خوب فرصت سے خزران کو دیکھا لیکن وہ نظر چرا گئی۔ لبنیٰ بھابھی ٹرے رکھ کر خود بھی وہیں بیٹھ گئیں، لیکن خزران چائے دے کر کے لوٹ گئی۔

☆ ☆ ☆

بچے ٹی وی دیکھتے دیکھتے نو بجے سے کچھ پہلے ہی سو گئے۔ وہ شکر کرتی اٹھ گئی۔ صبح کے لیے کپڑے تو پریس کرنے نہیں تھے، کیونکہ آج ویک اینڈ تھا۔ خزران نے سوچا تھوڑا سا کالج کا کام ہی دیکھ لے۔ کچھ نئی کلاسز اسے دی گئی تھیں۔ اس نے ارادہ کیا کہ نوٹس تیار کر لے۔ کتابیں وہ ساتھ اٹھا لائی تھی۔

سب بے ترتیب سے رائٹنگ ٹیبل پہ رکھ کر وہ کمرے سے نکلی کہ اگر اماں جاگ رہی ہیں تو پوچھ لے، انہیں کوئی ضرورت تو نہیں۔ لیکن ان کے کمرے کی بند لائٹ دیکھ کر سمجھ گئی کہ وہ سو چکی ہیں۔ آصف بھائی اور لبنیٰ بھابھی کے کمرے سے البتہ ابھی تک بچوں کے شور کی آواز آ رہی تھی۔ اس نے لاؤنج کی فالتو بتیاں بجھا کر صرف ایک جلنے دی۔ فون کی گھنٹی نے ماحول کی خاموشی توڑی تو اس نے لپک کر ریسیور اٹھایا تاکہ اماں کی نیند میں خلل نہ پڑے۔

"ہیلو...!" خزران نے ریسیور کان سے لگایا۔

"ہیلو... کون ہے؟" کوئی جواب نہ پا کر وہ دوبارہ بولی۔

"ہوں... اپنی تصدیق کر رہا تھا کہ تم ہی ہو۔" عازم کی سنجیدہ آواز ماؤتھ پیس میں ابھری تو خزران کا دل بیچ بیچ ڈوب کر پسلیوں میں چلا گیا۔

"سب سو رہے ہیں عازم!" اس نے بمشکل آواز نکالی۔

"اچھی بات ہے... زیادہ تسلی سے بات ہو گی۔" وہ شاید مسکرایا تھا۔

"لیکن مجھے کوئی بات نہیں کرنی... آصف بھائی یا لبنیٰ بھابھی میں سے کوئی یہاں لاؤنج میں آ گیا تو...؟"

"دیکھو! گھر کا نمبر میں نے بھی مجبوری میں ڈائل کیا ہے، کیونکہ تمہارا سیل نمبر میرے پاس نہیں ہے۔ تمہارے علاوہ کوئی اور فون اٹھاتا تو میں بنا بات کیے بند کر دیتا۔ مجھے تمہارا نمبر چاہیے۔" ابھی اس کا لہجہ قطعی تھا۔

"لیکن...!" خزران نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا۔

"پلیز رازی! اگر ابھی تم سے بات نہ ہوئی تو میری دماغ کی رگ بھی پھٹ سکتی ہے۔ تم جانتی ہو میرا تم سے بات کرنا کتنا ضروری ہے۔ بحث میں مت پڑو۔ اپنا نمبر بتا کر روم میں جاؤ، تاکہ تسلی سے بات ہو سکے۔" وہ ہرگز مصالحت کے موڈ میں نہیں تھا۔ خزران نے اسے اپنا نمبر دے دیا۔

"ٹھیک ہے، میں پانچ منٹ تک کال کرتا ہوں۔ تم اپنے کمرے میں جاؤ۔" اس نے ریسیور رکھ دیا۔

خزران نے کمرا اندر سے بند کیا اور رائٹنگ ٹیبل کے پاس آ بیٹھی۔ عازم کی ٹھیک پانچ منٹ بعد کال آ گئی۔

"مبارک ہو...!"

"جی...؟" وہ ایسے آغاز پر حقیقتاً گڑبڑا گئی۔

"ارے بھئی۔ کالج کی پروفیسر بن گئی ہو۔ مبارک دے رہا ہوں۔"

"اوہ...!" وہ بری طرح جھینپ گئی۔ "تھینکس۔"

"جاب کب لگی... اور گریجویشن کے بعد مزید پڑھائی کا موقع کب ملا...؟"

"تقریباً سال ہو گیا ہے۔ شادی کے بعد ایم اے اکنامکس اور پھر ایم ایڈ بھی کر لیا تھا۔"

"چلو اچھا ہے، اتنی کم عمر میں یہ واقعی بہت بڑی کامیابی ہے۔"

"اب اتنی بھی کم عمر نہیں۔" وہ شرمندہ ہو گئی۔

"ہاں ویسے عقل کے حوالے سے تو بچوں کو بھی



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مات دیے بیٹھی ہو۔" عازم کا لہجہ ایک دم سنجیدہ ہوا۔ خزران جو ابا"بول نہیں پائی۔ دل بری طرح سکڑا تھا۔ یقیناً"اب وہ اصل موضوع پر آگیا تھا۔

"کیا واقعی یاسر نے تمہیں طلاق دے دی ہے۔۔۔؟"

"ہاں۔۔ایسے کیوں پوچھ رہے ہو۔۔۔؟" وہ حیران ہو گئی ایسے ۔بے تکے سوال پر۔۔۔ ہر کوئی جانتا تھا کہ یاسر اور اس کی طلاق ہو چکی ہے۔ بھلا شک کی کیا گنجائش۔

"میں۔نے سوچا' شاید تم تردید کرو گی۔"

"کیا مطلب۔۔۔ میں کیوں تردید کروں گی۔" وہ خاک نہیں سمجھ پائی۔

"بھئی تم طلاق کے بعد بھی سسرال میں بیٹھی ہو' مجھے لگا شاید لوگ جھوٹے ہیں' ورنہ علیحدگی کے بعد وہاں رہنے کا کیا جواز۔۔۔؟"

"بہت ساری وجوہات ہیں۔" اس نے خود کو کھل کر بات کرنے کے لیے تیار کیا۔

"جیسے۔۔۔؟"

"پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یاسر یہاں نہیں رہتا۔ وہ اپنی سیکنڈ وائف کے ساتھ بحرین میں ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یاسر نے جو زیادتی میرے اور بچوں کے ساتھ کی' اس کی سزا بلاوجہ اماں کو کیوں ملے۔ میرے بچے دادی کے ہاتھوں میں پلے بڑھے ہیں۔ یہاں سب ان سے بہت محبت کرتے ہیں۔ میں کیسے بچوں کو ان سے دور کروں۔"

"بس یہی دو وجوہات ہیں۔۔۔؟" عازم نے تصدیق چاہی۔

"ہاں۔۔ کیا مطلب۔۔۔؟" وہ اسے مسلسل الجھا رہا تھا۔

"اگر صرف یہی وجہ ہے تو میں کل ہی جنید سے بات کرتا ہوں کہ وہ آکر تمہیں لے جائے۔ حیرت ہے کیسا بھائی ہے۔ بہن طلاق کے بعد بھی سسرال میں پڑی ہے اور اسے کوئی پروا ہی نہیں۔ اسے تو چاہیے تھا اگلے دن بازو سے پکڑ کر تمہیں اپنے گھر لے آتا۔"

"اب اس میں جنید بھائی کا کیا قصور۔ میں اپنی مرضی سے یہاں رہ رہی ہوں۔"

"تمہاری تو عقل گھاس چرنے گئی ہے۔" وہ اس پر بری طرح برسا۔ "کس دنیا میں رہتی ہو جاہل! تمہاری ساس اپنے بیٹے اور نئی بہو سے ملنے کے لیے تڑپ رہی ہے' لیکن تمہاری یہاں موجودگی کی وجہ سے انہیں بلا نہیں پا رہی۔"

"ایسا کہا اماں نے ؟" خزران نے حیرت سے دہرایا۔ "انہوں نے کہا تھا یاسر نے میرے اور بچوں کے ساتھ جو کیا' وہ ساری عمر اس کی صورت بھی نہیں دیکھیں گی۔ آصف بھائی بھی ہرگز اسے معاف کرنے


ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے

بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

| کتاب کا نام | مصنفہ | قیمت |
| --- | --- | --- |
| بساط دل | آمنہ ریاض | 500/- |
| زرد موسم | راحت جبیں | 750/- |
| زندگی اک روشنی | رخسانہ نگار عدنان | 500/- |
| خوشبو کا کوئی گھر نہیں | رخسانہ نگار عدنان | 200/- |
| شہر دل کے دروازے | شازیہ چودھری | 500/- |
| تیرے نام کی شہرت | شازیہ چودھری | 250/- |
| دل ایک شہر جنوں | آسیہ مرزا | 450/- |
| آئینوں کا شہر | فائزہ افتخار | 500/- |
| بھول بھلیاں تیری گلیاں | فائزہ افتخار | 600/- |
| پھلاں دے رنگ کالے | فائزہ افتخار | 250/- |
| یہ گلیاں یہ چوبارے | فائزہ افتخار | 300/- |
| مین سے عورت | غزالہ عزیز | 200/- |
| دل اسے ڈھونڈ لایا | آسیہ رزاقی | 350/- |
| بکھرنا جائیں خواب | آسیہ رزاقی | 200/- |

ناول منگوانے کے لئے فی کتاب ڈاک خرچ -/30 روپے

منگوانے کا پتہ:

مکتبہ عمران ڈائجسٹ -37 اردو بازار، کراچی۔

فون نمبر: 32216361


Copied From Web



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کو تیار نہیں۔"

"شاید تب تک وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ نئی بہو کراچی کے بہت بڑے جیولر کی بیٹی ہے۔"

"یہ بات یہاں سب کو پتا ہے کہ اس لڑکی کا باپ سونے کا تاجر ہے۔" خزران نے عازم کے اندازے کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی۔

"اچھا اور تمہیں لگتا ہے یہاں یہ بات سن کر کسی کی رال نہیں ٹپکی ہوگی۔ یہ لوگ اس امیر کبیر دلہن کا استقبال کرنے کے لیے بے چین ہیں اور تم۔" وہ پھر غصہ کھا گیا۔

"غلط فہمی ہے تمہاری۔" خزران نے لہجہ سخت کیا۔ "سب تمہارے مفروضے ہیں۔ تمہاری اطلاع کے لیے بتا دوں کہ میں اپنی پوری تنخواہ اماں جی کے ہاتھ پر رکھتی ہوں۔ وہ جیسے چاہے استعمال کرتی ہیں۔ پھر کیوں وہ ہمارے یہاں سے جانے پر خوش ہوں گی۔"

"مائی گاڈ۔۔۔!" وہ چلایا۔ "تمہاری آمدنی پر پلنے کے بعد بھی ان کا رویہ تمہارے ساتھ شکر گزاروں والا ہونے کے بجائے احسان جتانے والوں جیسا ہے۔ ایک نظر اپنے بچوں کو دیکھو۔ گلی میں پھرتے بچے بھی ان سے اچھی حالت میں ہوتے ہیں۔ انہیں چھوڑو خود کو دیکھو۔ گھروں میں کام کرنے والی ماسیاں بھی شرما جائیں۔ ڈوب مرو کہ تم ایک کالج کی پروفیسر ہو۔۔۔ پکوڑے بیچ کر ڈگری حاصل کی ہے کیا؟" وہ اچانک اتنے غصے میں آیا کہ ایک لحظے کو خزران سہم سی گئی۔

"کل ہی اپنا سامان باندھو اور جنید کی طرف چلو۔ اس کی تو میں ٹھیک ٹھیک خبر لیتا ہوں۔" وہ اس کی توقع سے کہیں بڑھ کر غصے میں تھا۔

"پلیز عازم! میری بات ٹھنڈے دماغ سے سنو۔" خزران کے ہاتھ پیر ہی پھول گئے اس کا رویہ دیکھ کر۔ "دیکھو! یہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔ جنید بھائی تو بہت بار مجھ سے کہہ چکے ہیں کہ میں ان کے ہاں آ جاؤں لیکن۔۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ "تم [illegible] بھابھی کی طبیعت تو جانتے ہو۔۔۔ پھر جب سے میری طلاق ہوئی ہے ان کا رویہ اور بھی بدل گیا ہے۔ ہر لحہ انہیں یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں میں دو بچوں سمیت ان کے سر پر نہ جا بیٹھوں، جنہیں اکیلے رہنے کی عادت ہو جائے، انہیں کسی کی مداخلت اچھی نہیں لگتی۔ میں صرف ملنے بھی چلی جاؤں تو وہ نہایت روکھے انداز میں ملتی ہیں۔"

"ہوں۔۔۔ تو یہ کہو ناں کہ یہ تیسری وجہ ہی اصل بنیاد ہے۔ چلو مان لیا لیکن جب تم پوری تنخواہ دے کر سسرال بلکہ سابقہ سسرال میں رہ رہی ہو تو تمہارا رویہ اتنا غلامانہ کیوں ہے۔ کیوں تم اور تمہارے بچے تن کر مالکوں کے اسٹائل میں نہیں رہتے؟"

"یہ تو بری بات ہے۔" اس نے فوراً بات کاٹی۔ "پیسہ دے کر احسان جتاتی اچھی لگوں گی کیا۔۔۔؟"

"ہاں جانتا ہوں۔۔۔ ایتھکس میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے میڈم نے۔۔۔ لیکن جو لوگ تمہاری کمائی کھا رہے ہیں کم از کم انہیں تو اتنا پتا ہو کہ جس کا کھاتے ہیں اس کے گن بھی گاتے ہیں۔"

"ان کا رویہ بھی میرے ساتھ ٹھیک ہے۔ خوامخواہ تمہیں غلط فہمی ہوئی۔" خزران باوجود کوشش کے اپنے لہجے کی کمزوری پر قابو نہ پا سکی۔

"دنیا تم پر باتیں بنا رہی ہے بے وقوف لڑکی۔۔۔ جب سے آیا ہوں۔ خاندان بھر میں یہی سرگوشیاں گردش کر رہی ہیں کہ خزران علیحدگی کے بعد بھی سسرال میں بیٹھی ہے۔ [illegible] بھابھی کا رویہ تمہیں نظر آتا ہے اور جیٹھانی لبنیٰ کی پریشانیاں دکھائی نہیں دیتیں۔ جب یاسر سے تمہارا کوئی رشتہ باقی نہیں رہا تو آصف بھی اب تمہارا جیٹھ نہیں ہے۔ نہ تم اس کی بھابھی ہو۔ گھر میں جوان، خوب صورت عورت کے رہتے، لبنیٰ کو سوتے جاگتے ہول اٹھتے ہیں۔" وہ بولنے پر آیا تو بولتا چلا گیا۔

"فضول باتیں مت کرو عازم! آصف بھائی سے میرا جو احترام اور عقیدت کا رشتہ ہے کم از کم اس پر تو انگلی مت اٹھاؤ۔" وہ بری طرح بگڑ گئی۔

"انگلی نہیں اٹھا رہا۔۔۔ میں نے تو لبنیٰ بھابھی کے



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

روپے سے، جو محسوس کیا وہی بتا رہا ہوں۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ ایسے بے ہودہ وہم میں کبھی نہیں پڑیں گی۔"

"اوکے، لیوات۔۔۔ تمہاری لبنیٰ بھابھی کو تو میں زیادہ نہیں جانتا۔۔۔ ہم سمیعہ بھابھی کی بات کرتے ہیں۔ اب وہ تو میرے ماموں زاد کی بیوی ہے۔ اس کو تو میں قریب سے، جانتا اور سمجھتا ہوں۔ یہاں تم اپنی سابقہ سسرال پر ہر مہینے بلاوجہ پوری تنخواہ لٹا رہی ہو۔ اگر اس کا آدھا سمیعہ کے ہاتھ پر رکھ دو تو نہ صرف عزت سے سگے بھائی کے گھر رہنے کا ٹھکانا مل جائے گا بلکہ یہی بھابھی تمہارے پیر دھو دھو کر بھی پییں گی۔ پھر نہ دنیا کی باتیں ہوں گی اور نہ ایسی غلامانہ زندگی جو میں آج دیکھ کر آیا ہوں۔"

اس نے اپنے مخصوص فلسفیانہ انداز میں مفت مشورہ دیا اور خزران کچھ بولنے کی کوشش میں منہ کھولے بیٹھی رہ گئی۔ اسے حیرت ہوئی کہ اتنی ٹھوس، جامع اور پتے کی بات اس کے دماغ میں کیوں نہ آئی۔

"تم میری باتوں پر غور کرو۔ جنید سے فی الحال میں اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کرتا۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ اب نکلو اس دکھ سے کہ یاسر نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی اور تمہیں چھوڑ دیا۔ اب کوئی نیا غم پالو۔۔۔ اپنی اولاد کی فکر کرو، اس وقت ان کا واحد سہارا صرف اور صرف تم ہو۔ راتوں کو تکیے بھگونا اور دنیا والوں کی ہمدردیاں بٹورنا بند کرو۔۔۔ دم ہے تو ان دو معصوموں کے لیے کچھ کر کے دکھاؤ۔ جنہیں بلاوجہ رشتوں کی چکی میں پیس کے رکھ دیا ہے۔ نکالو انہیں دادا، دادی اور چچا چچی کے چکر سے۔۔۔ انہیں صرف تمہارا وقت، تمہاری تربیت اور تمہارا ساتھ چاہیے۔ کیوں انہیں زبردستی پرانے رشتوں سے چپکا کر بیٹھی ہو۔۔۔ تمہاری ساس صاحبہ نے آج اک ایک گھنٹے کی ملاقات میں کوئی تین مرتبہ آہ بھر کر یاسر کو یاد کیا اور کہا کہ اس کی وجہ سے چپ ہوں۔۔۔ ہر کسی کو اپنی اولاد سے مطلب ہوتا ہے۔"

وہ اجازت لیتے لیتے بھی پوری تقریر کر گیا۔ خزران نے خاموشی سے فون رکھ دیا۔

"یہ تو میں ہمیشہ سے جانتی ہوں عازم! کہ تم میرے سچے خیر خواہ ہو لیکن آج بھی اتنا ہی درد محسوس کرتے ہو۔" وہ خاموشی سے آکر بچوں کے ساتھ لیٹ گئی۔ چھت کو گھورتے، الجھی الجھی سوچوں سے نتیجے اخذ کرتے جانے کب وہ آٹھ سال پیچھے چلی گئی۔ یاسر سے شادی طے پانے سے محض دو مہینے پہلے تک بھی اس کی اور عازم کی دنیا کسی انقلاب اور طوفان سے قطعاً" ناواقف اور انجان تھی۔

☆ ☆ ☆

"کیا کر رہی ہو پاگل۔۔۔ یہ ایکسیلیٹر ہے۔" عازم اپنے غصے پر حسب عادت قابو نہ پا سکا۔

"جاؤ میں نہیں سیکھتی ڈرائیونگ۔" وہ زور سے کندھا جھٹک کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ عازم کو ہنسی آگئی۔

"یار! تین مرتبہ بتا چکا ہوں لیکن تمہیں بریک اور ایکسیلیٹر کا فرق ہی سمجھ میں نہیں آرہا۔"

"تو ٹیچر کی طرح سمجھاؤ ناں۔۔۔ مالکوں جیسا رعب کیوں ڈال رہے ہو۔" خزران نے منہ پھلایا۔

"ہم کہاں کے مالک ملکہ عالیہ! گاڑی بھی آپ کی ہے اور بندہ بھی آپ کا غلام ہے۔" وہ رومانٹک ہونے لگا تو خزران نے مسکراہٹ دبائی۔

"اچھا بس بس۔۔۔ جب تمہارے گھر آجاؤں تب کہنا۔ فی الحال ابو کو منانے کا کچھ سوچو۔"

"ارے یار! یہ ابو کہاں سے آگئے بیچ میں۔ کیوں لانگ ڈرائیو کا ناس مار رہی ہو۔" عازم سچ مچ بدمزا ہو گیا۔ خزران زور سے ہنس پڑی۔

عازم نے اب ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔ خزران نے مزید ڈرائیونگ پریکٹس کا ارادہ ترک کر دیا اور گھوم کر فرنٹ سیٹ پر آبیٹھی۔

"کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لینے سے سر پر لٹکی تلوار ہٹ نہیں جائے گی۔ یہ دو "ابے" ہمیں سچ مچ ہی نہ لے ڈوبیں۔ ابھی بھی وقت ہے نہ جاؤ ملائشیا اور ان دو ابو جان کے آپس کے اختلافات پر دھیان دو۔"



Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اور کتنا سر پٹخوں رازی جان....! روز ایک نئے آئیڈیے اور نئے حل کے ساتھ ان کی خدمت میں پہنچتا ہوں لیکن لمبی لمبی بے مقصد بحثوں کے بعد بھی ان چار دکانوں کا مسئلہ کالا باغ ڈیم کی طرح بجائے حل ہونے کے وہیں ٹھپ ہو جاتا ہے۔"

"پھر ہو گا کیا عازم....؟" خزران کی تشویش کچھ اچانک ہی بڑھی تھی۔

"پوچھوں گا ان نند بھائی سے جنہوں نے دو معصوم بچوں کو نا سمجھی کی عمر میں ایک دوسرے سے منسوب کر دیا۔"

"یعنی ہمارا رشتہ ہونا اصل غلطی ہے۔" خزران اس کے جملوں پر جزبز ہونے لگی۔ "ویسے اتنے نا سمجھ بھی نہیں تھے ہم۔ میں پندرہ سال کی تھی اور جناب شاید سترہ اٹھارہ سال کے۔" اس نے یاد دلایا۔

"چلو مان لیا لیکن جب ہماری ماؤں کے شوہروں کی آپس میں نہیں بنتی تھی تو کیا ضرورت تھی ایسا نازک پنگا لینے کی.... لے کہ ہماری زندگی مصیبت میں ڈال دی۔"

"تمہیں میں مصیبت نظر آتی ہوں۔" وہ روہانسی ہو گئی۔ "پھر کیوں جگہ جگہ ساتھ لیے پھرتے ہو۔"

"محبت کا روگ جو بھی پالتا ہے نری مصیبت ہی تو مول لیتا ہے۔" وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ خزران کا چہرا ایک دم گلابی ہو گیا۔

"صرف بولنا آتا ہے۔ کرتے تو کچھ ہو نہیں۔" اس نے منہ بنا کر شکوہ کیا تو عازم کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا۔

"اب اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے۔ تمہارے دماغ کا بھی بس اللہ حافظ ہے۔" خزران کو اس کی بے وقت کی ہنسی بالکل اچھی نہیں لگی۔

"بولنے سے پہلے سوچا تو کرو۔ خیر یہ بتاؤ۔ میرے ملائشیا جانے سے کیوں ناخوش ہو؟" اس نے موڑ کاٹتے ہوئے ایک نظر خزران کو دیکھا۔

"کیونکہ تم جھوٹے اور وعدہ خلاف ہو.... میں تو تمہیں خدا حافظ کہنے بھی نہیں آؤں گی۔" وہ پرانی بات یاد آنے پر پھر سے غصہ کھا گئی۔

"ارے اتنا غصہ.... یار! تمہاری قسم ارادہ تو میرا بھی یہی تھا کہ جانے سے پہلے ہماری شادی کا کچھ سلسلہ ہو جاتا یا کم از کم نکاح ہی ہو جاتا تاکہ وہاں جا کر میں تمہیں بلوانے کے لیے کچھ کرتا۔ تمہیں بلوانے کے لیے نکاح نامے کی کاپی بہت ضروری ہے۔ لیکن دیکھ لو یہ نئے حالات.... خالد نے مجھے واقعی یہی کہا تھا کہ دو ماہ بعد آنا ہے لیکن اب اچانک یہ کہہ کر فوراً بلا لیا کہ وہاں ایک جگہ خالی ہوئی ہے اور نیا بندہ ارجنٹ چاہیے۔ اگر میں نہ گیا تو وہ کسی اور کو لگا لیں گے۔ یار! ایک سال کی تو بات ہے۔ تم لوگ شادی کی تیاریاں شروع کرو۔ سال گزرنے کا پتا بھی نہیں چلے گا۔"

"باتوں کے شہنشاہ ہو تم۔ خود تو ابھی نہیں بیٹھے ہو اور ہمارا ولیمہ بھی کروا دیا۔" وہ بالکل اس کی باتوں میں نہیں آ رہی تھی۔ عازم نے مسکراتے ہوئے گاڑی روک دی۔

"تمہارا باپ ویسے بھی میری شکل سے نالاں ہے۔ اب اگر بنا نوکری کے نٹھلوں کی طرح جا کر شادی کی بات کروں گا تو جوتے مار کے بھگائے گا۔"

"شرم نہیں آتی۔ کیسی رف لینگویج بول رہے ہو۔ میرا باپ تمہارا سگا ماموں ہے۔" وہ برا مان گئی۔

"ہونے والا سسر بھی تو ہے۔" وہ زور سے ہنسا تو خزران مسکرانے لگی۔ "بدتمیز کہیں کے...."

"کہیں کے نہیں.... ہفتے بعد تو ملائشیا کے کہنا۔"

"بہت خوش ہو ناں؟" خزران پھر سے اداس ہو گئی تو عازم نے ایک آہ بھری۔

"نہیں رازی.... قسم سے دل بہت بھاری ہے۔ لیکن مرد ہوں ناں۔ اپنے جذبات چھپانے پڑتے ہیں۔"

"دل کیوں بھاری ہے....؟" خزران نے بے ساختہ سوال کیا۔

"اب یہ بھی پوچھو گی۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"ہاں ناں.... مجھے کیا پتا۔"

"تم لڑکیاں بھی ناں.... ذرا بھروسا نہیں کرتیں۔"



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اب سوچ رہی ہو گی ضرور اس کی وجہ "میں" تو نہیں ہو سکتی۔ ماں کی وجہ سے اداس ہو گا۔ دوستوں کی وجہ سے یا پھر گھر چھوڑنے کے خیال سے۔۔۔ ہوں؟"" اس نے تائید طلب نظروں سے دیکھا تو خزران نے شرمندگی سے نچلا لب دبا لیا۔

"تم کبھی کچھ بتاتے بھی تو نہیں ہو۔۔۔ ہر وقت تو غصے میں رہتے ہو۔"

"غصہ کرنے والوں کا دل نہیں ہوتا کیا۔۔۔؟" اس نے سادگی سے خزران کا ہاتھ تھاما تو وہ بری طرح گھبرا گئی۔ آج تو بڑا مہربان رویہ تھا۔ یہ دعوا تو وہ حلفیہ کر سکتی تھی کہ عازم صرف اور صرف اسی کو چاہتا ہے۔ لیکن وہ طبیعت کا ایسا لاابالی اور لاپروا تھا کہ ہمیشہ بس مستی کے موڈ میں رہتا تھا جبکہ وہ خود پھول کی پتیوں سے نازک جذبات والی رومانٹک اور جذباتی لڑکی تھی۔ پندرہ برس کی عمر میں امی اور پھپھو نے اسے عازم کے نام سے منسوب کر دیا تو بس ہمیشہ کے لیے دل کی لوح پر کندہ ہو گیا۔ لیکن اس کے ابو اور پھوپھا کے اختلافات کا اونٹ برسوں گزرنے پر بھی کسی کروٹ نہیں بیٹھ رہا تھا۔

خزران کے والد توفیق حسین نے پراپرٹی خریدنے کا ارادہ کیا تو کسی نے مین روڈ کی چار دکانیں دکھائیں، جو انہیں بہت پسند آئیں۔ سوچا دکانیں کرایہ پر اٹھا دیں تو ہر مہینے معقول کرایہ بھی ملنے لگے گا۔ لیکن دکانوں کی قیمت ان کی بساط سے قدرے زیادہ تھی۔ انہوں نے اپنے بہنوئی جاوید علی یعنی عازم کے والد سے بات کی تو چار میں سے وہ ایک دکان خریدنے پر رضامند ہو گئے۔ یوں چاروں دکانوں کی رقم یکمشت ادا کر کے معاملہ حل کر لیا گیا۔ جاوید علی ان دنوں پارٹ ٹائم چھوٹا موٹا بزنس کرنے کا ایسے بھی سوچ رہے تھے۔ دکان کا مالک بننے کے بعد ارادہ مزید پختہ ہو گیا۔ عازم ابھی میٹرک میں تھا لیکن عرفان نے گریجویشن مکمل کر لیا تھا۔ انہوں نے عرفان کی مدد سے آٹو اسپیئر پارٹس کی دکان کھول لی۔ کام چل نکلا اور آہستہ آہستہ پوری طرح قدم جم گئے۔ البتہ توفیق حسین نے اپنی تین دکانیں کرایہ پر لگا دی تھیں۔ لیکن چند ماہ بعد جیسے ہی ریٹائرمنٹ ملی اور بہت سارا پیسہ اکٹھا ہاتھ آیا تو ملنے جلنے والوں نے مشورہ دیا کہ دکانوں کی جگہ ڈبل اسٹوری مارکیٹ تعمیر کرالیں۔ بات ان کے دل کو لگی اور انہوں نے نیچے سپر مارکیٹ اور اوپر گارمنٹس شاپ بنوانے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن اس سارے منصوبے میں بڑی رکاوٹ جاوید علی کی دکان تھی۔ توفیق حسین کو اب وہ چوتھی دکان ہر قیمت پر چاہیے تھی کیونکہ اسے واپس لیے بنا مارکیٹ تعمیر نہیں ہو سکتی تھی۔ انہوں نے جاوید علی سے کہا کہ وہ اپنی دکان انہیں بیچ کر اپنا کاروبار کہیں اور شروع کر دیں۔ لیکن جاوید صاحب اس بات پر اڑ گئے کہ ان کا کاروبار لوکیشن کی وجہ سے کامیاب جا رہا ہے۔ اگر جگہ تبدیل کر دی تو کام ٹھپ ہو جائے گا۔ اور ویسے بھی وہ اپنی دکان کے قانونی مالک ہیں۔ بنا اپنی مرضی کے وہ کیوں دکان سے دستبردار ہوں۔۔۔ عازم اور عرفان کئی طرح کے آئیڈیاز لے کر ماموں کی خدمت میں حاضر ہوتے اور کبھی جنید پھوپھا کو قائل کرنے کے لیے ان کے پاس آ بیٹھتا لیکن ڈھاک کے وہی تین پات کے مصداق معاملہ تھا کہ سلجھنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ وقت کافی آگے سرک گیا۔ خزران اس وقت بیسویں سال میں تھی اور گریجویشن کر رہی تھی۔ عازم ایم بی اے فائنل کرنے کے بعد فارغ تھا۔

اس کے دوست خالد نے ملائیشیا میں اس کی جاب کے لیے کوششیں شروع کر دی تھیں۔ اور پھر پتا بھی نہیں چلا اور دنوں میں اس کا کام ہو گیا۔

عازم ملائیشیا چلا گیا تو خزران کے وہی شوق رہ گئے۔ دن میں اسے لمبی لمبی ای میلز لکھتی اور رات کو چیٹنگ کرتی۔ ان ہی دنوں یاسر کی والدہ اپنی بہو لبنیٰ کے ساتھ ان کے گھر آئیں۔ خزران انہیں جانتی تھی نہ پہلے کبھی دیکھا تھا۔ اس لیے بالکل بھی ان کی آمد پہ دھیان نہیں دیا لیکن پھر تھوڑے دنوں کے وقفے سے وہ لوگ دوسری اور پھر تیسری مرتبہ آئے تو اس کا ماتھا ٹھنکا۔ امی سے پوچھا تو وہ چھپانہ سکیں اور خزران ہکا بکا بیٹھی رہ گئی۔ ابو نے یاسر سے اس کی بات پکی کر دی

Copied From Web



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی۔

اسے اور تو کچھ نہیں سوجھا فوراً" فضہ بھابھی کو فون کر دیا۔ وہ بھی سن کر کافی پریشان ہوئیں۔ شام کو سنجیدہ پھپھو، سکینہ پھپھو اور فضہ بھابھی ابو سے بات کرنے کے لیے ان کے گھر آگئیں۔ لیکن ان کا آنا تھا کہ گھر میں طوفان کھڑا ہو گیا۔ اس کے ابو نے سنجیدہ پھپھو کو خوب سنائیں کہ انہوں نے اپنے شوہر کو دکان واپس دلوانے کے لیے ایک بار بھی کوشش نہیں کی۔ حتیٰ کہ سکینہ پھپھو پر بھی سخت ناراض ہوئے کہ وہ بجائے بھائی کا ساتھ دینے کے بہن کی حمایت میں بولنے آ گئیں۔ اور یہ اعلان بھی صاف الفاظ میں کر دیا کہ خزران اور عازم کا رشتہ ہمیشہ کے لیے ٹوٹ چکا ہے۔ اور وہ اسی مہینے کے آخر میں خزران کی شادی کرنے والے ہیں۔ سنجیدہ نہایت مایوس دل لیے بھائی کے گھر سے واپس لوٹ گئیں۔ ان کے لیے سب سے مشکل مرحلہ عازم کا سامنا تھا۔ اس کے بے شمار سوالات کا جواب دینا انتہائی مشکل کام تھا۔ اس سے تو یہ بھی توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ ملائشیا سے ہی واپس آجاتا۔ لیکن جب تقدیر اپنی من مانی کرنے پر آتی ہے تو ساری راہیں کوشش کے باوجود مسدود ہو جایا کرتی ہیں۔

عازم کی ابھی نئی جاب تھی۔ چھٹی بھی نہیں مل رہی تھی اور پاسپورٹ بھی کمپنی کے پاس تھا۔ ایک مخصوص مدت پوری ہونے تک اسے جاب چھوڑنے کی اجازت نہیں تھی۔ سوائے کسی انتہائی ایمرجنسی کے' اس کا واپس آنا ممکن نہیں تھا۔ قسمت نے کچھ ایسے اس کے ہاتھ پیر باندھ دیے تھے کہ ساری بھاگ دوڑ رائیگاں گئی اور عازم روتی گڑگڑاتی خزران کے آنسو تک نہیں پونچھ پایا۔

اور وہ معاشرے کی اپنے جیسی بے شمار دوسری لڑکیوں کی طرح فرماں برداری پر مجبور کر دی گئی۔ عازم کی محبت کو باپ کی دہلیز پر دوسری تمام سہانی یادوں سمیت دفن کر کے یاسر حسنین کے گھر آگئی۔ شروع کے دنوں میں وہ بہت خوفزدہ اور ڈری ڈری رہی کہ کسی بھی وقت اس سے عازم اور اس کے رشتے کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ لیکن صرف ایک بار اس کی ساس نے ذکر چھیڑا۔

"سنا ہے' تمہاری پھپھو سنجیدہ اس لیے شادی میں نہیں آئیں کیونکہ وہ اپنے بیٹے کی شادی تم سے کرنا چاہتی تھیں؟"

"جی۔۔۔ ان کی یہ خواہش ضرور تھی لیکن ہمارے گھر میں کوئی ایسا نہیں چاہتا تھا۔"

خزران نے سوچا سمجھا جواب دیا تو انہوں نے بھی لاپروائی سے سرہلا دیا۔ اور بات آئی گئی ہو گئی اور یاسر تو گھونگھٹ اٹھاتے ہی خزران کی موہنی صورت کا ایسا دیوانہ ہوا کہ دن رات' صبح شام سوائے خزران کے گرد پروانے کی طرح گھومنے کے' اسے کسی بات کا ہوش نہیں تھا۔ اور وہ بھی رفتہ رفتہ یاسر کی محبتوں کی عادی ہوتی چلی گئی۔

یاسر بحرین میں کام کرتا تھا اور شادی کے لیے دو ماہ کی چھٹی لے کر آیا تھا۔ یاسر کا ارادہ تو یہی تھا کہ بحرین واپس جاتے ہی خزران کو اپنے پاس بلالے' لیکن اماں نے خزران کی طبیعت کو دیکھتے ہوئے منع کر دیا۔ وہ امید سے تھی اور چونکہ پہلا بچہ تھا اس لیے اماں کو وہم لاحق ہو رہے تھے کہ وہ اکیلی کیسے رہ پائے گی۔ یوں فوری طور پر اس کا جانا کینسل ہو گیا۔

اور نو مہینے بعد جب رافع اس کی گود میں آیا۔ عین ان ہی دنوں میں عازم کا ملائشیا میں ایک سال پورا ہوا اور وہ پہلی چھٹی پر پاکستان آیا۔ گھر والے تو اسے پہچان ہی نہیں پائے۔ سنجیدہ اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر تڑپ اٹھیں۔ ایسے لٹے پٹے' شکست خوردہ' خاموش عازم کو انہوں نے کب یہاں سے رخصت کیا تھا۔

پہلا شک انہیں یہ لاحق ہوا کہ عازم کہیں نشے کی لت میں تو مبتلا نہیں ہو گیا۔ لیکن اپنی عمدہ تربیت کے مان نے انہیں ایسا سوچنے سے باز رکھا۔ وہ جان گئیں کہ عازم کی یہ حالت خزران کی شادی کے باعث ہوئی ہے۔

انہوں نے فضہ کے ساتھ مل کر اگلے ہی دن سے

Copied From Web



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لڑکی کے لیے بھاگ دوڑ شروع کردی۔ عازم چونکہ دو ماہ کی چھٹی لے کر آیا تھا اس لیے وہ پُر یقین تھیں کہ کہیں نہ کہیں سلسلہ ضرور جم جائے گا۔ یوں قرعہ فال سارہ کے نام نکلا۔ سارہ کا تعلق غیر خاندان سے تھا۔ جلد شادی کرنے پر ان کی طرف سے زیادہ حیل و حجت کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور عازم کے ملائشیا جانے سے بیس دن پہلے سارہ بیاہ کر ان کے گھر آگئی۔ کزن کی حیثیت سے خزران نے بھی شادی میں شرکت کی۔

انسانی ذہن بھی اللہ تعالیٰ نے خوب بنایا ہے۔ انقلابی تبدیلیوں کی آمد سے پہلے تو انہیں سوچنا بھی ناممکنات میں سے لگتا ہے۔ لیکن وہی انقلابی تبدیلیاں جب وقوع پذیر ہو جاتی ہیں تو بڑی سہولت سے ذہن نہ صرف انہیں قبول کرلیتا ہے بلکہ بعض حالات میں ہم یہ بھی سوچنے لگ جاتے ہیں کہ "اب" جو ہوا' وہی ٹھیک ہے۔ خزران جو کبھی یہ سوچا کرتی تھی کہ شاید اب وہ زندگی بھر عازم کا سامنا نہیں کرپائے گی' بڑے ہی نارمل دل و دماغ سے ہر فنکشن میں شریک ہوئی۔ البتہ عازم کا شادی کے دوران جتنی مرتبہ بھی اس سے سامنا ہوا' وہ ایک سنجیدہ نگاہ اس پر ڈال کر رخ بدل گیا۔

عازم نے ملائشیا واپس جاتے ہی سارہ کو اپنے پاس بلوانے کی کوششیں شروع کردی تھیں اور شادی کے تین ماہ بعد ہی وہ عازم کے پاس ملائشیا چلی گئی۔ ادھر ایک سال پورا ہونے پر یاسر بھی پاکستان آگیا۔ خزران اس کی آمد پر بے حد خوش تھی لیکن جانے کیسے وہ ایک مہینہ پر لگا کر اڑ گیا۔ یاسر بھی واپس جاتے ہوئے بہت اداس تھا۔ خصوصاً" رافع کو چھوڑ کر جانا اس کے لیے بہت مشکل تھا۔ اس نے خزران سے وعدہ کیا کہ جاتے ہی وہ انہیں بلوانے کی کوشش کرے گا۔ خزران حد سے زیادہ پر امید تھی کہ جلد ہی وہ اور رافع یاسر کے پاس ہوں گے۔ لیکن یاسر نے واپس جاتے ہی کمپنی کی صورت حال اور اپنی جاب کے حالات کے بارے میں بتایا کہ فی الحال معاملات زیادہ ٹھیک نہیں چل رہے"

کچھ دن بعد.....

پھر یہ "کچھ دن بعد" کا سلسلہ طویل ہوتے ہوتے مزید ایک سال لے گیا اور یاسر دوسری چھٹی پہ پاکستان آگیا۔ اور اس بار جب وہ گیا تو خزران ایک مرتبہ پھر امید سے تھی۔ یعنی اب تو کچھ کہنا ہی بے کار تھا۔ اور مناہل کی پیدائش کے بعد تو وہ مصروف اس قدر ہوگئی کہ سوچنے کا بھی وقت نہیں ملتا تھا۔ کچھ گزرے تین سالوں نے یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ اماں اس کے پردیس جانے کے حق میں نہیں تھیں۔ کیونکہ اس کے بحرین جانے سے یاسر کے اخراجات ایک دم سے بڑھ جاتے اور گھر بھیجی جانے والی رقم پر برے اثرات مرتب ہوتے۔

خزران نے یہ سب دیکھ سمجھ کر خاموشی اختیار کرلی اور یاسر کو اپنے بلوانے کے متعلق کہنا چھوڑ دیا۔ اب اس نے کیلنڈر سے دوستی کرلی تھی۔ جہاں یاسر کے آنے جانے اور پھر انتظار کے بے شمار دنوں کا حساب درج تھا۔ بلکہ یاسر کے پاس بحرین نہ جانے کا ایک فائدہ یہ ہوگیا کہ اس نے آگے پڑھائی جاری رکھی۔ شادی کو چھ سال گزر گئے۔

رافع پانچ سال کا اور مناہل تین سال کی تھی' جب پہلی مرتبہ معمول کے مطابق چلتی لگی بندھی زندگی میں پریشانی کی ہوا چلی۔ آصف بھائی کے ایک دوست کی بیوی سعدیہ ان کے گھر آئی تو اس نے اماں کو بتایا کہ اس نے یاسر کے متعلق کچھ سنا ہے۔ سعدیہ کا بھائی بحرین میں رہتا تھا۔ اس نے بتایا کہ یاسر وہاں کسی پاکستانی لڑکی میں انوالو ہے' بلکہ شادی بھی کرنا چاہتا ہے۔ اماں کو یقین تو نہیں آیا لیکن سعدیہ کو بھی وہ اچھی طرح جانتی تھیں۔ وہ ایک پڑھی لکھی سوبر لڑکی تھی۔ بلاوجہ لگائی بجھائی کرنا اس کی فطرت نہیں تھی۔ اماں نے اسی شام خزران سے بات کی اور کہا کہ وہ صاف صاف یاسر سے اس بارے میں پوچھ گچھ کرے۔

خزران کی کیفیت بھی کچھ اماں جیسی ہی تھی۔ ایسے اچانک اتنی بڑی بات کا سامنے آنا کچھ ناقابل یقین سا لگ رہا تھا۔ پھر ابھی دو ماہ پہلے ہی تو یاسر چھٹی گزار کر گیا تھا۔ اس کے رویے اور محبت میں اس نے کہیں کوئی تبدیلی محسوس نہیں کی تھی۔ پھر بھی اس نے یاسر سے

Copied From Web



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بات کرلی لیکن ظاہر ہے کہ وہ صاف ٹال گیا اور بات آئی گئی ہوگئی۔ حتی کہ مہینوں گزر گئے اور بات خزران کے دماغ سے بھی نکل گئی کہ اچانک ایک دن آصف بھائی کے نام یاسر کا خط آگیا۔ حالانکہ دونوں بھائی انٹرنیٹ اور فون کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطے میں تھے' پھر بھی یاسر نے خط کا سہارا لیا۔ شاید وہ شرمندگی سے بچنا چاہ رہا تھا۔

اس نے لکھا کہ وہ قرۃ العین سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اس کا تعلق کراچی سے ہے لیکن وہ اپنے والدین کے ساتھ بحرین میں رہتی ہے۔ عینی مجھ سے شادی کی شدید خواہش مند ہے اور وہ خزران اور بچوں کو قبول کرنے کو بھی تیار ہے لیکن اس کے والد ہرگز ایک شادی شدہ مرد کو داماد بنانے کو راضی نہیں ہیں۔ بالآخر بہت مشکلوں سے انہوں نے اس شرط پر شادی کی اجازت دے دی کہ میں اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دوں تب ہی عینی سے شادی کرسکتا ہوں۔۔۔ اور یاسر عینی کی محبت میں خزراں کو طلاق دینے کو تیار ہوگیا تھا۔

آصف بھائی کے ذمے اس نے یہ کام لگایا کہ وہ اماں کو بتادے اور خزران کو سمجھائے۔ آصف کو خط پڑھ کر شدید غصہ آیا اور یاسر کو فون کرکے کسی بھی قسم کے تعاون سے قطعا" انکار کردیا۔ اماں بھی سن کر سخت ناراض ہوئیں، کہ خزران اور بچوں کو بے قصور اتنی بڑی سزا دینا سراسر زیادتی ہے۔ خزران کا تو یہ حال تھا کہ اسے یہ سب کچھ جھوٹ اور مذاق لگ رہا تھا۔ اس نے یاسر کو فون کیا کہ ابھی وہ ہنس کر کہہ دے گا کہ ڈیر یہ سب مذاق تھا۔ لیکن وہ تو آگے سے رونے لگا۔

"میں بہت مجبور ہوگیا ہوں خزران! تم تو جانتی ہو' میں تم سے اور بچوں سے کتنا پیار کرتا ہوں۔"

"کک کیا بات ہے یاسر! ایسی مجبوری' پلیز کھل کر بتائیں۔" اس کے تو ہاتھ پیر ہی پھول گئے یاسر کو روتا دیکھ کر۔

"میں نے عینی کے باپ سے لاکھوں روپے کا قرض لیا تھا لیکن میرے حالات ابھی ایسے نہیں ہیں کہ رقم انہیں لوٹا سکوں۔۔۔ اور انہیں لگتا ہے کہ میں کسی بھی وقت جاب چھوڑ کر پاکستان بھاگ جاؤں گا اور واپس نہیں آؤں گا۔ وہ مجھے اب ہر طرح سے پھانس رہے ہیں۔"

"آپ نے قرض کیوں لیا یاسر اور۔۔۔ اور آپ کو وہاں روکے رکھنے کا حل شادی ہی کیوں۔۔۔ آپ ہم سے کہیں ناں' ہم یہاں رقم کا کوئی بندوبست کرتے ہیں۔" وہ سادگی سے اس کی دلجوئی کرنے لگی۔

"کچھ نہیں ہوسکتا خزران۔۔۔! یہ لوگ بہت ہوشیار ہیں۔ ان کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ میرے پاس فرار کی کوئی راہ نہیں۔۔۔ میں بہت بری طرح پھنس چکا ہوں۔۔۔" وہ ابھی بھی رو رہا تھا۔

"آپ واپس آجائیں یاسر۔۔۔ پلیز جاب چھوڑ کر جلد از جلد ہمارے پاس آجائیں۔" وہ رو رو کر اس کی منتیں کرنے لگی۔ لیکن ہوا' بس یہ کہ ایک ہفتے بعد یاسر کی طرف سے طلاق نامہ آگیا اور وہ ایسی بے وقوف تھی' شدید دکھ کی کیفیت میں بھی یہی سوچے جارہی تھی کہ پتا نہیں یاسر وہاں کن مجبوریوں کا شکار ہوگیا ہے' لیکن یاسر کے فریب کا پردہ بھی جلد ہی چاک ہوگیا۔

وہ طلاق کا کوئی بیسواں روز تھا۔ آصف بھائی کی بڑی بیٹی لاریب لیپ ٹاپ لے کر دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

"یہ دیکھیں خزران چچی۔۔۔ یاسر چاچو کی نئی دلہن،" وہ تقریبا" دھکا دیتے ہوئے اس کے قریب آبیٹھی' اور لیپ ٹاپ اس کے سامنے کیا۔ خزران نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔

"یہ دیکھیں! یاسر چاچو نے اپنے فیس بک اکاؤنٹ پر ہنی مون کی نئی پکچرز اپ لوڈ کی ہیں۔"

مصر کے حسین مضافات میں وہ اپنی نئی دلہن کے ہاتھوں میں ہاتھ دیے نہایت شاداں و فرحاں دکھائی دے رہا تھا۔ مسکراہٹ اس کے لبوں سے جدا ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ کہیں وہ اسے اپنے ہاتھوں سے آئس کریم کھلا رہا تھا تو کہیں وہ لڑکی اس کے بازو سے چپکی کھڑی تھی۔



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

خوب صورت نقوش کی مالک وہ گوری سی لڑکی یاسر کو پاکر نہایت مسرور لگ رہی تھی۔ زندگی سے بھرپور۔ ان تمام تصاویر میں کہیں بھی یاسر افسردہ اور مجبوریوں کا مارا نہیں لگ رہا تھا۔

اس رات پہلی مرتبہ خزراں نے اپنی اور یاسر کی شادی کی تصاویر پرزے پرزے کرکے ڈسٹ بن کے حوالے کیں۔ گزشتہ بیس راتوں سے جنہیں ہاتھ میں اٹھا کر وہ بین کیے جارہی تھی۔ حالانکہ ان تصاویر کو سنبھال کر رکھنا ویسے بھی اب بے معنی تھا۔ وہ سے اپنی زندگی سے نکال چکا تھا۔ اب وہ اس کی کچھ نہیں لگتی تھی۔ دل نے تسلیم کرلیا کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ ہار لیکن اب پچھلے پانچ، چھ ماہ کے دوران نہیں کم ہوئی تھیں تو اس کی بے چینی اور شدید احساس محرومی۔ وہ رات رات بھر جاگ کر سوچتی کہ کہاں کمی رہ گئی تھی؟ خوب صورتی، تعلیم، اچھی عادات، یاسر کے لیے محبت، اولاد سب کچھ تو تھا پھر کیوں ___؟

لیکن عازم کے وہ ہی جملوں نے ایسا زوردار اثر کیا کہ ذہن پر پڑی جمود کی گرد ہٹنا شروع ہوگئی تھی۔

اسے کیسے پتا چل جاتا ہے ہر بات کا۔ جب اس نے کہا کہ "کلو اس احساس سے کہ یاسر نے تم سے بے وفائی کی ہے ___ چھوڑ دو تکیے بھگونا اور لوگوں کی ہمدردیاں بٹورنا تو خزراں نے نہایت شرمندگی محسوس کی ___ صحیح تو کہتا ہے' جو ہوچکا وہ بدل نہیں سکتا' پھر کیوں وہ سوچ سوچ کر بلاوجہ اپنا اور بچوں کا نقصان کر رہی ہے، جبکہ یاسر وہاں دونوں ہاتھوں سے زندگی کی خوشیاں سمیٹ رہا تھا۔

صبح کی نماز پڑھنے کے بعد وہ کتنی ہی دیر جائے نماز پر گم صم بیٹھی رہی۔

"کتنی بڑی بے وقوف ہوں میں۔" خود پر ہنستے ہوئے جانے کہاں سے دو آنسو بہہ کر گال پہ اتر آئے۔ انہیں صاف کرتے کرتے وہ زارو قطار ہچکیوں سے رونے لگی۔ دیر تک رونے سے دل کا کتنا غبار ہلکا ہو گیا۔ وہ جائے نماز لپیٹ کر کھڑکی میں آکھڑی ہوئی۔

جنید بھائی نے یوں تو ہمیشہ اس کا بہت خیال رکھا تھا لیکن امی، ابو کے گزر جانے کے بعد تو انہوں نے خزراں کو اپنی ذمہ داری سمجھنا شروع کردیا تھا۔ ہمیشہ ہر خوشی، غم، عید، برات کے موقع پر جتنا ان سے بن پڑا، انہوں نے بہن کے لیے کیا۔ سمیعہ بھی شروع سے یہی دیکھتی آرہی تھیں کہ باوجود اپنے محدود وسائل کے جنید نے کبھی بہن کے معاملے میں کمی نہیں آنے دی۔

لیکن بہن ___ اس نے کیا کیا تھا آج تک ___ ہمیشہ سسرالیوں کو خوش کرنے کے جتن کرتی رہی ___ لین دین کی لسٹ سے اس نے بھائی کو قطعی طور پر خارج سمجھا ہوا تھا۔ کبھی بھائی، بھابی یا بھتیجیوں کے لیے کوئی معمولی سا تحفہ بھی نہیں لیا تھا۔ عازم نے احساس دلایا تو خزراں خود کو کوس کوس کر تھکنے میں نہیں آرہی تھی۔ ناشتا بنانے اور کرنے کے دوران بھی وہ ایسی ہی سوچوں میں گم تھی۔

"خزراں پلیز! تم ذرا یہاں بیٹھ جاؤ۔ مجھے آصف کے سلائس پر مکھن لگانا ہے۔" لبنیٰ بھابی نے آہستہ آواز میں کچھ جتانے کے سے انداز میں درخواست کی تو وہ چونکی۔ بے دھیانی میں جانے کب وہ آصف بھائی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور اماں کے پاس جا بیٹھی۔

"مناہل کو ڈاکٹر کے پاس کب لے جانا ہے؟ میں ابھی آدھے گھنٹے تک ایک ضروری کام سے باہر جاؤں گا۔" آصف نے براہ راست اسے مخاطب کیا' جواب ابھی اس کے منہ میں تھا کہ لبنیٰ بھابی بول پڑیں۔

"کوئی بات نہیں آصف! آپ جائیں ___ خزراں کے ساتھ میں چلی جاؤں گی۔ ویسے بھی اتنی صبح ڈاکٹر کہاں آتے ہیں۔ کیوں خزراں ___؟"

"جی بھابی ___!" وہ مختصر جواب دے کر مناہل کو کھانا کھلانے لگی۔

"تو تم یہاں بھی درست تھے عازم! جانے میں کس دنیا میں رہتی ہوں۔ لبنیٰ بھابی کے ایسے جملوں سے تو میرا روز واسطہ پڑتا ہے۔ لیکن اس نہج پر کبھی سوچا ہی نہیں۔ کیا لبنیٰ بھابی کے مستقل سر درد کی وجہ میں


Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوں...؟" انہیں یہ مسئلہ ڈیڑھ دو ماہ پہلے شروع ہوا تھا۔ "تو کیا وہ میری یہاں موجودگی سے پریشان ہیں؟"

خزراں چند اور سوالات کا بوجھ لیے ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ گئی۔

کمرے میں آکر اس نے سب سے پہلے اپنا پرس کھنگالا، لیکن وہاں سے برآمد ہوئے بس ڈھائی، تین ہزار۔ اماں کے ہاتھ پر پوری تنخواہ رکھنے کے بعد وہ صرف اپنی ضرورت کی رقم ہی پرس میں رکھا کرتی۔ اس نے تھوڑی دیر کچھ سوچا، پھر الماری سے چیک بک نکال کر پرس میں ڈالی۔ طلاق سے پہلے چونکہ یاسر اسے ہر مہینے الگ سے رقم بھیجا کرتا تھا۔ اس لیے وہ اپنی تنخواہ بینک سے نکلواتی ہی نہیں تھی۔ کم از کم پانچ، چھ ماہ کی تنخواہ اس کے پاس اب بھی محفوظ تھی۔

بچوں کو تیار کرنے کے بعد اس نے اپنے لیے بھی ایک اچھا سوٹ نکالا۔ لبنیٰ بھابھی سے اس نے کہہ دیا، کہ وہ کچھ دیر کے لیے جنید بھائی کے گھر جائے گی۔ انہوں نے تو جان چھوٹ جانے پر ویسے بھی سکون کا سانس لیا تھا۔ خزراں اماں کو بتانے ان کے کمرے میں چلی گئی۔

مناہل کو کچھ دن سے اسکن الرجی کا مسئلہ شروع ہوا تھا۔ پہلے اسے ڈاکٹر کو دکھایا، پھر مارکیٹ سے جنید بھائی، سمیعہ بھابھی اور سندس، یسریٰ کے لیے شاپنگ کی۔ جوشِ محبت ایسا غالب تھا کہ اس نے پوری رقم اڑا دی۔

جنید بھائی کے گھر بنا اطلاع آکر انہیں حیران کرنے کی کوشش کی، لیکن وہاں عازم کو بیٹھے دیکھ کر خود حیران ہو گئی۔ وہ سب ابھی اس وقت باہر صحن میں بیٹھے تھے۔ خزراں نے شاپنگ بیگز بھابھی کو تھمائے اور خود بھی وہیں بیٹھ گئی۔ بچے البتہ سندس اور یسریٰ کو ڈھونڈتے اندر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ سمیعہ بھابھی سامان رکھنے اندر گئیں، تو جنید بھائی بھی ان کے پیچھے چلے گئے۔ شاید اس کی خاطر مدارت کے سلسلے میں۔

"تم کب آئے؟" خزراں نے تنک کر اسے گھورا تو وہ دبی دبی مسکراہٹ لیے اسے دیکھنے لگا۔

"آج لگ رہی ہو پروفیسر صاحبہ۔ ویسے خوشی ہوئی تمہیں یہاں دیکھ کر۔" وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"تم کیوں خوش ہو رہے ہو۔ میرے بھائی کا گھر ہے۔ اکثر ہی آجاتی ہوں۔" وہ خوامخواہ صفائی دینے لگی۔

"ہاں ابھی یہی بتا رہا تھا جنید کہ میڈم کی صورت دیکھنے کو بھی ترس جاتے ہیں۔" اس نے نہایت شوخی بھرے لہجے میں اسے مزید چڑایا۔ پچھلی رات کی ڈانٹ پھٹکار اور غصے کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"تم نے کوئی بات تو نہیں کی بھیا سے؟" وہ ایک دم گھبرا گئی۔

"کون سی بات؟" وہ ہنسنے لگا۔

"وہی جو تم کہہ رہے تھے کہ میرے یہاں رہنے کی بات ان سے کرو گے۔" وہ دھیمی آواز میں سرگوشی کرنے لگی۔

"ارادہ تو تھا، لیکن اب لگتا ہے ضرورت نہیں پڑے گی۔" وہ ہنسا تو خزراں بری طرح شرمندہ ہو گئی۔

"تمہیں گھر میں آرام نہیں آتا۔ خاندان بھر کی ٹن گن لیتے پھر رہے ہو؟"

"غصہ کرتی ہو تو تم سے بہت اپنی اپنی لگتی ہو۔" وہ آنکھوں میں چمک لیے پھر تنگ کرنے لگا۔ خزراں مزید غصہ کھا گئی۔

"اور جب تم ہنستے ہو نا تو زہر لگتے ہو۔" وہ پاؤں پٹختی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ پیچھے عازم کا بھرپور قہقہہ بلند ہوا۔

☼ ☼ ☼

وہ جب سے جنید بھائی کے گھر سے آئی تھی، عجیب مخمصے کا شکار تھی۔ سمیعہ بھابھی تو چند ایک چھوٹے موٹے تحائف پا کر ہی اس قدر ممنون ہو گئی تھیں کہ ان کا لہجہ، برتاؤ، خاطر مدارت سب میں اس روز واضح تبدیلی آئی تھی۔ زبردستی اسے رات کے کھانے پر بھی روک لیا۔ خزراں ان سب کے لیے جو ڈریسز لے گئی تھی بھابھی ایک ایک چیز کی تعریف کیے جا رہی



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھیں۔
عازم سے گفتگو کے بعد ویسے تو مسلسل وہ اس نہج پر سوچ رہی تھی کہ اب اسے یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ بھابھی کی طرف سے اچھے رسپانس کے بعد تو وہ جلد از جلد اسے عملی جامہ پہنانے کا سوچنے لگی۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اماں اور آصف بھائی سے کس طرح بات کرے۔ زندگی نے ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا تھا کہ کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے اسے سو مرتبہ سوچنا پڑتا تھا۔

کمرے میں یہاں سے وہاں چکر کاٹتے اس نے بے شمار جوں سوچ ڈالے۔ لیکن کسی بھی نتیجے پر پہنچنے میں سخت کنفیوژن محسوس کی۔ عازم سے بات کیے بنا چارہ نہیں تھا۔ لیکن وہ بے شرم.... بولتا بہت ہے۔ خزراں نے تین مرتبہ موبائل اٹھا کر واپس رکھ دیا۔ بچے سونے کے لیے آئے تو انہیں تھپکیاں دیتے بالآخر کال ملانے کا مضبوط ارادہ کرلیا۔

"زہے نصیب...." بنا سلام دعا عازم نے شوخی سے آغاز لیا۔

"سارہ کہاں ہے؟" وہ پریشان ہوگئی کہ عازم کے شوخ معنی خیز لہجے سے سارہ کچھ اخذ نہ کرلے۔

"ارے وہ تو اپنی سرزمین پر لینڈ کرتے ہی ہفتہ دس دن کے لیے میکے رخصت ہوجاتی ہے۔ آخر وہاں جاؤ بھی تو خوب کیے جاتے ہیں۔" وہ ہنسا تو خزراں نے پہلا سکون کا سانس لیا۔

"پھپھو کے گھر سے کب آئے تم لوگ؟"

"ہاں... اماں کے گھر تو دو ہی دن رہے۔ پھر سارہ اپنی امی کے گھر چلی گئی اور میں یہاں کی صفائی وغیرہ میں مصروف ہوگیا۔ ابھی پچھلے تین دنوں سے اپنے گھر میں ہوں۔" وہ اب سنجیدگی سے بات کرنے لگا تھا۔ خزراں نے بھی سہولت محسوس کی۔

"عازم! مجھے تم سے مشورہ کرنا تھا۔"

"ہوں... ہوں... کہو۔"

"مجھے لگتا ہے تم صحیح کہہ رہے تھے۔ اب مجھے بھیا کے گھر آجانا چاہیے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا ان سب سے بات کا آغاز کیسے کروں۔"

"صاف لفظوں میں کہہ دو کہ میرا یہاں رہنا اب مناسب نہیں۔" عازم قدرے حیران ہوا اس کی سوچ بچار پر۔

"ایسا تو میں شروع شروع میں کہہ چکی ہوں۔ یہ لوگ زبانی بہت ہمدردی جتاتے ہیں۔ بچوں سے ایسی شدت کی محبت ظاہر کرتے ہیں کہ مجھے کچھ بھی بولنے کی ہمت نہیں ہوتی۔"

"تو تم بھی یہ سمجھتی ہو کہ ان کے دلوں میں کچھ اور ہے اور لبوں پہ کچھ اور۔"

عازم کو خوشی ہوئی جان کر کہ خزراں حقیقت کا ادراک رکھتی ہے۔ وہ تو سمجھ رہا تھا شاید ایسوں کے ہاتھ بے وقوف بن رہی ہے۔

"سب سمجھتی ہوں عازم! سات سال گزارے ہیں ان کے ساتھ۔ میں تو بس سمعیہ بھابھی کے رویے کی وجہ سے مجبور تھی۔ وہ گتھی تم نے اتنی آسانی سے سلجھا دی۔ اب تو ایک ایک لمحہ یہاں گراں گزر رہا ہے۔ ہاں البتہ علیحدگی کے فوراً بعد ان سب نے مجھے بہت سپورٹ کیا۔ طلاق کے فوراً بعد کا کچھ عرصہ میں نے انتہائی تکلیف اور اذیت میں گزارا۔ مجھے لگتا تھا میں اپنے آپ کو مار ڈالوں گی یا مجھے برین ہیمبرج ہوجائے گا۔ یہ سوچ ہی بہت اذیت ناک تھی کہ یاسر سے ہمیشہ کے لیے ہر رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔ اس کی بے وفائی اور بے حسی مجھے ایک ڈراؤنا خواب لگتی تھی۔ دل ماننے کو تیار ہی نہیں ہوتا تھا کہ اس کا دل میری اور بچوں کی محبت سے خالی ہوچکا ہے۔ اماں اور آصف بھائی فون پر یاسر سے جھگڑا کرتے۔ صاف الفاظ میں اسے کہتے کہ اب وہ اس سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔ مجھے ہر طرح کی تسلی دی کہ کبھی مجھے بے سہارا نہیں چھوڑیں گے۔ ان ہی سب باتوں کی وجہ سے میں ان کی ممنون ہوتی چلی گئی۔ تنخواہ اماں کے ہاتھ پہ رکھنے کا فیصلہ بھی اس لیے کیا کہ اب میں یہاں کی کسی چیز پر اپنا حق محسوس نہیں کرتی۔ لیکن مجھ سے ہمدردی کا یہ رویہ بس مہینہ ڈیڑھ کی بات ثابت ہوئی۔ یاسر سے



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ان سب کی فون پر بات ہوتی رہتی تھی۔ وہی بار بار فون کر کے جانے کیا کچھ کہتا رہتا تھا۔ شاید معافی مانگی ہو یا خود کو صحیح ثابت کرنے کے دلائل دیے ہوں۔ بہرحال جو بھی ہوا۔ پچھلے تین' چار ماہ سے میں تو یہی دیکھ رہی ہوں کہ نہ میرے بچوں کا ٹھیک سے خیال رکھا جاتا ہے' نہ ہی میری کسی بات کو اب یہاں کوئی اہمیت دی جاتی ہے۔ یاسر کے خلاف بولنا بھی سب بند کر چکے ہیں۔"

"پھر تو تمہیں بہت پہلے یہاں سے چلے جانا چاہیے تھا' کیوں اتنے مہینوں سے ان سب کے برے رویے سہہ رہی تھیں۔" وہ ایک بار پھر حیران ہو گیا۔

"یہ سب اتنا آسان کہاں ہے۔" وہ خاصی بے چارگی سے بولی' جس پر عازم مزید تپ گیا۔

"اچھا اور جتنی آسانی سے تمہاری ہنستی بستی زندگی تباہ ہوئی' اس کے متعلق کیا کہو گی اسٹوپڈ لڑکی۔۔۔ ایسی بے چاروں اور مظلوموں والی باتیں کرتی مجھے سخت بری لگتی ہو۔ اتنی ہی بے بس اور لاچار ہو تو جلا دو اپنی ڈگریاں اور لات مارو نوکری پر۔۔۔ تمہیں تو چاہیے تھا پہلی فرصت میں کہیں الگ کوئی گھر یا فلیٹ لے کر اپنے بچوں سمیت وہاں شفٹ ہو جاتیں۔ کیا تم الگ رہنا افورڈ نہیں کر سکتیں؟؟" وہ پھر اس کی کلاس لینے لگا۔

"بچوں کا کیا کرتی۔۔۔ مجھے تو کالج جانا ہوتا ہے۔ روز یہاں سے شیخوپورہ جاتی اور آتی ہوں۔۔۔ اتنا ٹائم ہو جاتا ہے۔" وہ منمنائی۔

"کیا میڈ کا کال پڑ گیا ہے شہر میں۔۔۔ گھر تو کر ہی سکتی ہو کہ ذاتی گاڑی بھی رکھ سکتی ہو لیکن جاہلوں کی طرح ساری رقم ان ناقدروں کے ہاتھ پہ دھر کے ماسیوں جیسے حلیے میں ان کی نوکریاں دے رہی ہو اور یہ جو شیخوپورہ سے روزانہ لیٹ آنے کا رونا رو رہی ہو تو محترمہ! روزانہ لاہور والوں کو اپنا چہرہ کرانا بہت ضروری ہے کیا۔ یا بنا آپ کے آئے یہاں سورج غروب نہیں ہوتا۔ بھئی! وہاں ہاسٹل ہو گا' اسٹاف کے لیے کوارٹرز ہوں گے اور بھی ٹیچرز رہتی ہوں گی۔ بچوں کو اپنے ساتھ رکھو اور آرام سے سیٹ ہو جاؤ۔" وہ اسے مختلف حل بتاتے بتاتے پھر طیش میں آ گیا۔

"یقین نہیں آتا' تم وہی خزران ہو جو کالج کے اسٹیج پر دھواں دھار تقریر کرتے ہوئے مائیک توڑ دیا کرتی تھی۔" وہ اسے لتاڑنے لگا اور خزران خاموشی سے اس کی پھٹکار سنے گئی۔

"جانتی ہو خزران! جب میں کبھی نیوز میں سنتا یا پیپر میں پڑھتا کہ ایک عورت نے غربت کے ہاتھوں تنگ آ کر بچوں سمیت نہر میں چھلانگ لگا دی یا پیٹرول چھڑک کر خود کو آگ لگا لی' زہر کھا لیا۔۔۔ تو دنوں طبیعت بوجھل رہتی۔۔۔ الفاظ سوتے جاگتے میرے کانوں میں گونجتے رہتے اور میں یہی سوچتا کہ کیوں اس نے اپنی اور بچوں کی زندگی اپنے ہی ہاتھوں اتنی آسانی سے ختم کر لی۔۔۔ کیا اس کے پاس اور کوئی حل نہیں تھا۔ کسی کے گھر کام کر لیتی' کہیں مزدوری کر لیتی۔ بچوں کا پیٹ بھرنے کی خاطر ہاتھ ہی پھیلا لیتی۔ چلو بہت غیرت مند تھی اور بھیک مانگنا گوارا نہیں تھا تو ایدھی ہوم سینٹر میں بچوں کو چھوڑ آتی۔ لیکن غیرت مند کہاں تھی۔ خود بھی حرام موت مر گئی اور بچوں کا قتل بھی سر پر لے لیا۔ کیوں کر لیتے ہیں لوگ ایسے بے رحم فیصلے۔۔۔ پر اب تمہیں دیکھ کر سوچتا ہوں' شاید وہ عورتیں ٹھیک تھیں۔۔۔ ان پڑھ' غربت میں پلی' عورت اور کر بھی کیا سکتی ہے۔ جب تم جیسی اعلا تعلیم یافتہ' برسر روزگار عورت کا یہ حال ہے تو جو جی میں آئے حوا کی بیٹیو! کرو۔ سب جائز ہے۔" وہ بولنے پہ آیا تو بے تکان بولے چلا گیا۔ خزران لب چبائے اپنے آنسو پینے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن بہت مشکل تھا۔ بے لگام آنسوؤں کی لکیر گردن تک بہہ آئی۔ وہ کانپتے ہاتھوں سے اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔

"تم اس وقت کہاں تھے عازم! جب مجھ پر اتنی بڑی قیامت گزری' میں بہت اکیلی ہوئی تھی۔"

وہ ہچکیاں لے کر رونے لگی۔ عازم نے کرب سے ہونٹ کاٹے۔ خزران کا رونا اس کا دل چیر رہا تھا۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ تمہاری تکلیف نیزے کی طرح دل کے آر پار ہوئی تھی۔ لیکن خاموش رہا۔ خزران کا درد بانٹنے



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کو تو وہ اب بھی جی جان سے حاضر تھا، لیکن زبانی ایک جملہ بھی ادا کرنا سراسر اس سے دشمنی کرنے کے مترادف تھا، کیونکہ یہی ہمدردی کے بول سن سن کر تو گزشتہ پانچ چھ ماہ سے وہ مظلومیت کی چادر اوڑھے بیٹھی تھی۔ اگر وہ بھی یہی سب کچھ کرنے لگتا تو کون سمجھاتا اسے کہ نہ وہ مظلوم ہے نہ کمزور۔

"خود کو سنبھالو خزران۔۔۔ اور سنو! یہاں سے جانے کا ایک سیدھا ساحل ہے میرے پاس۔۔۔ سن رہی ہو نا؟؟"

"ہوں۔۔۔" خزران نے دھیان اس کی طرف لگایا۔

"پہلے جنید سے بات کرو، اسے کہو کہ میں اب آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ پھر اسے سمجھاؤ کہ وہ تمہاری ساس کے پاس آئے اور انہیں کہے کہ لوگ خزران کے یہاں رہنے پر بہت باتیں بنانے لگے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اب وہ مزید یہاں رہے۔ لہٰذا وہ تمہیں لینے آئے ہیں۔ کیا کہتی ہو؟؟"

"ہاں۔۔۔ یہی صحیح ہے۔۔۔ میں پہلے بھیا سے بات کرتی ہوں۔" اس نے ایک دم اپنے اندر سکون اترتا محسوس کیا۔ پچھلے کئی دنوں سے وہ سو طرح کے جملے اور مکالمے رٹنے کی کوشش کررہی تھی کہ اماں سے اس طرح بات شروع کروں گی، پہلے یہ کہوں گی، پھر وہ کہوں گی۔۔۔ عازم نے جو حل بتایا اس کے مطابق تو اماں سے براہ راست بات کرنے کا مسئلہ ہی ختم ہوگیا۔ جانے اس کا اپنا دماغ کیوں بند ہو کر رہ گیا تھا۔

"دو باتیں میری یاد رکھنا۔۔۔ پہلی یہ کہ جب تک اس گھر میں ہو، یاسر کی یادوں سے جڑی رہو گی جو کہ اب سراسر نقصان کا سودا ہے۔ جوں ہی جگہ تبدیل ہوگی، نہ صرف دماغ کھلے گا، بلکہ پوزیٹو خیالات آنا شروع ہوں گے۔ مثبت سوچوں کو اپنے اندر جنم دو۔۔۔ ابھی جینے کے لیے بہت کچھ ہے۔ میں نے شاید تم سے زیادہ دنیا دیکھ لی ہے۔ یہاں زخموں پہ مرہم بھی پیسوں سے رکھا جاتا ہے۔ رکھ رکھاؤ، میل جول، رسموں، رواجوں اور رشتے ناتوں کے سب کھیل آج صرف پیسے سے چلتے ہیں اور تم نے بہت حد تک اس سے نہ صرف نبھا کرلیا ہے، بلکہ بہت سہولت سے اسے اپنی زندگیوں میں شامل کرلیا ہے۔ تمہارے لیے شاید یہ نئی بات ہو، لیکن اسی سے تمہاری اور تمہارے بچوں کی خوشیاں جڑی ہیں۔ انسانوں سے امیدیں وابستہ کرنے کا خیال ہمیشہ کے لیے دل سے نکال دو۔ تمہارا اچھا برا سوائے تمہارے کوئی نہیں سوچ سکتا اور امید۔۔۔ صرف اللہ سے رکھو، سن رہی ہو نا۔" عازم کو اس کی طویل خاموشی پر تشویش ہوئی۔

"ہاں۔۔۔" وہ ہلکا سا ہنسی۔ "تمہارے آخری جملے سے پہلے تم سے امید لگائے بیٹھی تھی۔ تم نے پل میں وہ مان چھین لیا۔"

"اوہ۔۔۔" عازم شرمندگی سے ہنس پڑا۔ "میں تو بھئی فلسفہ جھاڑ رہا تھا۔ بولو کیا کام ہے؟؟"

"چھوڑو، پھر کبھی بتاؤں گی۔" اس نے فون رکھ دیا۔

"ارے۔۔۔ سنو تو۔۔۔" بات اس کے منہ میں رہ گئی۔ پھر اس نے بھی موبائل ایک طرف پہ رکھ دیا۔

☼ ☼ ☼

عازم نے واقعی سچ کہا تھا۔ بھیا کے گھر آکر ذہن ایک دم دوسرے کئی معاملات کی طرف ایسے منتقل ہوا کہ دنوں اس کے پاس کچھ سوچنے کا جیسے وقت ہی نہیں رہا۔

جنید بھائی نے اس کے کہنے کے مطابق یاسر کے گھر والوں سے بات کی اور اگلے ہی دن اسے اپنے گھر لے آئے۔ وہ آخری رات خزران نے اپنے کمرے میں بہت تکلیف میں کاٹی۔ کمرے کی ایک ایک چیز یاسر کی یادوں سے جڑی تھی۔ وہ کمرا جہاں وہ بیاہ کر آئی تھی۔ سوچا نہیں تھا، ایک دن وہاں سے ایسے حالات میں جانا پڑے گا۔ یاسر کی اس کے لیے محبت، بچوں سے والہانہ لگاؤ، دونوں کی آپس کی انڈر اسٹینڈنگ۔ کبھی کسی بات نے ایک لمحے کے لیے بھی اس وہم میں نہیں ڈالا کہ یاسر بدل سکتا ہے۔ وہ بھی شادی کے محض سات سال بعد۔۔۔ پتا نہیں لوگ کیوں کہتے ہیں کہ اولاد میاں، بیوی کے رشتے کو مزید مضبوط کرتی ہے۔ یاسر



Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے تو بچوں کا بھی نہیں سوچا۔ وہ اگلے ہی روز مع سازو سامان بھیا کے گھر آ گئی۔ وہ سامان جو بھیا اور ابو نے اس کی شادی کے موقع پر بڑے پیار سے بنوایا تھا۔ خزران نے چند دن کے اندر سب بیچ کر رقم بھیا کے حوالے کردی۔ جنید بھائی کے گھر جیسے اس نے نئی زندگی کی شروعات کیں۔ **سمیعہ** بھابھی کے ہاتھ پر اس نے یہ کہہ کر تنخواہ رکھی کہ۔۔۔

"بھابھی! یہ پیسے آپ کہیں سنبھال کر رکھ لیں۔ میرے پاس کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے۔" اور ہفتے بھر بعد اس میں سے آدھی رقم لیتے ہوئے نہایت سلجھے طریقے سے کہہ دیا۔

"باقی رقم آپ استعمال کرلیں بھابھی! اب میں اور بچے آگئے ہیں تو ظاہر ہے اخراجات بڑھ جائیں گے۔"

"لیکن یہ رقم تو بہت زیادہ ہے۔" **سمیعہ** کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"کوئی بات نہیں بھابھی! پیسہ تو کام ہی آتا ہے۔ جو رقم گھر کے خرچ سے بچ جایا کرے' آپ خود رکھ لیا کریں۔ میں نے اپنے استعمال کی رقم لے لی ہے۔" اس نے نرمی سے بھابھی کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا تو **سمیعہ** مارے خوشی کے کچھ بول ہی نہیں پائیں۔

بہت سارے دن گزر گئے تھے۔ صبح کالج جانے کے لیے تیار ہو کر نکلتی تو ناشتا تیار ہوتا۔ کالج سے واپس آتی تو بچے نہا دھو کر کھانا بھی کھا چکے ہوتے اور اکثر جنید بھائی کی بیٹیوں کے ساتھ آرام سے بیٹھے کارٹون دیکھ رہے ہوتے۔ وہ سخت شرمندہ ہو کر شام کے کام بھابھی سے لینے کی کوشش کرتی' لیکن وہ اسے منع کردیتیں۔

"یہ سب میرے روٹین کے کام ہیں خزران! تمہارے آنے سے کوئی ایکسٹرا بوجھ نہیں پڑا۔"

"لیکن بھابھی! سارا دن کام میں جتے رہنا بھی ٹھیک نہیں۔۔۔ مجھے نہیں لگتا آپ کو ریسٹ ملتا ہے پھر میں بھی آپ کی ہیلپ نہیں کرپاتی۔ آپ کہیں تو ہم کوئی کام والی رکھ لیں۔" خزران نے چند دن میں ہی نوٹ کرلیا کہ بھابھی بہت کام کرتی تھیں۔

"کام والی۔۔۔" **سمیعہ** نے حیرت سے زیر لب دہرا لیا۔

"ٹھیک ہے۔ کوکنگ وغیرہ تو میں خود ہی کروں گی۔ بس یہ جھاڑو' پوچا کوئی اور لے لے تو سچ میں بہت آرام مل جائے گا۔"

**سمیعہ** نے بھروسے مند کام والی کا بندوبست خود ہی تین روز کے اندر کرلیا۔ خزران نے اس طرف سے سکون کا سانس لیا۔ یہ سب کرنے کے پیچھے اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ شروع دن سے بھابھی کے ساتھ جیسے اچھے حالات آرہے ہیں۔ وہ فضا قائم رہے اور چھوٹے موٹے مسائل اس تعلق پر اثر انداز نہ ہوں۔ شام کے وقت بچوں کو پڑھانے کی ذمہ داری بھی اس نے خود اٹھالی۔ رافع اور مناہل کے ساتھ ساتھ وہ یسری اور سندس کو بھی پڑھانے لگی۔ اس سے بھی **سمیعہ** کو کافی آرام مل جاتا۔ جنید بھائی بھی اس کے آجانے سے بہت خوش تھے۔ ایک دن شام کی چائے پیتے ہوئے اسے کہنے لگے۔

"تمہارے آنے سے گھر کا وہی پرانا ماحول تازہ ہوگیا۔ امی ابا کی یاد آجاتی ہے۔"

ابا کا انتقال خزران کی شادی کے ڈیڑھ سال بعد اچانک دل کی تکلیف کے باعث ہوا تھا اور امی ان کے گزرنے کے بعد ایک سال ہی زندہ رہیں۔ قسمت کے فیصلوں کو واقعی کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ اگر ابا ایک' ڈیڑھ سال اور اس کی شادی کی جلدی نہ کرتے تو آج وہ عازم کی بیوی ہوتی' لیکن زندگی ہمارے بنے تلے اصولوں کے مطابق کہاں چلتی ہے۔

ابا کی وفات کے بعد دکانوں کو مارکیٹ بنانے کا منصوبہ خود ہی دھرا رہ گیا تھا۔ جنید نوکری والا بندہ تھا۔ نہ اس کے پاس مارکیٹ بنانے کے لیے وقت تھا اور نہ پھوپھا' پھپھو سے تعلقات بگاڑنے کا کوئی ارادہ۔۔۔ عرفان اور عازم کے ساتھ بحیثیت کزن نہایت اچھے دوستانہ تعلقات تھے۔ وہ انہیں بھی قائم رکھنا چاہتا تھا۔ اس لیے دکانیں کرایہ پر ہی رہنے دیں اور پھوپھا اپنی دکان پر اپنا کاروبار چلاتے رہے۔

✲ ✲ ✲



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کالج کی چھٹی ہوگئی تھی۔ وہ گھر واپسی کے لیے روانہ ہوئی۔ شہر پہنچی تو تین بج چکے تھے۔ اس نے پہلے بینک جانے کا ارادہ کیا۔ سمیعہ بھابھی کو فون کرکے اس نے بتادیا کہ ذرا لیٹ گھر پہنچے گی۔ بینک پہنچ کر ابھی وہ پارکنگ کے لیے جگہ ڈھونڈ رہی تھی کہ اے ٹی ایم مشین کے سامنے کچھ ہنگامہ نظر آیا۔ خزران نے گاڑی کا شیشہ نیچے کرکے سمجھنے کی کوشش کی۔ تب ہی نظر عازم پر پڑی۔ دو پولیس والے اسے کھینچتے ہوئے پولیس وین کی طرف لے جارہے تھے اور وہ لنگڑا کر چلتے ہوئے تقریباً کھنچا جارہا تھا۔ لوگوں کی اچھی خاصی بھیڑ ان کے پیچھے تھی۔ خزران بجلی کی سی تیزی سے باہر نکل کر ان کی طرف بڑھی۔

"کیا ہوا عازم! کیا بات ہے آفیسر۔" وہ بالکل وین کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ عازم نے اسے دیکھ کر سکون کا گہرا سانس لیا اور نیچے بیٹھتا چلا گیا۔

"کون ہیں آپ؟" پولیس والے نے اسے بری طرح نظرانداز کرنے کی کوشش کی۔

"میں کالج کی پروفیسر ہوں۔ یہ میرے کزن ہیں اور ایک شریف شہری ہیں۔ آپ انہیں اس طرح کیوں لے جارہے ہیں۔ معاملہ کیا ہے؟" خزران نے قدرے رعب سے تعارف کرایا۔

"یہ شریف آدمی اے ٹی ایم سے رقم چرا کر بھاگ رہا تھا۔" پولیس والے نے اپنا کیس مضبوط کرنے کی کوشش کی۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" خزران بری طرح بگڑی۔ "بولو عازم! کیا معاملہ ہے۔" وہ نیچے کو جھکی لیکن عازم چپ رہا۔ گھٹنے کی چوٹ شاید اسے کافی تکلیف پہنچا رہی تھی۔ دو، تین لوگ مجمع میں سے آگے نکلے۔

"باجی! یہ آدمی بے قصور ہے۔ لیکن یہ پولیس والے ہماری بات ہی نہیں سن رہے۔ ادھر آؤ بابا جی۔" انہوں نے ایک بزرگ کو پیچھے سے نکالا۔ "یہ آدمی مشین سے پیسے نکال رہا تھا۔ تب ہی دو لڑکے اندر گھسے اور اس بوڑھے آدمی سے رقم چھیننے لگے۔ ان صاحب نے دیکھا تو فوراً اندر گھسے اور اس بوڑھے آدمی کو ڈاکوؤں سے چھڑانے لگے۔ تب ہی یہ دو پولیس والے آگئے اور انہوں نے سمجھا کہ رقم چھیننے والے لوگ تین ہیں۔ وہ دو اصل مجرم تو بھاگ گئے۔ انہوں نے اسے پکڑلیا۔" اس لڑکے نے ہمت کرکے تفصیل بتائی تو پولیس والے شرمندگی سے بغلیں جھانکنے لگے۔

"چھوڑیں اسے۔۔۔" خزران نے غصے سے پولیس والے کو دیکھا اور سہارے سے عازم کو اٹھانے کی کوشش کی۔ ایک دو اور بھی مدد کو آپہنچے اور عازم کو خزران کی گاڑی تک پہنچایا۔

"بنا تصدیق مارنا بھی شروع کردیا۔ کم ازکم لوگوں کی سن تو لیا کریں۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئی۔ عازم کو لڑکوں نے فرنٹ سیٹ پر بٹھادیا تھا۔ خزران نے گاڑی دوبارہ روڈ پر ڈالی۔

"کیا ضرورت تھی دوسروں کے معاملے میں پڑنے کی اگر خدانخواستہ ان کے پاس پسٹل ہوتا تو۔۔۔"

"پسٹل تو دونوں کے پاس تھے۔ لیکن چلانے میں اناڑی تھے۔" وہ ہنسا۔

"تو کیا انہوں نے فائر بھی کھولا تھا؟" خزران کا دل لحظے کو ڈوب سا گیا۔

"ہاں۔۔۔ ایک لڑکے نے گولی چلائی تھی۔ دروازے کا شیشہ ٹوٹ گیا۔"

"تم بھی نا عازم!" وہ جھلا گئی۔ "پلیز یہاں احتیاط سے رہا کرو۔ یہاں تو ہر قدم پر ایسے خطرات کا سامنا ہے۔"

"ہاں، پر مجھے تو تمہارے پولیس والے لے ڈوبے۔۔۔ سنا تھا یہاں پولیس کبھی موقع پر نہیں پہنچتی۔ لیکن داد دینی پڑے گی کیا کمال ایفی شینسی ہے۔"

"کہاں کی ایفی شینسی۔۔۔ مجرم تو بھاگ گئے اور لے کے تمہاری ٹانگ۔۔۔" جملہ خزران کے منہ میں رہ گیا۔ اس نے پہلی مرتبہ عازم کی ٹانگ پر توجہ کی۔ گھٹنا اس بری طرح چھل گیا تھا کہ پینٹ پر خون نظر آنے لگا تھا۔ "اوہ تمہاری ٹانگ سے تو خون بہہ رہا ہے۔ عازم! یہ زخمی کیسے ہوئی۔"

Copied From Web



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہائے مت، پوچھو۔" اس نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔ "ظالموں نے تابڑ توڑ ڈنڈے برسائے اور گھونسا۔ اس لیے چھل گیا کیونکہ گھسیٹ کر لا رہے تھے۔ پتا نہیں راستے میں کیا کچھ آیا انہیں پروا کب تھی۔"

"پہلے تمہیں اسپتال لے جاتی ہوں۔"

"نہیں بھئی۔ اب نہیں اور خوار ہونے کی سکت نہیں ہے۔ تم مجھے گھر تک چھوڑ دو میرے پاس فرسٹ ایڈ کا سب سامان موجود ہے۔"

"لیکن عازم! چوٹ گہری نہ ہو۔" وہ بہت پریشان نظر آرہی تھی۔

"اب کوئی چوٹ گہری نہیں لگتی۔" وہ ہنس پڑا۔

"تم یہاں آئے کیسے تھے۔ آئی مین گاڑی یا بائیک وغیرہ تھی تمہارے پاس؟" خزران نے بات بدلی۔

"نہیں۔ مجھے عرفان بھائی نے یہاں ڈراپ کیا تھا۔ وہ آگے کسی کام سے چلے گئے۔ واپسی پر ٹیکسی کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن۔" وہ کچھ کہتے کہتے ایک دم چونکا۔ "تم کس کی گاڑی لیے ہوئے ہو۔ ڈرائیونگ بھی خود۔ حیرت ہے میں نے دھیان ہی نہیں دیا۔" وہ ایک دم حیران نظر آنے لگا۔ خزران ہنس پڑی۔

"اپنی گاڑی ہے۔"

"اپنی۔ مطلب جنید کی؟ لیکن اس کے پاس تو بائیک ہے۔" وہ خود ہی سوال جواب کرنے لگا۔

"نہیں بھئی۔ میری اپنی ہے۔" وہ بدستور مسکرا رہی تھی۔

"کب لی؟"

"جنید بھائی کے گھر آتے ہی خرید لی تھی۔ بینک کے توسط سے لی ہے۔"

"واہ بھئی۔ یہ تو سچ مچ بڑا کمال کام کیا۔ اتنی جلدی میری بات پر عمل کر لی۔ بالکل اندازہ نہیں تھا۔" وہ بہت خوش لگ رہا تھا۔

"اس روز تم سے گاڑی کے متعلق ہی کچھ مشورہ مانگنے لگی تھی جب تم نے دوسروں سے امید لگانے سے منع کر دیا تھا۔"

"اوہ!" عازم نے یاد آنے پر ہونٹ اچکائے۔ "یار! اب مشورہ مانگنے سے تو منع نہیں کیا تھا۔ تم بھی بہت ڈیپ لے لیتی ہو باتوں کو۔"

"مجھے صرف مشورہ نہیں، بلکہ تمہاری مدد بھی چاہیے تھی۔ گاڑیوں کے ماڈل، قیمتوں اور کارکردگی وغیرہ کے متعلق میری معلومات صفر ہیں۔ پھر بینک کا جھنجھٹ بھی لمبا چوڑا ہوتا ہے۔ سوچا تم ان معاملات میں بہت ہوشیار ہو۔ سارا کام تمہارے ہی ذمے لگا دوں گی۔" اس بار خزران نے تفصیلی جواب دیا۔

"تو پھر۔ بنا میری مدد کے کیسے کر لیا۔" اس نے ایک نظر خزران کو دیکھا۔

"بھیا نے اپنے کسی دوست سے بات کی اس نے سارا کام کروایا۔"

"چلو شکر ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اب تم بہت خود مختار اور پراعتماد نظر آنے لگی ہو۔ ایسی رہا کرو۔ تم میں دم ہے کچھ بھی کر لینے کا۔" وہ کھل کر اس کی تعریف کرنے لگا۔ خزران چپ ہی رہی۔

"یہ ڈرائیونگ میں اتنی مہارت کہاں سے حاصل کی۔ مجھ سے تو روز ڈانٹ کھاتی تھیں۔" عازم کچھ یاد آنے پر مسکرانے لگا۔

"لائسنس ہولڈر ہوں۔ مہارت کیسے نہیں آئے گی۔" اس نے ابرو چڑھائے۔

"لو۔ لائسنس ہولڈر تو یہاں ہر دوسرا بندہ ہے بنا کسی ٹریننگ کے پاکستان میں یہ کون سا بڑا کمال ہے۔"

"آج کل بڑی یہاں وہاں کرنے لگے ہو۔ چند سال باہر کیا گزار لیے تم میں تو پاکستانیت ہی نظر نہیں آتی۔" وہ خفا سی ہو گئی۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ باہر والوں میں پاکستانیت تم لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ بس یہاں کے سسٹم دیکھ کر دل دکھتا ہے۔ شکوہ سسٹم سے ہے، پاکستان سے نہیں۔"

"بھیا بتا رہے تھے تم ہمیشہ کے لیے آ گئے ہو، خیریت؟" خزران نے موڑ کاٹا۔



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں... کچھ ضروری کام نپٹانے ہیں۔" وہ سیٹ سے، پشت ٹکاتے ہوئے عجیب افسردہ سے لہجے میں بولا۔ خزران اس کے انداز پر چونکی' لیکن پوچھا کچھ نہیں۔ عازم کا گھر آگیا تھا۔ وہ باہر نکل کر تیزی سے دوسری طرف پہنچی۔ عازم اپنی طرف کا دروازہ پہلے ہی کھول چکا تھا اور نیچے اترنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اسے خاصی مشکل پیش آرہی تھی۔ خزران نے خود ہی اس کا بازو تھام لیا۔ اس کے سہارے وہ قدرے سہولت سے باہر آگیا۔ اس نے بغلی جیب سے چابیاں نکال کر خزران کی طرف بڑھائیں "ذرا لاک کھول دو۔"

"سیارہ نہیں ہے گھر پہ؟" خزران چابیاں لیتے ہوئے تعجب سے اسے دیکھنے لگی۔

"وہ آج صبح ہی اپنی بہن کے گھر گئی ہے۔ تم بس مجھے دروازے تک چھوڑ دو۔ ویسے بھی تم بینک کے کام سے لیٹ ہو رہی ہو۔" وہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اس نے گیٹ کھول کر اسے اندر آنے میں مدد دی۔

"بینک کا کام تو اب کل ہی ہو سکے گا۔ یہاں سے سیدھا گھر جاؤں گی۔ آؤ... تمہیں کسی آرام دہ جگہ پہ بٹھا دوں۔" وہ اسے سہارا دیے کوریڈور سے گزر کر لاؤنج میں آئی۔

"بس یہیں صوفے پر بیٹھوں گا۔"

"بیڈ پر لیٹ جاؤ معلوم نہیں زخم کتنا شدید ہے۔"

"نہیں... فی الحال ادھر ہی ٹھیک ہوں۔ گھٹنے کی کچھ ٹریٹ منٹ کرتے ہیں۔ بعد میں ضرورت محسوس ہوئی تو صوفے پر لیٹ جاؤں گا۔" وہ آگے بڑھ کر خود ہی صوفے میں دھنس گیا اور ٹانگ سامنے ٹیبل پر لمبی کی۔ "وہاں ٹی وی کے ساتھ الماری کے نچلے خانے میں دیکھو فرسٹ ایڈ باکس ملے گا۔" وہ کہنے لگا۔ خزران نے باکس لا کر سامنے ٹیبل پر رکھا۔

"اب ذرا فریج سے کچھ برف نکال دو۔" وہ آگے بڑھ کر باکس کھولنے لگا۔ خزران کچن کی طرف بڑھ گئی۔ فریج سے کیوبز نکال کر واش بیسن کے پاس رکھیں۔ پھر ریک سے ایک بڑا پیالہ نکالا اور اب یہاں سے وہاں جانے اور کیا ڈھونڈ رہی تھی۔ کچن کی بڑی سی کھڑکی لاؤنج میں کھل رہی تھی۔ عازم نے ایک نظر اس کی مصروفیت پر ڈالی اور مسکرا کر اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"حق تو صرف تمہارا تھا یہاں کی ہر چیز پر... لیکن یہ تقدیر کا پنجہ بہت ظالم ہے۔" اس نے افسردگی سے سوچا۔ خزران کچھ ہی دیر میں برف کے ٹکڑے پیالے میں لیے واپس آگئی۔

"ابھی تک ایسے ہی بیٹھے ہو...؟" وہ ماتھے پہ بل ڈال کر اسے دیکھنے لگی۔ عازم کو خزران کی ڈانٹ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔

"پینٹ گھٹنے سے چپک گئی ہے عازم۔ اب کیا جادو سے اس پر دوا لگے گی۔"

"بعد میں کر لوں گا۔ تم جاؤ... یہ پینٹ پائنچوں سے تنگ لگ رہی ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ گھٹنے تک اونچی ہو گی۔" عازم اس کی بات سمجھ کر وضاحت دینے لگا۔

"تمہاری پینٹ کا کپڑا نرم اور لچک دار ہے اگر جینز ہوتی تو واقعی بہت مشکل ہو جاتی۔ تم آہستہ آہستہ گھٹنے تک اٹھاؤ۔ پائنچہ بھی زیادہ تنگ نہیں ہے۔" وہ بالکل اس کی بات ماننے کو تیار نہیں تھی۔ عازم نے آرام آرام سے پائنچہ اوپر اٹھایا۔

"اف...!" خزران دل پہ ہاتھ رکھے وہیں نیچے بیٹھ گئی۔ وہ سمجھ رہی تھی عازم کا صرف گھٹنا چھلا ہے' لیکن اس کی تو پوری ٹانگ ہرٹ ہوئی تھی۔ جگہ جگہ سرخ دھبے نظر آرہے تھے جو یقیناً پولیس کے ڈنڈوں کا نتیجہ تھے۔ گھٹنے کا حال سب سے برا تھا۔ اوپر جلد اس بری طرح اتری تھی کہ اب سرخ اور سفید حصہ نکل آیا تھا۔

"گھٹنے پہ برف مت لگانا۔ جلن بھی ہو گی اور پانی لگانا ٹھیک بھی نہیں ہے۔ میں کریم لگاتی ہوں۔ تم بعد میں ان باقی سرخ دھبوں پر لگاتے رہنا۔" خزران نے کریم اپنی انگلیوں پہ نکال کر لیپ لگانا شروع کیا۔



Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے وہ درد برداشت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ خزراں نے پوری ٹیوب اس کے زخم پر خالی کر دی۔ عازم نے کچھ دیر بعد آنکھیں کھولیں۔ وہ کریم لگانے کے ساتھ ساتھ زخموں پر پھونکیں بھی مار رہی تھی۔ اس کی پانیوں سے جھلملاتی آنکھیں دیکھ کر عازم حیرت زدہ رہ گیا۔

"تم رو رہی ہو؟" وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھا۔ خزران نے چونک کر اوپر دیکھا تو بے شمار آنسو چھلک کر گال پہ اترے۔ وہ گھبرا کر چہرہ صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرے لیے درد محسوس مت کیا کرو۔" وہ صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

"پھر تم بھی چھوڑ دو ایسا کرنا۔" وہ آہستہ سے کہہ کر باہر نکل گئی۔ عازم اس کی پشت دیکھتے ہوئے گم صم بیٹھا رہا۔

☼ ☼ ☼

"آپ بھی ناں آپی... آپ کو لگتا ہے میرے مسائل کا حل نفسیاتی معالج کے پاس ہے۔" سارہ کلینک کی سیڑھیاں اتر کر پارکنگ کی طرف بڑھنے لگی۔ سیما آپی پھولی سانسوں کے ساتھ اس کے مقابل آئیں۔

"مجھے تو تمہاری صحت کی فکر ہے۔ ٹینشن لے لے کے تم نے اپنا کیا حال بنا لیا ہے... پانچ سال بڑی ہوں تم سے اور لوگ تمہیں میری بڑی بہن سمجھتے ہیں۔ یہی حال رہا تو عازم تمہاری طرف دیکھنا بھی چھوڑ دے گا۔" سیما نے پارکنگ کا رخ کیا تو وہ بھی ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

"اچھا اور آپ کی سائیکاٹرسٹ نے کون سا تیر مار لیا۔" سارہ نے طنزیہ ان کو دیکھا۔ "سکون آور گولیاں... اور بس یعنی یہی حل ہے میرے مسئلے کا...!"

"ارے بھئی! گولیاں لوگی تو نیند اچھی آئے گی، پرسکون نیند سے صحت بھی بہتر ہوگی اور بلاوجہ ہر وقت سوچتے رہنے سے بھی نجات ملے گی۔ یہ ڈاکٹر بہت لائق ہے۔ اس نے تمہارا مسئلہ جان کر دوائیں تجویز کی ہیں۔ اب تم یقیناً بہت ذہنی سکون محسوس کرو گی۔"

ملائشیا سے آنے کے بعد سارہ نے کافی وقت سیما کے ساتھ گزارا تھا۔ سیما نے محسوس کیا کہ وہ اولاد کے معاملے میں حد سے زیادہ حساس ہو چکی ہے۔ اس کا دن رات ایک ہی معاملے کو لے کر پریشان رہنا سیما سے دیکھا نہیں گیا۔ تب ہی سائیکاٹرسٹ وقت لے کر اسے دکھانے لے آئی۔

"میرا ذہنی سکون تو..." گاڑی کا دروازہ کھولتے کھولتے وہ رک گئی۔ تھوڑے فاصلے پر ایک اسکول بس آکر رکی تھی۔ دو نرسری کی بچیاں بیگ سنبھالتی نیچے اتر کر اسی کی طرف چل کر آنے لگیں۔ آگے والی چھوٹی بچی دو چٹیاں باندھے اپنے ماتھے کے بالوں کو پیچھے کرتی بیگ سنبھالتی آگے بڑھنے لگی۔ چہرے پر آئے پسینے کو اس نے اپنی ننھی انگلیوں سے صاف کرنے کی کوشش کی تو میلے ہاتھوں کے دھبے اس کے سفید چہرے پر نظر آنے لگے۔ سارہ نے بے ساختہ اپنے دوپٹے کا پلو ہاتھ میں لیا۔ بچی کافی قریب آچکی تھی۔ اس کا شدت سے دل چاہا کہ بچی کو روک کر اس کا چہرہ اپنے پلو سے صاف کرے اور اس کے سفید گال چوم لے۔ لیکن وہ مستی میں مگن قریب سے گزر کر چلی گئی، اور سارہ مٹھی بھینچ کر اپنے درد کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"اس پلو کے نصیب میں کہاں، کسی بچے کا ناک منہ صاف کرنا..." وہ دوپٹا چھوڑ کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ سیما نے اسے گھر کے دروازے پر چھوڑا۔ سارہ نے اندر بلایا لیکن اس کے بچے اسکول سے آنے والے تھے۔ اس لیے باہر سے ہی گاڑی بڑھا لے گئی۔ سارہ اندر آئی تو عازم اپنی زخمی ٹانگ ٹیبل پہ رکھے ٹی وی دیکھ رہا تھا۔

"ارے... کیا ہوا آپ کو؟" ٹانگ کے سرخ دھبے اور گھٹنے پر کریم کا لیپ دیکھ کر وہ پریشانی سے آگے بڑھی۔

"پولیس والوں کی مہربانی کا شکار ہوا ہوں۔" عازم ہنسا۔



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"پولیس۔۔۔ کہاں گئے تھے آپ؟" وہ مزید حیران ہو گئی۔ عازم نے تفصیل بتانا شروع کی۔ وہ سننے کے ساتھ ساتھ ٹیبل کا سامان سمیٹنے لگی۔

"خزران وہاں کیسے آئی۔۔۔؟"

"وہ چھوڑو اور یہ سوچو اگر خزران وہاں نہ آتی تو اس وقت میں لاک اپ میں ہوتا۔"

"یہاں بہت احتیاط سے رہا کریں عازم! ادھر حالات مختلف ہیں۔" سارہ نے خزران والے انداز میں تنبیہہ کی تو عازم نے مسکرا کر سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

"آپ کو کچھ چاہیے۔۔۔؟" ٹیبل صاف کر کے وہ سیدھی ہوئی۔

"گرم دودھ کا ایک گلاس دے دو۔۔۔ تھوڑی سی ہلدی بھی ڈال دینا۔"

"ہوں۔۔۔" وہ کچن کی طرف چل پڑی۔ عازم دوبارہ ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پچھلے کچھ سالوں سے ازدواجی زندگی کچھ ایسے ہی روٹین کے جملوں کے گرد گھومنے لگی تھی۔ نہایت رسمی اور بہت حد تک روکھی پھیکی سی۔۔۔ عازم نے بہت مرتبہ اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ قدرت کے ہر کام میں مصلحت ہے۔ عازم نے بارہا اسے کہا کہ وہ خود کو مصروف رکھا کرے۔۔۔ لیکن وہ اس قدر حساس ہو چکی تھی کہ کسی وقتی مصروفیت سے بہل جانا اس کے بس میں نہیں تھا ۔۔۔ ہر وقت ایک ہی سوچ، ایک ہی خیال۔۔۔ حالانکہ اسے تو ساس کے روایتی طعن و تشنیع کا سامنا بھی نہیں تھا، سنجیدہ تو بلکہ نرمی اور پیار سے اسے سمجھاتیں لیکن اس پر کوئی تسلی اثر نہیں کرتی تھی۔ پاکستان آکر البتہ اتنی بہتری ضرور آئی تھی کہ دن کا وقت وہ اپنے بہن بھائیوں کے ہاں گزار آتی تھی۔

اب پچھلے کچھ دنوں سے مصروفیت قدرے اور بھی بڑھ گئی تھی۔ کیونکہ عازم کی خالہ کی بیٹی کی شادی تھی۔ وہ دونوں کافی سالوں کے بعد کسی خاندانی فنکشن میں شریک ہو رہے تھے، اس لیے سارہ زور و شور سے تیاریوں میں مصروف تھی۔ عازم خوش تھا کہ سارہ کی ذہنی رو نے رخ تبدیل کیا تھا۔ البتہ یہ بھی جانتا تھا کہ شادی ختم ہوتے ہی وہ پھر سے افسردہ اور بیمار نظر آنے لگے گی۔

☆ ☆ ☆

"سکینہ پھپھو کا تین مرتبہ فون آچکا ہے اور آج تو تم معمول سے بھی لیٹ آئی ہو۔" خزران گھر میں داخل ہوئی تو سمیعہ بھابھی اور بچے تیار بیٹھے تھے۔

"ہاں بھابھی! جانتی ہوں، بس چھٹی ہوتے ہی پرنسپل صاحبہ نے چھوٹی سی میٹنگ بلوالی۔ اچھا میں تیار ہو کر بس ابھی آئی۔" وہ "فوراً" ہی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ آج سویرا کی مہندی تھی۔

مہندی کا فنکشن کافی اچھا رہا تھا۔ وہ لوگ رات کو ایک بجے کے قریب گھر پہنچے۔۔۔ خزران خوش تھی کہ اگلے روز اتوار ہے، کم از کم بچوں کی تھکاوٹ تو اتر جائے گی۔

سکینہ پھپھو بیوہ تھیں اور یہ ان کے گھر کا پہلا فنکشن تھا۔ اس لیے عین بارات کے وقت پہنچنا ان سب کے لیے مناسب نہیں تھا۔ خزران نے گلی میں ہی گاڑی پارک کی۔ سامنے عرفان بھائی کی کار کھڑی تھی۔ یعنی وہ بھی آچکے تھے۔ آج سویرا نے تیار ہونے پارلر جانا تھا۔ چار بجے کے قریب وہ سمیعہ بھابھی اور سویرا کو پارلر چھوڑ آئی۔ ان کو وہاں سے واپس لانے کی ذمہ داری بھی خزران کی تھی۔ گھر واپس آتے ہی اس نے بچوں کی تیاری شروع کروا دی۔ سمیعہ بھابھی، یسریٰ اور سندس کو تیار کرنے کا کام بھی اسے دے گئی تھیں۔

اپنے لیے اس نے سبز اور سرمئی امتزاج کا ہلکے کام والا سوٹ نکال کر پہنا۔ لمبے بالوں کی ڈھیلی چٹیا بنا کر بائیں کندھے پر آگے ڈالی۔ اور کانوں میں چھوٹے بندے پہن کر خود کو آئینے میں دیکھنے لگی۔

"بس۔۔۔ یہی۔۔۔۔؟" اچانک پیچھے فضہ بھابھی کی آواز آئی تو وہ چونک کر پلٹی۔

"جی۔۔۔؟"



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میک اپ، کیوں نہیں کیا خزران۔۔۔ کل بھی میں نے دیکھا تم۔۔ لباس بھی نہایت سادہ پہن رکھا تھا اور دھلے منہ کے ساتھ پورا فنکشن اٹینڈ کیا۔ ایسا کیوں کر رہی ہو۔" انہوں نے خزران کو سامنے کھڑا کرکے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ جواباً بالکل چپ رہی۔

"یاسر نے تمہیں طلاق دی ہے خزران! تم اس کی بیوہ نہیں ہو جو ایسا سوگ والا انداز اپنا رکھا ہے۔ خود کو آزاد سمجھنا کب شروع کرو گی۔ تم اس طرح سادگی سے رہتی ہو تو لوگ کہتے ہیں۔ اسے یاسر سے طلاق کا ابھی تک غم ہے۔ میری مانو اور خوب بن ٹھن کے رہا کرو۔ زیادہ سے زیادہ، سب یہی کہیں گے کہ دیکھو اسے تو طلاق کی کوئی پروا ہی نہیں۔۔۔ ہاں بھئی ٹھیک ہے۔۔۔ جیسا سلوک یاسر نے تمہارے ساتھ روا رکھا' پروا ہونی بھی نہیں چاہیے۔"

"اب مجھے واقعی پروا نہیں ہے بھابھی۔۔۔ میں تو۔"

"جانتی ہوں۔۔۔" فضہ نے اس کی بات کاٹی۔ "لیکن اس لاپروائی کو ظاہر تو کرو۔ اس نے تمہیں ٹھوکر ماری ہے تو تم بھی بتا دو دنیا کو کہ ٹھوکر مارنے والے کو تم بھی جوتی کی نوک پر رکھتی ہو۔ چلو میں خود تمہیں تیار کرتی ہوں۔"

وہ زبردستی اسے ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بٹھا کر تیار کرنے لگیں۔ ان کے اپنائیت بھرے انداز پر خزران مسکرا کر سامنے بیٹھ گئی۔

"اچھا ٹھیک ہے، لیکن پلیز لائٹ میک اپ کیجیے گا۔"

"ہاں۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اب چپ بیٹھو۔" وہ اسے لائنر لگانے لگیں۔ سمیعہ بھابی کا پارلر سے فون آیا کہ سویرا تیار ہو چکی ہے۔ خزران خود بھی تیار ہو چکی تھی۔ فضہ بھابھی کو بتا کر اس نے گاڑی کی چابی اٹھائی اور اکیلی ہی باہر آگئی۔

گاڑی اسٹارٹ کر کے جونہی گلی سے نکال کر سیدھی کی۔ اچانک ساتھ والا دروازہ کھلا اور عازم اندر آبیٹھا۔

"تم۔۔۔؟" وہ یکدم بوکھلا گئی۔

"پلیز، مجھے ذرا آگے تک ڈراپ کر دو۔۔۔ سارہ کسی پارلر میں کھڑی میرا ویٹ کر رہی ہے۔" وہ عجلت میں بولنے لگا۔ خزران نے منہ پھلا کر بنا کچھ کہے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"بنا سوچے کہیں بھی کود پڑتے ہو۔ پھپھو کے دروازے پر کتنے لوگوں نے تمہیں دیکھا ہو گا۔ پتا نہیں اب کیا کیا باتیں بنائیں گے۔" وہ غصے سے بڑبڑانے لگی۔

"ارے ایک، دو محلے کے لوگ کھڑے تھے۔ اب انہیں کیا پتا ہمارے معاملے کا۔"

"نہ تمہیں لوگوں کی پروا ہے' نہ میری عزت کی' لیکن میں بہت ڈرتی ہوں عازم۔۔۔!"

"ڈر کی وجہ؟" عازم نے اس کے پچھلے جملے کو نظر انداز کیا حالانکہ غصہ بہت آیا تھا۔

"طلاق یافتہ عورت کی زندگی ایک جوان کنواری لڑکی کی زندگی سے زیادہ حساس ہوتی ہے۔ ہمیں کیسی کیسی نظروں کا سامنا ہوتا ہے۔ تم نا سمجھ نہیں ہو کہ ہر بات کھول کھول کر بتانی پڑے۔"

"ڈر کی وجہ پھر بھی سمجھ نہیں آئی۔" وہ ایک دم رکھائی سے بولا۔

"تم جانتے ہو۔"

"یعنی میرے بجائے اگر عرفان بھائی' رضوان یا حیدر میں سے کوئی آبیٹھتا تو تمہیں پرابلم نہیں تھی۔"

"ہاں صحیح سمجھے ہو۔" خزران نے بلا جھجک کہہ دیا۔ بہت دنوں سے وہ اسی نہج پر سوچ رہی تھی کہ اس کے اور عازم کے بیچ اچانک ہی حد فاصلہ کچھ کم ہونے لگا تھا۔ اگرچہ اس کی وجہ صرف اتنی تھی کہ اب وہ ملائشیا سے واپس آگیا تھا اور خاندان کا فرد ہونے کی حیثیت سے آمنا سامنا بھی ہو جاتا تھا اور بات چیت بھی۔

"ڈرتا انسان تب ہے جب وہ کچھ غلط کر رہا ہو اور تم صرف اس لیے ڈرے جا رہی ہو کہ لوگ تم پر جھوٹا الزام لگا دیں گے۔"

"میں صرف یہ جانتی ہوں کہ مجھے احتیاط سے اور سنبھل کر رہنا ہے۔ پھر لوگوں کی زبانیں کہاں بولتی



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں۔ ان کی تو نظریں بولتی ہیں۔ ایسے میں ہم ایک ایک کو صفائی بھی نہیں دے سکتے۔" اس نے اپنا موقف وضاحت سے بتایا۔

"چلو' ٹھیک ہے' جب کبھی "ڈیٹ" پر جائیں گے' تو چوری چھپے نکلیں گے۔" وہ ڈھٹائی سے ہنسا۔

"بہت بکواس کرتے ہو۔" خزران نے ایک غصے کی نظر اس پہ ڈال کر سامنے دیکھا۔

"و... میں تو قسم سے بہت سنجیدہ ہوں... پھر تم بھی آزاد ہو اب تو۔ مسئلہ ہی کوئی نہیں۔" وہ مزے سے سیٹ سے ٹیک لگا کر اسے چھیڑنے لگا۔

"ہاں ٹھیک ہے' میں آزاد ہوں... اور تم؟" اس نے ابرو چڑھائے۔

"میں مرد ہوں اور مرد تو ہے ہی آزاد..."

"بڑا اترا رہے ہو... بتاؤں گی سارہ کو۔" اسے ہنسی آگئی۔

"ایک سنجیدہ بات کہوں۔" وہ سیدھا ہو کر اچانک اسے دیکھنے لگا۔ خزران کے دل کو کچھ ہوا۔ عازم کے ایسے انداز جانے کیوں اسے سالوں پیچھے لے جانے لگتے تھے۔

"کہو... تم کون سا چپ رہو گے؟"

"بڑا اعتراض ہے میرے بولنے پر... حالانکہ میں جب بھی بولا ہوں دوسرے کا بھلا ہی ہوا ہے... خیر اب میری بات دھیان سے سننا اور اس پر مثبت انداز میں غور کرنا۔"

"ایسی کیا بات ہے؟" خزران نے اس بار رویہ نرم رکھا۔

"تم جانتی ہو خزران! یاسر سے تمہاری شادی کے بعد میں نے خود کو پوری طرح اپنے آپ تک محدود کر لیا تھا۔ تمہاری ازدواجی زندگی پر اپنا سایہ بھی نہیں پڑنے دیا۔ بھلے تم سے بہت دور رہتا تھا لیکن رابطے میں رہنے کے بے شمار طریقے تھے پھر بھی میں نے کبھی ایسی کوشش نہیں کی اور وہ زندگی جو میرے نصیب میں لکھ دی گئی تھی' اسے ہنسی خوشی جینے لگا۔ لیکن اس سب کے باوجود میں نے ہمیشہ اپنی ایک عزیز دوست کو بہت مس کیا۔ تم سے دوستی کا رشتہ بہت مضبوط رہا تھا۔ اتنا مضبوط محبت کا رشتہ بھی ہوتا تو شاید تقدیر ہم سے جیت نہ پاتی... کیا اب زندگی کے اس موڑ پر میری دوست مجھے واپس مل سکتی ہے؟"

وہ اب اس کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا۔ انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے اس نے بات مکمل کی۔ خزران نے اس کا ایک ایک لفظ دل میں اترتا محسوس کیا تھا۔ لیکن جواب دینے میں شدید مشکل محسوس کی۔ لب چباتے ہوئے وہ مسلسل گاڑی چلاتی رہی۔

"بس یہاں آگے روک دو..." اس نے باہر دیکھتے ہوئے اچانک کہا۔ خزران نے گاڑی روک دی۔

"مجھے جواب کی جلدی نہیں ہے... تم ہر پہلو پر غور کر لو۔ لیکن دیکھو میری نیت پہ شک مت کرنا۔"

"تمہاری نیت پر مجھے شک نہیں ہے عازم... لیکن۔" وہ قدرے رکی۔ "دوستی سے آغاز لینے والے رشتے کا انجام معلوم نہیں کیسا ہو... میں تمہیں الزام نہیں دے رہی۔ اپنی کمزوریوں سے خوف زدہ ہوں۔ اپنی ٹوٹی بکھری زندگی کو خشک مزاجی کی ڈھال سے سہارا دیے ہوئے ہوں۔ میری ڈھال مجھ سے مت چھینو... میں تم سے ہر بات کہہ سکتی ہوں' اس لیے بہانے کا سہارا لینے کے بجائے صاف بات کی ہے... امید ہے میری مجبوری کو سمجھو گے۔"

وہ اسٹیئرنگ کو مضبوطی سے تھامے آہستہ آہستہ بول رہی تھی۔ عازم نے توجہ سے اس کو سنا۔ ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔

"میں تمہاری طاقت سے بھی واقف ہوں رازی اور کمزوریوں سے بھی' بے فکر رہو' میرا کردار ہمیشہ ایک بھلا چاہنے والے دوست کا ہی پاؤ گی۔" وہ کہہ کر اس کے جواب کے لیے نہیں رکا اور گاڑی سے اتر گیا۔

☆ ☆ ☆

موسم کافی گرم ہو گیا تھا۔ جولائی کے آغاز کے دن تھے۔ اتوار کے دن اچانک آسمان بادلوں سے بھر گیا۔



Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بچے چڑیا گھر جانے کی ضد کرنے لگے۔ جنید بھائی بھی گھر پر تھے۔ خزران نے بچوں کو تیار کیا۔ خود بھی تیار ہوئی البتہ ڈرائیونگ کی ذمہ داری بھیا پر ڈال دی۔

بچے چڑیا گھر جا کر بہت خوش ہوئے۔ واپسی پر بارش شروع ہو گئی۔ خزران کا موڈ بھی خوشگوار ہو گیا۔ اس نے شکر کیا کہ بچوں کو لے آئی جب تک سسرال میں تھی۔ بچوں کے لیے بالکل وقت نہیں نکلتا تھا۔ شکر ہے قدرت نے بروقت اسے یہ موقع فراہم کر دیا تھا۔

کم از کم اس معاملے میں عازم واقعی رحمت کا فرشتہ بن کر نازل ہوا تھا۔ اگر وہ اسے جنید بھائی کے گھر آنے پر نہ اکساتا تو وہ اب بھی یاسر کے گھر سڑ رہی ہوتی۔ جہاں بچوں کی شخصیت، نری مسخ ہو رہی تھی۔ خزران نے مناہل کے سر کے نیچے سے اپنا بازو نکال کر سرہانے پر آہستہ سے اسے سلایا۔ سیدھا ہو کر لیٹتے ہوئے اس نے عازم کے لیے دل سے اولاد کی دعا کی۔ تقریباً سات سال ہونے والے تھے اس کی شادی کو۔ اللہ نے اب تک اسے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا تھا۔ سارہ بھی کچھ اسی وجہ سے الجھی الجھی اور پریشان نظر آتی تھی۔

☼ ☼ ☼

"آج میں اپنی امی کے گھر جاؤں گی خزران! رات کو بھی وہیں رہوں گی۔ پنڈی سے باجی آئی ہوئی ہیں۔" وہ کالج سے لوٹی تو بھابی تیاری میں مصروف تھیں۔

"ہوں۔" وہ سر ہلا کر اپنے لیے کھانا نکالنے لگی۔

بھابی کے جانے کے بعد اس نے کچھ دیر آرام کیا' پھر رات کا کھانا بنا لیا۔ بچوں کا آج ویک اینڈ تھا۔ وہ رات کے کھانے کے بعد فوراً" سونے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھے۔ اس لیے جنید ماموں کے ساتھ پلے اسٹیشن کھیلنے لگے۔ خزران انہیں ان کے حال پہ چھوڑ کر کمرے میں آ گئی۔

اتوار کا دن وہ کام والی کے ساتھ دوپہر تک کاموں میں لگی رہی۔ بھیا دوپہر کے کھانے کے بعد بھابی اور بچوں کو لینے چلے گئے۔ رافع بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔

مناہل کو اس نے کارٹون چینل لگا کر ٹی وی کے سامنے بٹھا دیا۔ اور اپنے لیے چائے بنانے کچن میں آ گئی۔ چائے بنا کر اس نے جوں ہی کپ میں ڈالی ڈور بیل بجنے لگی۔ وہ بال سمیٹتی دروازے تک آئی۔

"کون۔۔۔؟"

"میں۔۔۔ عازم۔۔۔!"

"عاز۔۔۔ زی!" وہ ٹھٹھک کر ذرا دیر کو رکی پھر دروازہ کھول دیا۔

"السلام علیکم۔۔۔!" اس نے راستہ چھوڑا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ جنید ہے؟" وہ ایک قدم اندر آ کر رک گیا۔

"نہیں۔ وہ سعدیہ بھابی کو لینے گئے ہیں۔"

"اوہ۔۔۔ تو تم اکیلی ہو۔" وہ چونکا۔

"ہاں۔۔۔ بس میں اور مناہل۔۔۔ جنید بھائی اور بھابی آنے ہی والے ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے' میں بعد میں آ جاؤں گا۔" وہ واپسی کے لیے مڑا۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ آ جاؤ۔" وہ کمرے کی طرف بڑھی تو عازم بھی پیچھے آنے لگا۔

"ویسے بہتر تو یہ ہوتا ہے کہ بندہ آنے سے پہلے فون پر بتا دے۔" وہ طنز کرنے سے باز نہیں آئی۔

"بس یار! عادت نہیں ہے۔۔۔ اور جنید کی طرف تو اکثر ہی نکل آتا ہوں۔ اب تم آ گئی ہو تو آئندہ احتیاط کیا کروں گا۔"

"اچھا واہ۔۔۔ اچانک بڑی تابع داری والی حس جاگ گئی۔" وہ مسکرانے لگی۔

"ہاں۔۔۔ تم ہی نے احساس دلایا کہ جہاں کسی کے معاملے میں دل میں کوئی بات ہو' وہاں احتیاط کرنی چاہیے۔" وہ روانی میں بولتا اس کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ خزران نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ایسا میں نے کب کہا۔؟"

"لو۔۔۔ صاف صاف تو کہا تھا کہ اگر میرے بجائے کوئی اور آ کر تمہاری گاڑی میں بیٹھتا تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اب اس کا اور کیا مطلب۔۔۔ ویسے



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ اب دیکھو ناں... بہت مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ میں جنید سے ملنے یہاں آیا لیکن گھر پر صرف سمیعہ بھابھی ہوتیں... لیکن ایسا ٹھنڈا میٹھا دل گدگدانے والا احساس کبھی نہیں جاگا، جو ابھی تمہاری موجودگی...."

الفاظ اس کے منہ میں رہ گئے تھے۔ خزراں نے بنا سوچے اس کے کندھے پہ مکا مارا۔ "بدتمیز...!" اور وہ بجائے برا ماننے کے قہقہہ مار کر صوفے پہ جا بیٹھا اور مناہل کو گود میں لے لیا۔

"ہوں، تو منو کو ڈورے مان پسند ہیں۔"

"جی انکل... بہت اچھے ہوتے ہیں۔ آپ کو کون سے کارٹون پسند ہیں؟" مناہل بنا جھجکے اس کی گود میں سوار ہو کر سوال پوچھنے لگی۔ عازم کی شروع سے عادت تھی کہ وہ بچوں کے ساتھ بہت جلد گھل مل جاتا۔ رافع اور مناہل کے ساتھ اس نے سویرا کی شادی میں اچھی خاصی دوستی بنالی تھی۔

"مجھے کنگ فو پانڈا مسرف اور جنگل بک بہت پسند ہیں۔"

"تم کارٹون بھی دیکھتے ہو؟" عازم نے بڑی روانی میں بہت جلد جواب دیا تھا اس لیے وہ حیران ہو گئی۔

"ہاں اب تمہاری جدائی کا وقت کسی نہ کسی طرح تو کاٹنا تھا ناں۔" اس نے چائے کا کپ لیتے ہوئے مصنوعی آہ بھری۔ خزراں نے تنگ آکر ماتھا پیٹا۔

"تم سے بات کرنا فضول ہے عازم... ذرا بھی تمہیں اپنی زبان پر کنٹرول نہیں ہے۔ اب چائے پیو اور چلتے بنو۔"

"ارے ایسے کیسے۔ ابھی تم نے کہا جنید آنے والا ہے۔"

"ہاں لیکن اچھا نہیں لگے گا۔ بس تم جاؤ۔"

"کیوں جاؤں... مجھے تو جنید سے کام ہے۔"

"کیا کام ہے بھیا سے...؟" وہ زچ ہو گئی۔

"اس سے بائیک لینی تھی۔"

"تو اتنا سا کام تھا... وہ تو گاڑی لے گئے ہیں۔ بائیک پیچھے صحن میں کھڑی ہے، لے جاؤ۔"

"کیسی بے مروت ہو، کوئی ایسے بھی بھگاتا ہے۔ چائے تو پینے دو... جانے کتنے برسوں بعد تمہارے ہاتھ کی بدمزا چائے دوبارہ پی رہا ہوں۔"

وہ پھر تنگ کرنے لگا۔ خزران نے بمشکل ہنسی ضبط کی۔ چائے کے معاملے میں عازم اور اس کا مزاج قطعاً الگ تھا۔ وہ گاڑھی، کم چینی والی چائے پیتی، جبکہ عازم کم دودھ، زیادہ شکر والی قدرے تیز چائے پسند کرتا تھا۔ ماضی میں عازم ہاتھ جوڑ کر منت کیا کرتا تھا کہ چائے بنانے وہ ہرگز کچن میں نہ جائے۔

"اب اچھی نہیں لگ رہی تو کیوں زبردستی پیے جا رہے ہو۔" وہ کھسیا گئی۔

"بتاؤں کیوں پی رہا تھا۔" وہ کپ رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "تمہاری مخصوص بدمزا چائے مجھے ایک دم برسوں پیچھے لے گئی۔ ایک ایک گھونٹ مجھے کچھ نہ کچھ یاد دلا رہا تھا۔ خیر... میں بائیک لے جا رہا ہوں۔ شام تک واپس لے آؤں گا۔" وہ باہر صحن میں نکل آیا۔

"دوسروں سے چیزیں مانگتے شرم نہیں آتی مہینوں گزر گئے تمہیں ملائیشیا سے واپس آئے.... اپنی بائیک یا گاڑی اب خرید ہی لو۔ سارہ بے چاری بھی تمہاری وجہ سے خوار ہوتی پھرتی ہے۔" خزران ساتھ ساتھ چلتے اس کی کلاس لینے لگی۔

"فی الحال بائیک لے رہا ہوں... گاڑی ذرا ٹھہر کر۔" اس نے چابی گھما کر اسٹینڈ اٹھایا۔ "اچھا میں چلتا ہوں۔ سارہ کو اس کی امی کے گھر چھوڑنا ہے۔"

"ایک بات کہوں عازم! برا نہ ماننا۔"

"ہاں کہو... تمہاری بات کا کبھی برا نہیں مانا۔" وہ جاتے جاتے رکا۔

"مجھے محسوس ہوا ہے کہ سارہ اپنا زیادہ وقت میکے میں گزارتی ہے۔ کیا تم اسے خوش نہیں رکھتے؟"

"چلو... میکے وہ جاتی ہے اور بلیم تم مجھے کر رہی ہو۔ یعنی تمہیں لگتا ہے اس میں بھی میرا قصور ہے۔"

"عورت کی ازدواجی زندگی پرسکون ہو تو اسے اپنے گھر کے علاوہ کہیں سکون نہیں ملتا۔" خزراں نے وضاحت کی۔



Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں۔ وہ بے سکون تو ہے لیکن ۔۔۔" وہ لمحہ بھر کو رکا۔ "چلو اسے پھر کبھی ڈسکس کریں گے۔ ویسے بھی تم نے میری دوستی کی آفر پر غور نہیں کیا۔۔۔ اب کیا دروازے پہ کھڑے کھڑے اپنے پرسنلز تم سے شیئر کروں۔ کبھی فون پہ بات کرنے کا وقت نکالو۔"

وہ کہہ کر مزید نہیں رکا اور بائیک نکال لے گیا۔

☼ ☼ ☼

"میں نے اپنی سی وی ایک پرائیویٹ اسکول میں بھیجی تھی۔ وہاں سے انٹرویو کی کال آئی ہے۔" لنچ کے دوران سارہ نے پرسکون انداز میں عازم کو اطلاع دی، لیکن اس کا کھانے کی طرف بڑھتا ہاتھ وہیں رک گیا۔ چند سیکنڈ اس نے کچھ سوچا، پھر ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

"کس کے مشورے سے سی وی بھیجی تھی۔" اس کا لہجہ ایک سنجیدہ تھا۔ سارہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ عازم سے ایسے جملے کی وہ ہرگز توقع نہیں کر رہی تھی۔ سی وی بھیجنے کی اطلاع بھی یونہی دے دی کہ اگلی صبح انٹرویو کے لیے اسی کے ساتھ جانا تھا۔

"کیا مطلب ۔۔۔ میں نے تو ملائشیا سے آتے ہی کافی جگہوں پر اپلائی کر دیا تھا۔"

"لیکن کیوں۔ ملائشیا سے جاب چھوڑ کر تو میں آیا ہوں۔ یہاں بھی یہ کام میرے کرنے کا ہے۔ تم بلاوجہ کیوں فکر مند ہو رہی ہو۔"

"میں تو یونہی وقت گزاری کے لیے جاب کرنا چاہتی ہوں۔ گھر کا بوجھ اٹھانا میرا مقصد نہیں ہے۔"

"وقت گزاری کے لیے تمہارا خاندان ہی کافی ہے۔ جہاں تم روز صبح ملنے نکل کھڑی ہوتی ہو۔" اس نے طنزیہ لہجے میں چوٹ کی تو سارہ نے بمشکل ضبط کیا۔

جانے اسے کیا ہو گیا تھا۔ عازم جیسا لبرل 'عورت کی آزادی کا حامی' بیوی کے معاملے میں اتنا تنگ نظر نکلے گا' اس نے سوچا نہیں تھا۔ تو کیا سات سال میں نے اسے سمجھنے میں غلطی کی۔ ملائشیا میں سارہ کے لیے نہ تو جاب کرنے کا ماحول تھا اور نہ اس نے ایسی کوشش کی تھی اس لیے عازم کے خیالات جاننے کا موقع نہیں ملا تھا۔ البتہ خواتین کے متعلق اس کی عمومی رائے ہمیشہ سے یہی تھی کہ انہیں پڑھنا بھی چاہیے اور باہر بھی نکلنا چاہیے لیکن آج وہی عازم عجیب متضاد باتیں کر رہا تھا۔

"آپ میری جاب کے خلاف کیوں ہیں۔ جبکہ آپ جانتے ہیں کہ گھر پر اکیلے وقت گزارنا میرے لیے کتنا مشکل ہے۔"

"تم نے خود ہی اپنے لیے زندگی مشکل بنالی ہے۔" عازم نے قدرے ناراض لہجے میں کہا۔ "فضہ بھابھی پچھلے سال اپنی دو دن کی اریبہ تمہاری گود میں ڈال رہی تھیں لیکن اسے ہاتھ لگاتے ہوئے تمہیں بچھو کاٹ رہے تھے۔ بچے تو معصوم فرشتے ہوتے ہیں کیا تھا اگر ہم اسے گود لے لیتے' ہمارا اپنا خون تھا وہ ۔۔۔ کیا پتا اس کی برکت سے اللہ ہمیں حقیقی خوشی سے بھی نواز دیتا، بندہ اتنا ناشکرا بھی نہ ہو۔" وہ بدمزا سا ہو کر ٹیبل سے اٹھ گیا۔

"ایسی بے وقت کی بحث کو اس وقت بیچ میں لانے کا کیا مطلب عازم! سیدھے سیدھے کہہ دیں آپ کو میرے جاب کرنے سے پرابلم ہے۔ بچے کو بیچ میں کیوں لا رہے ہیں۔ عرفان بھائی کی بیٹی کو میں نے اس لیے گود نہیں لیا تھا کیونکہ مجھے لگتا تھا بچہ لینے کے باوجود میری پریشانی جوں کی توں رہے گی۔ اب میں اپنا ذہن نہیں بنا پا رہی تھی تو اس میں میرا کیا قصور۔"

وہ رو دینے والی ہو گئی تو عازم نے مزید کچھ بھی کہنے کا ارادہ ترک کیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن جاب کی بات بھول جاؤ۔ نہ تمہیں روپے پیسے کی کوئی کمی ہے اور نہ کہیں آنے جانے کی پابندی ۔۔۔ ہمارے درمیان اس موضوع پر دوبارہ کوئی بحث نہیں ہوگی۔"

وہ قطعی انداز میں کہتا باہر نکل گیا اور سارہ نے زور سے چمچے کو پلیٹ پہ پٹخ کر اپنا غصہ نکالا۔

☼ ☼ ☼

لاہور کینال کے پاس بیٹھے عازم کو شاید ایک گھنٹے



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے زیادہ ٹائم ہو گیا تھا لیکن خاموشی سے لہروں کو تکتے وہ ابھی بھی وہاں سے اٹھنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اس نے قریب سے ایک کنکر اٹھا کر نہر میں پھینکا اور دور تک پھیلتے دائروں کو دیکھنے لگا۔ آج اس کا دل بہت افسردہ اور بے چین تھا۔ نوکری کے معاملے پر سارہ سے جھگڑا کرنے کے بعد اس کے اور سارہ کے بیچ تین اور معاملات کو لے کر مزید کئی لڑائیاں ہو چکی تھیں۔ نتیجتاً" وہ ناراض ہو کر میکے چلی گئی تھی۔ کتنا مشکل ہے ایک ایسی لڑائی لڑنا' جو غصے سے زیادہ کسی پلاننگ کا حصہ ہو۔ بے سر پیر کی ان لڑائیوں کا مقصد ایک ایسی جنگ جیتنا تھا جس میں ہار جانے کس کی تھی۔

موبائل کی گھنٹی بجی تو اس نے جیب سے موبائل نکالا۔ "خزران... ایک عجیب سی سرخوشی نے پورے وجود کا احاطہ کیا۔ اس نے یس کیا۔

"کیسی ہو مہربان دوست۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"بالکل ٹھیک' الحمدللہ... تم سناؤ فارغ ہو؟"

"ارے ایسا ویسا... " وہ ہنسا "بس ایک کشتی اور چپو کی کمی ہے۔"

"کیا مطلب... کہاں ہو تم...؟" وہ حیران ہوئی۔

"نہر کنارے بیٹھا ہوں... تیراکی تو جانتا نہیں... سوچ رہا ہوں کشتی ہوتی تو سیر کا مزا آجاتا۔"

"عجیب سر پھرے آدمی ہو... سارہ بے چاری کو ناراض کر کے میکے بٹھا دیا اور یہاں نہر کنارے بیٹھے مزے اڑا رہے ہو۔ شرم آنی چاہیے۔" وہ غصہ ہو گئی۔

"او... تو تمہاری ہمدرد طبیعت نے سارہ کی خاطر جوش مارا ہے۔ وہی تو میں سوچ رہا ہوں کہ فون میں پہل کرنے کی رگ تم میں کیسے پھڑکی۔" وہ باقاعدہ طنز کرنے لگا۔

"اچھا فضول نہ بولو... سچ کہو کیا معاملہ ہے؟"

"تمہارے ذرائع نے "معاملہ" بھی بتا دیا ہوگا۔" وہ اسے تنگ کرنے لگا۔

"میں صرف تمہاری بات پر یقین کرنا چاہتی ہوں۔ تمہارے معاملے میں' سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں کرتی۔"

"چلو تھینکس... تمہارا اتنا کہنا کافی ہے۔"

"ایسی کیا بات ہوئی عازم! کہ دس روز ہو گئے۔ نہ وہ واپس آرہی ہے نہ تم اسے منانے جا رہے ہو۔ انا پرستی سے تو معاملہ اور بگڑے گا۔ تم اسے واپس لے آؤ۔"

"یہ انا کی جنگ نہیں ہے رازی... یہ تو فاصلوں کی دیوار ہے۔ جو روز بروز اونچی ہوتی جارہی ہے۔"

"میں تمہارے ذاتی معاملات کے بارے میں تو زیادہ نہیں جانتی اور نہ اس میں پڑنا چاہتی ہوں۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ تم ان فاصلوں کو ختم کرنے کی کوشش ضرور کرو... مسائل بھی ہر گھر میں ہوتے ہیں اور چھوٹی موٹی غلط فہمیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں... بہتر ہوتا ہے کہ ہر معاملے کو ایک دوسرے سے ڈسکس کر کے آپس میں سلجھا لیا جائے۔" وہ بھرپور سنجیدگی سے سمجھانے لگی۔

"ہوں... ٹھیک کہہ رہی ہو۔" عازم نے ایک گہری سانس لی۔

"وعدہ کرو' سارہ کو آج ہی واپس لے آؤ گے۔"

"اچھا... وعدہ بھی کرنا ہے۔" عازم ہنس پڑا۔

"ہاں... پکا پرامس۔" خزران بھی مسکرانے لگی۔

"او کے آج ہی لے آؤں گا... خوش؟" وہ اسے تسلی دینے لگا۔

خزران نے تھینک یو کہہ کر فون رکھ دیا اور عازم فون کو تکتے ہوئے اس کے پرخلوص جذبے کے بارے میں سوچنے لگا۔ جب وہاں سے اٹھا تو دل ایک دم بہت ہلکا پھلکا سا لگنے لگا۔ وہ جیسے اڑتا ہوا گھر پہنچا۔ جانے کیا تھا خزران کی آواز میں... وہ ہمیشہ یونہی مطمئن اور پرسکون سا ہو جاتا تھا۔ کوئی پریشانی' پریشانی نہیں لگتی تھی۔ اور نہ کوئی غم پہاڑ جیسا۔

"خوش رہو رازی... تمہارے ہوتے مجھے کسی اپنے کی ضرورت نہیں' تم قریب ہو' آس پاس ہو' تمہاری موجودگی کے احساس سے میری زندگی پھر سے بھر گئی ہے۔"

وہ اسی شام سارہ کو واپس لے آیا۔ محض اس لیے


Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہ خزران نے وعدہ لیا تھا۔ سارہ بھی شاید واپس آنے پر آمادہ تھی اس لیے بنا حیل و حجت ساتھ چل پڑی۔

☆ ☆ ☆

عازم کو ملائشیا سے آئے چھ ماہ ہو گئے تھے۔ جاب کا سلسلہ تو ابھی تک نہیں بن پایا تھا۔ اس نے کاروبار کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ دوستوں سے مشورے کے بعد اور ذاتی شوق کو دیکھتے ہوئے اس نے موٹر سائیکلوں کا اپنا شوروم کھول لیا۔ ابا چونکہ آٹو اسپیئر پارٹس کے کاروبار سے منسلک تھے تو انہوں نے بھی بھرپور تعاون کیا۔ عازم کا وقت اچانک ہی بہت مصروف گزرنے لگا۔ تقریباً" پورا دن شوروم کی نذر ہو جاتا۔ صحیح معنوں میں اس کے پاس سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں تھی۔ بہت دنوں یا شاید ہفتوں سے خزران کا بھی کچھ اتا پتا نہیں تھا۔ وہ روز ہی جنید کی طرف جانے کا ارادہ کرتا لیکن کوئی نہ کوئی مصروفیت قدم روک لیتی۔

ادھر خزران کی گجرات ٹرانسفر ہو گئی۔ فوری طور پر وہ کافی گھبرائی۔ اسے زیادہ پریشانی بچوں کی وجہ سے تھی۔ لیکن پھر عازم کی بات یاد آئی۔ اس نے کہا تھا جہاں بھی ٹرانسفر ہو خود بھی وہیں رہنا اور بچوں کو بھی ساتھ رکھنا۔

اس نے بچوں کو دو روز کے لیے بھیا، بھابھی کے حوالے کیا اور اللہ کا نام لے کر نئی جگہ روانگی اختیار کی۔ جگہ کے متعلق اسے پرانی کولیگز سے کافی ساری معلومات پہلے ہی مل گئی تھیں۔ باقی ماندہ پریشانیاں یہاں آکر خود بخود حل ہو گئیں۔ بچوں کے لیے اسکول بھی قریب ہی مل گیا اور رہائش کے لیے گھر بھی بہت اچھا ملا۔ ضروری سامان وغیرہ سیٹ کر کے وہ بچے لے گئی۔

شروع شروع میں ہر ویک اینڈ پہ لاہور آتی لیکن رفتہ رفتہ دو سے تین ہفتے بعد کی روٹین بنالی۔ گجرات آئے اسے تیسرا مہینہ تھا۔ پچھلی اتوار کو جب وہ لاہور گئی تو بھابھی سے سنجیدہ پھپھو کی خرابی طبیعت کا پتا چلا۔ وہ پھپھو کی عیادت کو چلی گئی۔ وہاں عازم بھی موجود تھا۔

خزران کی بڑے عرصے بعد اس سے ملاقات ہوئی۔ وہ تو حسب معمول بہت خوش ہوا تھا اسے دیکھ کر لیکن خزران نے اپنا رویہ جان بوجھ کر سرد رکھا اور زیادہ بات چیت نہیں کی کیونکہ فضہ بھابھی سے پتا چلا کہ سارہ ایک مرتبہ پھر روٹھ کر میکے جا چکی ہے۔ عازم نے فوراً" سمجھ لیا کہ وہ کچھ کھنچی کھنچی ہے اس لیے رات کو ہی فون کر دیا۔ وہ جنید بھائی کے گھر تھی۔

"کیا بات ہے رازی... کیوں ناراض ہو؟" وہ نہایت رسان سے پوچھنے لگا۔

"حیرت ہے۔ مجھ سے وجہ پوچھ رہے ہو؟" وہ الٹا خفا ہو گئی۔

"یار! اب میرا کیا قصور' اسے خود ہی شوق ہے میکے جا بیٹھنے کا۔" عازم نے بننے کی کوشش نہیں کی اور وضاحت دینے لگا۔

"ایسا نہیں ہوتا عازم... اس سب میں کہیں نہ کہیں ضرور تمہاری کوتاہی ہے۔ تمہارے اندر تو لوگوں کو جانچنے پرکھنے کی زبردست کوالٹی ہے۔ ایک ہی نظر میں تم اندر تک ہو آتے ہو۔ کیوں تم اب تک یہ سمجھ نہیں پائے کہ سارہ کی تم سے کیا توقعات ہیں۔ کیوں تم اسے وہ اعتماد اور بھروسا نہیں دے پائے' جو ایک بیوی کا حق ہوتا ہے۔" خزراں نے ساری خطائیں اس کے حصے میں ڈال دیں۔ عازم مسکرانے لگا۔

"شاید انڈر اسٹینڈنگ کی کمی..." اس نے اختصار سے کام لیا۔ غالباً" اس موضوع پر بولنے کا موڈ نہیں تھا۔

"اچھا اب غصہ ختم ہو گیا ہو تو میں کچھ پوچھوں؟"

"ہاں کہو..."

"کچھ نئی جگہ کے متعلق بتاؤ... بچے سیٹ ہو گئے۔ کیسا ماحول ہے کیا کرتی رہتی ہو؟"

"ہاں اچھی جگہ ہے۔" اس نے لہجہ نارمل کیا۔ "شروع شروع میں بہت گھبراتی تھی... کیونکہ اتنی دور کا پہلا تجربہ ہے... لیکن شکر ہے زیادہ کوئی مسئلہ نہیں


Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوا اور بچے بھی سیٹ ہو گئے۔"

"اور تم۔۔۔؟"

"میں۔۔۔" وہ ہنسی۔ "میرا تو کام ہے ناں۔۔۔ مجھے تو ہر جگہ جیسے تیسے سیٹ ہونا ہی پڑے گا۔"

"وہاں وقت کیسے گزرتا ہے۔" وہ پوری توجہ اور دھیان سے، اس کے متعلق جاننا چاہ رہا تھا۔ حالانکہ سارے سوال بظاہر کافی فارمل سے تھے، لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی خزران کی ترجیحات اس کے شب و روز کے متعلق سننا چاہتا ہے۔

"بس دن کا وقت کالج، دوپہر کے وقت سے رات گئے تک بچوں کے ساتھ مصروف، ماحول یہاں کا بہت پرسکون اور اچھا ہے۔ فارغ وقت کبھی ٹی وی دیکھتے، کبھی کتابیں پڑھتے گزر جاتا ہے۔" وہ تفصیل بتانے لگی۔

"اتنی فارغ رہتی ہو تو کبھی بات بھی کر لیا کرو۔" وہ بے ساختہ شکوہ کر بیٹھا۔

"میں اپنی عادتیں خراب نہیں کرنا چاہتی۔" وہ مسکرانے لگی۔

"بہت عجیب ہو۔" وہ سنجیدہ لہجے میں بولا تو خزران حیران ہو گئی۔

"کیا مطلب۔؟"

"مجھ سے جھگڑا کرنا ہو تو اتنے اپنوں کے سے انداز میں ہو کہ ایسے، تو سارہ بھی نہیں لڑتی۔ لیکن جب مجھے کسی معاملے میں تمہاری مدد چاہیے ہو، کچھ مشورہ کرنا ہو یا تم سے کچھ شیئر کرنا چاہوں، تم اتنی دور کھڑی دکھائی دیتی ہو جیسے دو اجنبی۔"

"ایسا ہمیشہ سے تو نہیں ہے عازم۔" اس نے فوراً کہا۔ "وقت اور حالات کے ساتھ تبدیل ہونا پڑتا ہے۔ اب وہ وقت نہیں ہے کہ تم گھنٹوں مجھ سے فون پر گپیں لڑاؤ۔"

"بنا سوچے کچھ بھی بول دیتی ہو۔ تمہارا مطلب ہے میں تمہیں بہکانا چاہتا ہوں یا ٹائم پاس کرنا چاہتا ہوں۔" وہ سخت برا مان گیا۔

"میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ لیکن تم سے فون پر لمبی لمبی باتیں کرنا بھی میں بالکل صحیح نہیں سمجھتی۔"

"مشکل میں کسی دوست کی مدد چاہنا اور بات ہے اور لمبی لمبی گپیں لگانا اور۔۔۔ لیکن خیر تم تو کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتیں۔ تمہاری اس ضد کی وجہ سے میرا بہت وقت ضائع ہوا لیکن آج کے بعد نہیں۔ آئندہ تمہاری پریشانیوں میں اضافے کا باعث کم از کم عازم حیدر کی ذات نہیں ہو گی۔ اپنا خیال رکھنا۔ اللہ حافظ۔"

عازم کا انداز اتنا قطعی اور ٹھوس تھا کہ خزران نے اپنا دل ڈوبتا محسوس کیا۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔ اور وہ جان ہی نہیں سکتا تھا کہ جب کسی عورت کو ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ اس کی محبتوں کے صلے میں صرف درد اس کی جھولی میں ڈال دیا جاتا ہے تو وہ تکلیف کی کیسی انتہاؤں پر پہنچ جاتی ہے۔ اندر کی توڑ پھوڑ جب لاوے کی صورت ابلتی ہے تو کوئی برائی، برائی نہیں لگتی، ہر انتقامی کارروائی جائز اور ہر منفی اقدام اپنا حق محسوس ہوتا ہے یاسر کی دھوکا دہی سے چوٹ کھائی خزران نے اب تک ہر مرحلے پر خود کو نارمل رکھا تھا۔ ہر وقت خود کو مصروف رکھتی۔ وہ چاہتی تھی کہ اب اپنی محرومیوں پر سوچ بچار کرنے کے بجائے وہ صرف اپنے بچوں پر دھیان دے۔ عازم کے دوستی کے لیے بڑھائے ہاتھ کو بھی اس لیے جھٹک دیا کہ اب وہ اپنے خیالات میں کسی قسم کی اکھاڑ پچھاڑ کی ہرگز متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ عازم تو پھر اس کی پہلی محبت تھا۔ اگر وہ اپنے دل کو اس کی طرف مائل ہونے سے نہ بچا سکی تو۔۔۔

عازم کی تو عادت تھی کہ اکثر آتے جاتے مذاق کے انداز میں کوئی شگفتہ جملہ کہہ جاتا یا ہلکا پھلکا اظہار کر جاتا تو وہ گھنٹوں خود کو اس جملے کے سحر میں جکڑا محسوس کرتی۔ عازم سے اپنا ذہن ہٹانے کے لیے گھنٹوں خود سے لڑتی، اپنے حالات اور بچوں کی طرف دیکھ کر اپنے ضمیر کو جگانے کی کوشش کرتی۔ عازم کے لیے بے اختیار لپکتے اپنے دل کو کوئی جتن کر کے مناتی۔ اور آج وہ اس سے ناراض ہو گیا تھا تو خزران کے دل کو ایک لحظے کے لیے قرار نہیں آ رہا تھا۔ پھر بھی اس نے زبردستی خود کو فون کرنے سے باز رکھا۔ اور ایسے وقت



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں جبکہ اس کی بیوی بھی گھر میں نہیں تھی۔ جو بھی ہو، وہ ایک مردِ تھا۔۔۔ خزران ایک حتمی فیصلے پر پہنچ کر عازم کی ناراضی کا بوجھ دل پہ لیے وہاں سے اٹھ گئی۔

✡ ✡ ✡

دو ماہ مزید گزر گئے۔ اس دوران وہ تقریباً" تین چار مرتبہ لاہور ہو آئی۔ لیکن عازم سے ایک بار بھی سامنا نہیں ہوا۔ ان ہی دنوں ایک دن سمیعہ بھابھی نے فون پر بتایا کہ عازم نے سارہ کو طلاق دے دی ہے۔

"کیا۔۔۔؟" خزران کی حیرت سے چیخ نکل گئی۔

"طلاق" کا لفظ کتنا تکلیف دہ اور اذیت ناک ہوتا ہے۔۔ یہ اس سے بہتر کون جان سکتا تھا۔۔۔ پھر عازم اور سارہ کی طلاق۔۔۔ جانے بھابھی اور بھی کیا کچھ کہتی رہیں۔۔ وہ شدید صدمے سے دوچار کچھ بھی سن نہیں پائی۔

"تو تم بھی عام مرد نکلے عازم۔۔۔ کیا فرق رہا تم میں اور یاسر میں۔۔۔ اور کیا فرق ہے مجھ میں اور سارہ میں۔۔۔ اسے بھی ایک ایسے قصور کی سزا ملی جس میں اس کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ زندگی میں دو ہی مردوں پر بھروسا کیا اور انہی دو کو محبت کے قابل بھی جانا، لیکن یاسر کی بے وفائی کے بعد اس بات کا تو گمان بھی نہیں کیا تھا کہ ایک دن عازم بھی ویسا ہی کرے گا۔ شاید اس معاملے میں میرا نصیب ہی برا ہے یا شاید دنیا کا ہر مرد ہی برا ہے۔۔ مجھ سے لمبی بات کرنے کے لیے مہینوں سے وقت مانگ رہے تھے، تو یہ کہنا چاہتے تھے۔۔۔ طلاق کا مشورہ مانگ کر اپنے خیالات مجھ تک پہنچانا چاہتے تھے۔"

وہ خیالوں میں گم دیر تک ایسی ہی باتیں سوچے چلی گئی۔ البتہ ایک بات پر بار بار شکر ادا کیا کہ اچھا ہوا عازم سے دوستی پر آمادگی ظاہر نہیں کی تھی ورنہ ایسے حالات پیدا ہونے کی ذمہ دار خود کو ٹھہراتی رہتی۔

✡ ✡ ✡

بچوں کے اسکول اور اس کے کالج کی چھٹیاں ہو گئیں تو وہ سب لاہور آ گئے۔ خزران اور بچوں کو بھی دو ماہ کا آرام مل گیا تھا۔ ہفتہ بھر ہی گزرا تھا اسے آئے کہ ایک دن فضہ بھابھی اچانک اس سے ملنے کے لیے آ گئیں۔

"تم تو فون تک کرنے کی زحمت نہیں کرتیں۔ اماں نے کہا خود جا کر خزران کو لے آؤ۔"

"سوری بھابھی' میں بس ایک' دو روز میں آنے ہی والی تھی۔ پھپھو کی طبیعت اب کیسی ہے؟" وہ انہیں ساتھ لیے کمرے میں آئی۔

"شکر ہے۔۔۔ اب تو بہت بہتر رہتی ہے۔۔۔ تم سناؤ فی الحال تو یہیں ہو ناں؟"

"جی بھابھی! دو مہینے یہیں ہوں۔"

"تو ٹھیک ہے' پھر اس خوشی میں جلد از جلد کوئی دن طے کرو۔ تمہیں کھانے پہ انوائیٹ کرنے آئی ہوں۔"

فضہ جب عرفان کی دلہن بن کر سنجیدہ پھپھو کے گھر آئیں تو انہوں نے خزران کا تعارف یہ کہہ کر کروایا کہ یہ تمہاری دیورانی ہے۔ تب عازم اور اس کا رشتہ ہو چکا تھا۔ اس لیے فضہ بھی کبھی کبھار اسے دیورانی کہہ کر بلا لیا کرتیں۔۔۔ بہرحال وہ خطاب تو یاسر سے شادی کے بعد خود بخود چھن گیا۔۔۔ لیکن خزران کا فضہ بھابھی سے دوستی کا رشتہ جوں کا توں قائم تھا۔ بہت دیر بھابھی سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے بالآخر خزران نے خود ہی عازم اور سارہ کی طلاق کا موضوع چھیڑ دیا۔

"ہاں اب تو بات پرانی بھی ہو گئی۔" فضہ نے ایک آہ بھری۔

"ایسا کیا ہوا تھا بھابھی کہ نوبت علیحدگی تک آ پہنچی؟"

"بس خزران! ہمیں تو خود سمجھ میں نہیں آیا کہ کب ان کے معمولی معمولی جھگڑے اتنی سنجیدہ نوعیت اختیار کر گئے۔"

"پھوپھو اور پھوپھا نے بھی معاملہ سلجھانے کے لیے کچھ نہیں کیا؟"

"جب میاں بیوی ہی آپس میں مصالحت کو تیار نہیں تھے' وہ بے چارے۔ کیا کرتے؟"

"اور عازم۔۔۔ وہ کہاں ہے آج کل؟" خزران پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

"یہیں ہے۔۔۔ دن میں اپنے شوروم پر ہوتا ہے۔



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

رات کو کھانا ہماری طرف کھاتا ہے۔ بس سونے کے لیے اپنے گھر چلا جاتا ہے۔"

"کیا لگتا ہے بھابھی! اس معاملے میں کون قصوروار تھا۔" دل کے بہت اندر ایک من چاہی خواہش بکل مارے بیٹھی تھی کہ کاش کوئی کہہ دے عازم مظلوم تھا اور سارہ قصوروار۔۔۔

"میرا خیال ہے اگر عازم چاہتا تو اس رشتے کو قائم رکھ سکتا تھا۔" فضہ بھابھی نے بہت سوچ سوچ کر الفاظ کا چناؤ کیا۔ خزران کی امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ وہ چپ چاپ بیٹھی رہ گئی۔ اگلے روز وہ الماری میں کپڑے رکھ رہی تھی جب وہ اچانک ہی اس کے کمرے میں چلا آیا۔

"تم۔۔۔؟" وہ بالکل گڑبڑا گئی۔ عازم ہنستے ہوئے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ڈر تو ایسے گئیں جیسے چوری پکڑی گئی ہو۔"

"کیا مطلب، چوری پکڑی گئی؟" وہ خفا سی اپنے کام میں لگی رہی۔

"بھئی جب کوئی کسی کے بارے میں سوچ رہا ہو اور وہ اچانک سامنے آ جائے تو کچھ ایسا ہی ردعمل ہوتا ہے۔" اس نے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھ کر مزے سے ٹیک لگائی۔

"تمہارے بارے میں سوچتی ہے میری جوتی۔" وہ ٹھیک ٹھیک غصہ کھا گئی۔ "اور یہ کیا تم سیدھے میرے کمرے میں گھس آئے۔ شرم نہیں آتی۔ سمیعہ بھابھی کیا سوچیں گی۔۔۔ چلو اٹھو یہاں سے۔۔۔"

"بہت ناراض ہو۔۔۔؟" وہ اسے بغور دیکھنے لگا۔

"میرا تم سے روٹھنے منانے کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ زیادہ سوچو مت۔۔۔" وہ سنجیدہ ہو گئی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ کزن کا رشتہ تو ہے ماموں زاد کی حیثیت سے بات سن لو۔"

"کہو۔۔۔؟" خزران نے کمرے کی چوکھٹ سے کندھا ٹکاتے ہوئے بدستور روکھے لہجے میں کہا۔

"کیا تم نہیں جاننا چاہتیں کہ میں نے سارہ کو طلاق کیوں دی؟"

"تمہارا ذاتی معاملہ ہے۔۔۔ میں کیا کروں گی جان کر۔۔۔ ویسے بھی اب کیا فائدہ۔۔۔ جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔"

"ہاں، لیکن میرے حساب سے تمہارے لیے جاننا بہت ضروری ہے۔" وہ اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"کیوں۔۔۔؟" وہ چونکی۔

"کچھ دنوں تک خود ہی جان لوگی۔" اس نے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

"اب اس کا کیا مطلب۔۔۔؟" وہ الجھی الجھی چند قدم آگے آئی۔

"اگر تمہیں ہماری آخری گفتگو یاد ہو تو میں نے کہا تھا کہ تمہاری ضد کی وجہ سے میرا بہت وقت ضائع ہوا ہے۔ حیرت ہے تم نے اب تک غور نہیں کیا کہ میں نے ایسا کیوں کہا تھا؟" وہ جیبوں میں ہاتھ ڈال کر ایڑیوں پہ گھوما تھا اور اب سیدھا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ "اب بھی یہی کہوں گا بے کار کی ضد چھوڑو۔ خود پر پابندیاں لگانے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ذہنی مریضہ بن جاؤ گی۔ نارمل زندگی گزارنے کے بارے میں سوچو، آزاد ہو تو آزادی محسوس بھی کرو۔"

وہ کچھ مبہم، کچھ ظاہری گفتگو کر کے باہر نکل گیا۔ جبکہ وہ سوچوں کے گرداب میں پھنس گئی۔ "تو کیا اس دن وہ سارہ کو طلاق دینے کا فیصلہ کر چکا تھا اور وہ اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ کرنا چاہتا تھا۔ میں سختی سے طلاق کے فیصلے سے روکتی تو ہو سکتا ہے وہ سارہ کو نہ چھوڑتا۔۔۔ تو کیا میں قصوروار ہوں؟"

وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گئی اور کڑیاں ملانے لگی۔ "اور اس بات کا کیا مطلب ہے کہ میں خود پر پابندیاں لگانا چھوڑ دوں۔ اب اس بات کا کیا مطلب۔۔۔ اور۔۔۔" وہ چونکی۔۔۔ "اور اس نے کہا کہ نارمل زندگی گزارنے کے بارے میں سوچو۔۔۔ تو کیا اب وہ مجھ سے کوئی توقع باندھنے کی سوچ رہا ہے۔۔۔" اچانک الجھی گرہ سلجھنے پر اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

"ہرگز نہیں۔۔۔ میں اس جیسے خود غرض اور دوغلے انسان سے ہرگز رشتہ نہیں جوڑ سکتی۔ اب تو تمہارے



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چہرے پر پڑا نقاب اُتر چکا ہے عازم۔۔۔ میں مسائل سے بھری زندگی کا یہ کوہ ہمالیہ اکیلے سر کرلوں گی لیکن تمہارا ساتھ، تم بھیک میں بھی مانگو تو نہیں دوں گی۔ تم آج سے خود کو میری سوچوں سے بھی بے دخل سمجھو۔۔۔ تمہارے نام سے جڑنا مجھے موت تک قبول نہیں۔ کبھی نہیں۔۔۔" وہ جذباتی ہو کر رو پڑی لیکن پھر خود ہی سختی سے اپنے آنسو پونچھ ڈالے۔

☼ ☼ ☼

آج وہ دو ماہ بعد گجرات کے سفر پر رواں دواں تھی۔ عازم اس دن کے بعد دوبارہ جنید بھائی کے گھر نہیں آیا۔ اتنی کم مدت میں کیسے کیسے روپ دیکھ لیے تھے لوگوں کے۔۔۔ اعتماد، بھروسا اور خلوص جیسے الفاظ اپنے معنی کھو چکے تھے۔ اپنی احمقانہ سوچوں پر اس کا دل چاہتا خود کو بے وقوفی کا میڈل دے۔۔۔ رافع اور مناہل کو ان کے ددھیال سے دور نہ کرنے کی خاطر ان کے گھر سے چپکی رہی۔ جبکہ سال بھر ہونے کو آیا تھا۔ وہاں سے کسی نے پلٹ کر خبر بھی نہیں لی کہ جیتی ہو یا مرگئی۔ جاننے والوں سے البتہ خزران کو یہ خبر ملی کہ اس کے گھر چھوڑنے کے ایک ماہ بعد ہی یاسر اپنی نئی بیوی کو پاکستان لایا تھا اور کافی دھوم دھام سے ولیمہ کیا گیا تھا اور اب اس کی بیوی امید سے تھی۔ اف۔۔۔ وہ ایک جھرجھری لے کر کھڑکی کے پار گزرتے مناظر کو دیکھنے لگی۔ کیسی کیسی تلخ حقیقتوں کا زہر اپنے اندر اتارنا پڑتا ہے۔

کیسی حساس اور نازک ہوا کرتی تھی اماں ابا کے گھر، لاڈلی، ضدی اور حاوی ہو جانے والی۔۔۔ اور اب۔۔۔ ہر خوشی ہر آسائش کو اس نے خود پر حرام کرلیا تھا۔ دل تھا کہ خواہشات سے خالی گھر بنتا جارہا تھا۔ جانے اللہ تعالیٰ کو اس کی کون سی نیکی پسند آئی تھی کہ اس نے حوصلے، ہمت اور صبر کی دولت عطا فرمادی تھی۔ ورنہ اسے وہ دن بھی یاد تھے جب یاسر سے نئی نئی علیحدگی ہوئی تھی تو اسے ہر وقت مرنے، مارنے کی باتیں سوجھا کرتی تھیں۔۔۔

اسے گجرات آئے ڈیڑھ سال گزر گیا تھا، لیکن اس تیزی میں بھی ایک سکون، ایک ٹھہراؤ تھا اسی لیے وہ خوش تھی۔ مناہل اور رافع ایک درجہ اوپر کی جماعت میں آگئے تھے۔

وہ اس وقت بچوں کو ہوم ورک کروا رہی تھی جب سمیعہ بھابھی کا فون آگیا۔

"کام تو نہیں کررہی تھیں۔" انہوں نے پوچھ لینا مناسب سمجھا۔

"جی نہیں۔۔۔ آپ۔ نائیں بھیا کیسے ہیں؟"

"ہاں، وہ ابھی گھر کا کچھ سامان وغیرہ لینے باہر گئے ہیں۔ انہوں نے میرے ذمے ایک کام لگایا تھا، سوچا فارغ بیٹھی ہوں تم سے، تسلی سے بات کرلوں۔"

"خیریت بھابھی! کون سا کام۔۔۔؟" وہ چونکی۔

"وہ۔۔۔ دراصل تمہارے لیے ایک رشتہ آیا ہے۔" سمیعہ نے جھجک کر بات کا آغاز کیا۔ خزران نے جواباً خاموش رہ کر انہیں بات جاری رکھنے دی۔

"سنجیدہ پھپھو نے جنید کو گھر بلایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ تمہیں اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں اور عازم کی بھی یہی مرضی ہے۔۔۔ جنید نے مجھ سے کہا کہ پھپھو کے پیغام سے تمہیں آگاہ کردوں۔" وہ بات مکمل کرکے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگیں لیکن خزران بالکل خاموش تھی۔

"ہیلو۔۔۔ خزران! سن رہی ہو۔۔۔؟"

"جی بھابھی!"

"کیا ہوا، ایسے چپ کیوں ہوگئیں۔۔۔ جنید کا خیال یہ ہے کہ تمہیں اس بارے میں سوچنا چاہیے کیوں کہ بچے ابھی ناسمجھ ہیں۔ اگر اس اسٹیج پر تم کسی اچھے بندے کو اپنی زندگی میں شامل کرلو تو زیادہ مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ پھر عازم ہمارا دیکھا بھالا اور اپنا ہے۔"

"بھابھی! میں فیصلہ کرچکی ہوں کہ میں دوسری شادی نہیں کروں گی۔ میں الحمدللہ کسی کی محتاج نہیں ہوں۔ باعزت روزگار سے وابستہ ہوں۔ بلاوجہ اپنی پرسکون زندگی میں ہلچل کیوں پیدا کروں؟"



Copied From

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"پلیز خزران! جلدی میں کوئی فیصلہ مت کرو۔ اپنی عمر دیکھو اور سوچو کہ اکیلے یہ زندگی کیسے بسر ہوگی۔ یہ رشتہ تو جیسے اپنے گھر کی بات ہے۔" سمیعہ نے اپنی طرف سے اسے قائل کرنے کی کوشش کی۔

"نہیں بھابھی! میرا فیصلہ قطعی ہے اور جہاں تک عازم کی بات ہے تو آپ جانتی ہیں وہ میرا منگیتر تھا۔ میں سمجھ سکتی ہوں کہ آپ، بھیا یا اور کوئی بھی اس رشتے کے بارے میں سنے گا تو فوراً اس کے حق میں ووٹ دے گا لیکن اگر آپ میری رائے پوچھیں تو میں اس سے شادی کے لیے کبھی ہامی نہیں بھر سکتی، بلکہ عازم کے علاوہ اگر کسی اور کا رشتہ آیا ہوتا تو شاید میں سوچنے کے لیے وقت بھی لے لیتی، لیکن عازم کے لیے بالکل نہیں۔" اس نے کھل کر اپنی رائے ان تک پہنچادی۔

"اوہ!" سمیعہ نے ذرا دیر کو کچھ سوچا۔ "ٹھیک ہے میں تمہارا جواب جنید کو بتادوں گی۔ اوکے پھر بات کروں گی تم سے۔"

"جی۔ ٹھیک ہے۔" اس نے فون رکھ دیا۔ "عازم سے شادی" وہ جملہ تھا جس پر ماضی میں وہ لال گلابی ہوجایا کرتی تھی، لیکن آج اسی عازم کا ایک بار پھر رشتہ آیا تو انکار کرتے ہوئے لمحہ نہیں لگایا تھا۔ اس نے ایک آہ بھر کر تصور میں عازم کو مخاطب کیا۔

"اگر تم نے میرا ساتھ پانے کے لیے سارہ کو طلاق دی ہے تو میں کیا اللہ بھی تمہیں معاف نہیں کرے گا۔ سارہ کی محبت کے مزار پر میں اپنی خوشیوں کا محل ہرگز کھڑا نہیں کروں گی۔"

شام کو جنید بھائی کا فون آگیا۔ وہ اسے ہر طرح سے سمجھانے لگے، لیکن خزران نے ہتھیار نہیں ڈالے اور صاف کہہ دیا کہ پھپھو کو میرا جواب پہنچادیں۔ جنید نے مجبوراً اس کا انکار عازم اور پھپھو تک پہنچادیا۔

تقریباً ایک مہینے سے وہ لاہور نہیں گئی تھی۔ بھیا، بھابھی نے بہت بار بلایا کہ ایک چکر لگا جاؤ، لیکن وہ کسی نہ کسی بہانے ٹالتی رہی۔

ان ہی دنوں ایک بار پھر سمیعہ بھابھی رشتہ لے آئیں۔ جنید بھائی کے جاننے والوں میں سے تھے۔ ثاقب حسن نام تھا اور محکمہ زراعت کا اعلا افسر تھا۔ اس کی پہلی بیوی کا کچھ سال پہلے روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہوگیا تھا اور ایک پانچ سال کا بیٹا تھا۔

جنید نے اپنی طرف سے تسلی کرلی تھی۔ لوگ بہت اچھے اور خاندانی تھے۔ ثاقب کے متعلق بھی عمومی رائے بہت اچھی تھی۔ جنید بھائی چاہتے تھے کہ خزران اس مرتبہ سوچ بچار سے کام لے۔ خزران نے انہیں تو ہاں کہہ دی، لیکن فون بند کرنے کے بعد ذرا برابر توجہ کے قابل نہیں سمجھا۔ جب طے کرلیا کہ شادی نہیں کرنی تو بلاوجہ کیوں دماغ پہ بوجھ ڈالوں۔۔۔

☆ ☆ ☆

وہ چھٹی لے کر لاہور آئی ہوئی تھی۔ پہلا دن تو اس نے خوب آرام کرتے گزارا۔ اگلے روز بھابھی کے ساتھ شاپنگ وغیرہ کے لیے نکلنے کا پروگرام تھا، لیکن وہ دونوں ہی بچوں کو ہرگز ساتھ لے جانے کے موڈ میں نہیں تھیں۔ بھیا نے بھی آفس جانا تھا۔ لہٰذا انہوں نے طے کیا کہ بچوں کو فضہ بھابھی کے پاس چھوڑا جائے۔ جاتے وقت تو دونوں نے کھڑے کھڑے ہی بچوں کو چھوڑا، لیکن واپسی پر آئے تو فضہ بھابھی نے زبردستی دوپہر کے کھانے پر روک لیا۔ بلکہ کھانا وہ تیار کرچکی تھیں۔ سیدھے انہیں دسترخوان پر لا بٹھایا۔

"ارے بھابھی! آپ نے تو اچھا خاصا اہتمام کر ڈالا۔" خزران بری طرح شرمندہ ہوگئی۔ انہوں نے بریانی، کباب، قیمہ، سبزی جانے کیا کچھ بنا ڈالا تھا۔

"تم کون سا روز روز آتی ہو۔ پھر ہمارے گھر تو اور بھی کم کم آنے لگی ہو۔" سنجیدہ پھپھو نے شکوہ کناں لہجے میں کہتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اچھا۔ اور سکینہ پھپھو یہ شکوہ کرتی ہیں کہ میں آپ کی طرف زیادہ آتی ہوں۔ ویسے اب تو لاہور ہی کم کم آتی ہوں۔" وہ مسکرائی۔

"گجرات اتنی دور بھی نہیں کہ تم مہینوں بعد چکر لگاؤ۔ پتا نہیں کب یہ بوڑھا وجود ٹھنڈا ہوجائے۔"



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صورت تو دکھا جایا کرو۔" پھپھو کے مایوس' افسردہ لہجے پر خزران کا دل مٹھی میں آگیا۔

"ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں پھپھو۔ اللہ آپ کو لمبی عمر دے۔ اماں کے بعد میں آپ میں اور سکینہ پھپھو میں اماں کو دیکھتی ہوں۔" اس نے جذباتی ہو کر ان کا ہاتھ تھاما۔

"ماں بھی کہتی ہو اور دل میں ناراضی بھی رکھتی ہو۔" پھپھو ہولے سے مسکرائیں تو خزران چونک گئی۔

"کیسی ناراضی پھپھو۔ میں تو۔"

"تمہارے اور عازم کے حق کے لیے برسوں پہلے اگر تمہارے پھوپھا کو منالیتی تو بھائی جان تمہارا رشتہ یا سرتے، تو نہ کرتے۔ لیکن سب میری کوتاہی ہے کہ فقط ایک دکان کے لیے تمہارے پھوپھا کو راضی نہ کر سکی۔ تم تو دربدر ہوئیں ہی۔ آج میرا عازم بھی اپنا درد دل میں چھپائے اکیلے زندگی گزار رہا ہے۔" انہوں نے ایک آہ بھر کر کہہ ہی دیا۔ خزران خاموشی سے بچوں کے لیے کھانا نکالنے لگی۔

"سارہ کی شادی کے بعد تو عازم اور بھی ٹوٹا ہوا لگتا ہے۔"

"سارہ کی شا۔" خزران نے بے تحاشا چونک کر سر اٹھایا۔

"سارہ کی شادی ہو گئی۔؟" وہ آنکھیں پھیلائے ایک ایک کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں سمیعہ نے نہیں بتایا۔" فضہ بھابھی حیران ہو کر سمیعہ کو دیکھنے لگیں۔

"میں نے تو جان بوجھ کر نہیں بتایا۔ میں نے سوچا۔ کہیں یہ سمجھے کہ سارہ کی شادی کا بتا کر شاید اسے دوبارہ عازم کے لیے قائل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔"

"ہوں!" فضہ نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

"اس کی شادی کو تو دو ماہ ہو گئے ہیں۔ اس کی والدہ کا دور کا رشتہ دار ہے۔ آج کل ملتان میں ہوتی ہے۔ وہاں اس کا سسرال ہے۔ پچھلے دنوں ایک شادی کے فنکشن میں ملاقات ہوئی۔ خوش اور مطمئن لگ رہی تھی۔"

فضہ بھابھی خود ہی دھیرے دھیرے بتانے لگیں۔ سب خاموشی سے بنا کوئی تبصرہ کیے سنتے رہے۔ خزران کی حالت تو سوا تھی۔ ایسی دھماکا خیز خبر پر اس کی سوچیں عجیب بے ربط اور اوندھی اسیدھی ہو رہی تھیں۔

"میرا عازم بہت بدنصیب ہے۔ بچپن میں جتنا میرا لاڈلا ہوا کرتا تھا۔ آج قسمت نے اسے اتنا ہی دور اور اکیلا کر دیا ہے۔ پردیس کی سختیاں بھی اسی کے نصیب میں لکھی تھیں اور اب یہاں ہے تو دو گھڑی مہمانوں کی طرح بیٹھ کر چلا جاتا ہے۔ اس کی خاموشی سے میرا دل چھلنی ہوتا ہے۔ اتنا صابر شاکر تو وہ کبھی بھی نہیں تھا۔ ہمیشہ ضد اور غصے سے بات منوانے والا آج میرے سامنے اپنا دل کھولنے کو بھی تیار نہیں۔"

وہ بولتے بولتے روہانسی ہو گئیں۔ عجیب سی اداسی ماحول میں در آئی تھی۔ خزران نے خود کو بولنے سے باز رکھا۔ کہتی بھی کیا۔

وہ کافی بوجھل دل لیے پھپھو کے گھر سے واپس آئی۔ شام کو جنید بھیا یہی موضوع لے کر اس کے پاس آبیٹھے۔ وہ تو لاہور آنے سے پہلے ہی اس بات کی توقع کر رہی تھی۔

"تمہارے بچے ابھی چھوٹے ہیں خزران۔ کوئی بڑی تبدیلی آئی تو زیادہ سوال جواب نہیں کریں گے۔"

"لیکن بھیا! ضرورت ہی کیا ہے کسی تبدیلی کی۔ لگی بندھی نوکری ہے۔ اچھی خاصی آمدنی ہے۔ خدانخواستہ کسی کی محتاج نہیں۔ کیوں میں بلاوجہ بچوں کو ذہنی بے سکونی کا شکار کروں۔" وہ کھل کر بولنے کے لیے تیار ہو گئی جان گئی کہ بھیا کافی سنجیدہ ہیں۔

"تمہارے لیے تمہارے بچے اہم ہیں' اس لیے مسلسل ان ہی کے حوالے سے سوچ رہی ہو۔ میرے لیے تم بھی اہم ہو۔ میں بچوں سے پہلے تمہیں دیکھتا ہوں۔ آج امی اور ابا زندہ ہوتے تو شاید تمہاری کہیں شادی بھی کروا چکے ہوتے۔ اگر تم نے یونہی زندگی گزار دی تو بہت بڑا خلا رہ جائے گا تمہاری زندگی میں۔ جس کا



Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ابھی تمہیں احساس نہیں ہے۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے دیکھو تو شریعت کا بھی یہی حکم ہے کہ بیوہ اور مطلقہ کا فیصلہ جلد سے جلد کردو۔" وہ اسے رسان سے سمجھانے لگے۔

"سادہ کے والدین نے طلاق کے محض سات' آٹھ ماہ بعد اس کی دوسری شادی کردی' کون ماں' باپ چاہیں گے کہ ان کی اولاد دکھی رہے۔ اب دیکھو جونہی تبدیلی آئی ماشاء اللہ وہ خوش باش ہے اور عازم کو دیکھو' کیسا اکیلا اور خاموش سا ہو گیا ہے۔" بھیا جانے کیوں عازم کے موضوع پر آگئے۔ خزران سے چپ نہیں رہا گیا۔

"اچھا ہے' اسے تو سزا ملنی ہی چاہیے۔ بے قصور بے چاری سارہ کو اپنی زندگی سے نکال دیا۔ آج اگر سارہ نئی زندگی میں خوش ہے تو یہ اللہ کی کرم نوازی ہے۔ اس پر۔ بندے دلوں سے کھیل جاتے ہیں' اوپر والا تو شکر ہے انصاف کرتا ہے۔"

وہ ناراض لہجے میں بولنے لگی۔

"اچھا بابا..." جنید ہنس پڑا۔ "اب تم سے کون بحث کرے۔ میں تو ویسے بھی تم سے ثاقب حسن کی بات کرنے آیا تھا... بہتر ہوگا کہ اپنے معاملے میں ہر پہلو پر غور کرو۔ خود ثاقب کی بہنوں بلکہ ثاقب سے بھی بات کرسکتی ہو۔ تم اب زندگی کی اس سنجیدہ اسٹیج پر ہو کہ ڈائریکٹ بات کرنے کو کوئی بھی تمہاری بولڈنیس سے تعبیر نہیں کرے گا۔ میں نے ثاقب کو تمہارا نمبر دے دیا ہے۔ وہ تمہیں فون کرے گا۔ کیوں سمیعہ۔" انہوں نے بھابھی کی طرف دیکھا۔

"جی بالکل... ویسے بھی سنا ہے کہ ثاقب بہت سلجھا ہوا بندہ ہے۔"

"میں سوچ کر بتاؤں گی۔" وہ سر جھکائے ان کی ہر بات سن رہی تھی۔ ہولے سے بس اتنا کہہ پائی۔

✼ ✼ ✼

"ماما! آپ کو میری کلاس ٹیچر نے بلایا ہے۔" مناہل نے جوتے اتارتے ہوئے کافی سکون سے اطلاع دی لیکن خزران کا تو دل دھک سے رہ گیا۔

"کیوں ایسا کیا کر دیا؟"

"اس کی ٹیچر نے مجھے بلایا تھا کلاس میں۔" رافع نے غٹاغٹ پانی کا گلاس چڑھا کر اطلاع بہم پہنچائی تو خزران سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میم تاجیہ کہہ رہی تھیں' مناہل لائق تو بہت ہے۔ لیکن اس میں کانفیڈنس نہیں ہے۔ اسمبلی کی ایکٹویٹیز میں حصہ نہیں لیتی' کلاس میں زیادہ بولتی بھی نہیں ہے۔ اور خود سے سوال بھی کبھی نہیں کرتی۔ بونڈو کہیں کی۔" آخر میں وہ اسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا اور اس کی چھوٹی سے چٹیا زور سے کھینچ ڈالی۔ مناہل بے چاری کی چیخ نکل گئی۔

"مت کرو رافع! کیا بدتمیزی ہے۔ جاؤ یونیفارم چینج کرو۔ چلو بھاگو۔" خزران نے زبردستی اسے اندر دھکیلا۔

"ادھر آؤ منو!" اس نے پیار سے مناہل کو گود میں بٹھایا۔ چھ سال کی معصوم سی اس کی بچی۔ پتا نہیں کیوں اتنی سہمی سہمی سی رہتی تھی۔

"ماما! میرے فادر کون ہیں؟" مناہل نے اچانک پوچھا تو وہ بری طرح چونکی۔

"کیا مطلب۔ کس نے پوچھا تم سے...؟"

"میم کہہ رہی تھیں۔ آپ کی ماما اگر بزی رہتی ہیں' تو آپ اپنے فادر کو بھیج دیں' رافع نے انہیں بتایا کہ ہماری ماما کالج میں پڑھاتی ہیں۔ اور ہمارے فادر ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔" مناہل نے ہاتھ اٹھا کر باقاعدہ جانے کا اشارہ بھی کیا۔ خزران نے پریشانی سے لب کاٹے۔ اس دوران رافع کمرے میں واپس آچکا تھا۔

"تمہیں ایسا جواب نہیں دینا چاہیے تھا رافع!"

"ماما! یہ تو پاگل ہے۔" رافع نے سر پیٹنے کی اداکاری کی۔ "میں نے میم کو تھوڑی ایسا کہا۔ وہ تو گھر آتے ہوئے یہ مجھ سے پوچھنے لگی تو میں نے اس کو بتایا۔ میم سے تو میں نے صرف "جی اچھا" کہا اور بس۔" وہ سیانوں کے انداز میں بتانے لگا تو خزران کو ہنسی آگئی۔

"واہ۔ میرا بیٹا تو بہت سمجھ دار ہے۔ اچھا یہ بتاؤ' کس نے تم سے کہا کہ تمہارے فادر ہمیں چھوڑ گئے



Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہیں۔"

"وہ تو مجھے کب سے پتا ہے۔ جب ہم دادی کے گھر رہتے تھے۔"

"ہوں!" خزران نے اسے قریب بٹھایا۔ "تمہیں اپنے فادر یاد ہیں۔"

"ہاں' تھوڑے سے۔ ان کی بڑی سی پکچر ہمارے کمرے میں لگی ہوئی تھی۔ اور ایک بار وہ آئے بھی تھے۔ میری واٹر گن لائے تھے اور ہم جلو پارک گئے تھے ان کے ساتھ۔"

وہ اپنی یادداشت میں سے جن باتوں کو نکال رہا تھا وہ یاسر کی اس آخری چھٹی کی تھیں' جب وہ طلاق دینے سے کوئی پانچ' چھ ماہ پہلے آیا تھا۔ تب رافع ساڑھے پانچ سال کا اور مناہل ساڑھے تین سال کی تھی۔ مناہل کو تو وہ یاد بھی نہیں تھا اور رافع کے ذہن پر بھی دھندلے دھندلے نقوش تھے۔ رات کو ان کے سو جانے کے بعد وہ ایک بار پھر بے سکون ہو گئی۔ نیند کہیں دور جا بھاگی تھی۔ آج پھر وہ تھی اور ان گنت سوچیں۔

"طلاق یافتہ عورت کے بچے دنیا والوں کو کیا جواب دیتے ہوں گے کہ ہمارا باپ کہاں ہے۔"

"کیا میرے بچوں کے لیے باپ کا ہونا بہت ضروری ہے۔ کیا بھیا صحیح کہتے ہیں کہ ناسمجھی کی اس عمر میں ان کے لیے کسی مرد کو باپ کے روپ میں اپنا لینا آسان ہو گا۔ یہاں کئی ایک کولیگز جو اب بہت اچھی دوست بن چکی تھیں اور اس کی ذاتی زندگی کے متعلق جان چکی تھیں۔ سب کا یہی کہنا تھا کہ یہی مناسب وقت ہے وہ کسی اچھے اور بھروسے مند انسان کو اپنی زندگی میں شامل کر لے۔

"اچھا اور بھروسے مند۔" خزران نے ایک آہ بھری۔ "کبھی ان دو خصوصیات پر صرف عازم ہی پورا اترتا تھا۔ لیکن کیسی ہوا چلی تھی۔ اس نے تو جب قدم قدم چلنا سیکھا تب بھی عازم کی ہی انگلی تھامی۔ بچپن کی شرارتیں' لڑکپن کے لڑائی جھگڑے اور نوجوانی کا وہ نیا نیا محبت کا سفر' سب مرحلے اس کے ساتھ طے کیے تھے۔

اپنا مستقبل' بچوں کا مستقبل' کوئی مستقل ٹھکانا' کسی کا سہارا۔ عازم کا پریشان کر دینے والا رویہ۔ سب گڈمڈ ہونے لگے۔

عازم نے سارہ کا دل توڑا تھا۔ اس نے سارہ کے ساتھ وہی کیا تھا جو یاسر نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ نہیں میں عازم کو قطعاً" معاف نہیں کروں گی۔ بتا دوں گی اسے کہ خود غرض انسان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ اور تم میں خود غرضی بھی ہے' انسانیت کا فقدان بھی۔

اگلی صبح اس نے سمیعہ بھابھی کو فون کیا تھا اور ثاقب کے لیے ہاں کہہ دی تھی۔ ثاقب کے معاملے میں اس نے سب کچھ اللہ کے سپرد کر دیا۔ اب وہی جانے' اس بار اس کے حصے میں خوشیاں ڈالنی ہیں یا پھر کوئی امتحان۔۔۔!

☆ ☆ ☆

شاور کی تیز آواز میں اسے ایک بار گیٹ بجنے کا وہم سا ہوا تھا۔ باہر آ کر جب وہ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بال سلجھا رہی تھی' ایک مرتبہ پھر بیل بجی۔ وہ برش ہاتھ میں لیے دوپٹا کندھوں پر پھیلاتی باہر آ گئی۔

"کون؟" اس نے پوچھنے کے ساتھ ہی تھوڑا سا گیٹ کھولا۔

"عازم حیدر!" خزران کا ہاتھ وہیں رہ گیا اور عازم گیٹ کے بیچوں بیچ آ کر ٹھہر گیا۔

"اندر آ سکتا ہوں؟"

عازم بنا جواب کا انتظار کیے اندر آ گیا۔

"تم یہاں کیسے آئے؟" وہ گھبرا کر اس کے پیچھے آئی۔

"اندر چل کر بتاؤں گا۔ کافی لمبا سفر کر کے آیا ہوں۔ بری طرح تھک چکا ہوں۔ بھوکا بھی ہوں۔" وہ آرام سے برآمدہ عبور کر کے بڑے کمرے میں آ گیا۔ خزران تیز قدموں سے اس کے پیچھے پہنچی۔ اس نے کچن میں آ کر پانی کا گلاس بھرا اور خاموشی سے عازم کو تھما دیا۔ وہ اس دوران صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

"تھینکس۔" اس نے گلاس لے کر ایک ہی



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

سانس میں ہی چڑھالیا اور تھکے تھکے انداز میں ہاتھوں سے پیشانی ملنے لگا۔

"دکھا اٹھا لاؤں؟"

"نہیں۔ یونہی کہہ رہا تھا۔" وہ ایک دم سنجیدہ سا فرش کو گھورے جا رہا تھا۔

"چائے بناتی ہوں۔"

"وہ بھی نہیں۔" عازم نے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ جانے نظریں کیوں نہیں اٹھا رہا تھا۔ ایک بار بھی خزران کی طرف نہیں دیکھا۔ وہ صوفے پر ہلکا سا ٹک کر بیٹھ گئی۔ کئی لمحے خاموشی سے بیت گئے۔ خزران نے کچھ بھی خود سے نہ پوچھنے کی جیسے قسم کھالی۔

"بہت خوش ہو نئے رشتے سے؟" عازم نے اپنی سرخ سرخ شکوہ بھری نگاہ سلے بھر کو اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ خزران کا دل تو بڑی زور سے دھڑکا لیکن بنا کوئی جواب دیے نیچے دیکھتی رہی۔

"شادی کر کے چھوڑو گی مجھے؟" صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے وہ اپنی نظریں اس پر گاڑے بیٹھا تھا۔ خزران گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ نہ ایسی صورت حال کا تصور کیا تھا نہ اس کے سوالوں کے لیے خود کو ذہنی طور پر تیار۔ کیا کہتی۔

"مزید برباد ہونے کی سکت نہیں ہے مجھ میں۔ جان سے مار دو' پھر کرلو مزے سے شادی۔ جہاں دل چاہے۔"

وہ اچانک ہی عین اس کے پیچھے آکھڑا ہوا تھا۔ نہایت قریب سے اس کی زبان نے شعلے اگلے تو خزران کا دل چڑیا کی طرح سہما۔ گھبرا کر اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ عازم نے اپنا مضبوط ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھ کر پوری طرح اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔ خزران نے کانپتی پلکیں اوپر اٹھائیں۔ وہ آگ برساتی آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔ وہ گھبرا کر دو قدم پیچھے ہوئی لیکن دیوار سے ٹکرا گئی۔

"مجھ سے شادی کے لیے انکار کیا تو میں سمجھا شاید بچوں کی خاطر عمر بھر اکیلے گزارنے کا تہیہ کرلیا ہے۔ اس ثاقب حسن میں کون سے ہیرے جڑے ہیں جو شادی کے لیے رضامند ہوگئیں۔ کون لگتا ہے وہ تمہارا۔ کب سے جانتی ہو اسے۔؟" وہ اس وقت بالکل جنونی سا ہو رہا تھا۔

"نن۔ نہیں جانتی اسے۔ کبھی دیکھا تک نہیں۔ تت۔ تم بات تو سنو عازم!" وہ ایک دم رو دینے والی ہوگئی۔ موٹی موٹی آنکھیں پانی سے لبریز تھیں۔

"بکو۔ کیا کہنا ہے۔" وہ تھوڑا سا پیچھے ہٹا۔ سمجھ گیا کہ خزران اس کے غصے کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں پارہی۔

"میں اسے بالکل نہیں جانتی۔ جنید بھیا کے توسط سے رشتہ آیا تھا۔ بھیا کی خواہش ہے کہ میں شادی کرلوں۔ وہ نہیں چاہتے کہ میں ساری زندگی اکیلے گزار دوں۔" خزران نے خود کو نارمل کر کے جواب دینے کے قابل بنایا۔

"ہاں تو سب یہی چاہتے ہیں اسٹوپڈ! کہ تم شادی کرلو۔ پھر مجھے چھوڑ کر ثاقب کیوں؟" وہ زچ ہو کر پھر سے اونچا بولنے لگا۔

"نہیں کرنی تم سے شادی۔" وہ بھی جھنجلا گئی۔ "تم سب جانتے ہو' پھر کیوں انجان بن رہے ہو۔"

"کیا خاک جانتا ہوں میں۔ سعید بھابھی اور جنید کے ذریعے انکار اماں تک پہنچا دیا۔ وجہ کیا تمہارے فرشتے آکر بتا گئے مجھے؟" وہ برس پڑا۔

"جانتی ہوں عازم! کہ تم مجھے بہت بے وقوف سمجھتے ہو۔" وہ ایک دم طیش میں آگئی۔ "لیکن اس بھول میں مت رہنا کہ میں تمہارے دل کی بات نہیں جان سکتی۔ مجھ سے کچھ چھپا نہیں ہے۔" وہ سب بھول بھال جیسے جنگ پہ آمادہ ہوگئی۔ "تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ سارہ کو طلاق دے کر تم میرا رشتہ مانگو گے اور میں ہامی بھرلوں گی۔ یاسر نے مجھے ایک عورت کی وجہ سے چھوڑ دیا اور تم نے... تم نے مجھے حاصل کرنے کے لیے سارہ کو طلاق دے دی۔ کیا تماشا سمجھ رکھا ہے ہم عورتوں کی زندگی کو۔" وہ پوری شدت سے چلائی' لیکن اس سے بھی زیادہ شدت سے عازم کا طمانچہ اس کے گال پر پڑا۔



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"شٹ اپ!" وہ آگ بگولا اسے دیکھ رہا تھا۔ خزران حیرت اور صدمے سے گنگ دیوار سے لگ گئی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ عازم پلٹ کے گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ اپنی حرکت پر سخت پشیمانی محسوس کرتے ہوئے وہ اب لب چبا رہا تھا۔ بالکل ہی بے ساختہ ہاتھ اٹھ گیا تھا۔

عازم نے ایک نظر خزران کو دیکھا۔ وہ چہرا ہاتھوں میں دیے ابھی بھی رو رہی تھی۔ اس نے کچھ دیر رک کر سوچا پھر کچن میں آکر پانی کا گلاس بھرا اور واپس آیا۔ اس کے قریب اکڑوں بیٹھ کر نرمی سے اس کے ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹائے اور گلاس آگے بڑھایا۔

"آئی ایم سوری رازی! ویری سوری۔ پانی پی لو۔" اس نے خود ہی گلاس خزران کے منہ سے لگایا۔ اس نے ایک گھونٹ پی کر رخ پھیر لیا۔

"چلو اٹھو یہاں سے۔" وہ اسے بازو سے پکڑ کر اٹھانے لگا تو خزران خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

عازم اب اس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔

"ملائیشیا سے آنے کے بعد میں نے کئی مرتبہ تم سے کہا کہ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اپنے پرسنل شیئر کرنا چاہتا ہوں لیکن تم۔" وہ ذرا دیر کو رکا "بس یہی تھی ہماری انڈر اسٹینڈنگ اور ایک دوسرے کو جان لینے کے دعوے! کہ میں نے تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تو تم نے اسے گمراہ کرنے اور بہکانے سے تعبیر کیا۔ بس اتنا ہی جانتی ہو مجھے۔ لیکن اب۔" اس نے انگلی اٹھا کر حتمی لہجے میں سیدھا خزران کی آنکھوں میں دیکھا۔ "اب میں جو کہوں۔ چپ چاپ اپنے کان کھول کر سنو۔ بیٹھو یہاں۔" اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا تو وہ کسی معمول کی طرح خاموشی سے جا کر بیٹھ گئی اور عازم بھی عین اس کے سامنے کرسی گھسیٹ کر ٹک گیا۔

"اب شروع سے سنو احمق لڑکی! کہ میں تم سے کیا کہنا چاہتا تھا۔ کچھ ایسا جسے تم تک پہنچانے میں مجھے دو سال لگ گئے۔ بلکہ تب جب میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا۔ بہت سے کام جو میں تم جیسی مخلص اور ہمدرد کے مشورے سے کرنا چاہتا تھا جو مجھے اکیلے اپنے بل پر بے پناہ رسک لے کر کرنا پڑ گئے۔ جہاں تک تمہاری بات ہے تو بھول جاؤ کہ اب تم میرے علاوہ کسی اور کی ہو سکتی ہو۔" وہ کچھ اور کہتے کہتے اچانک رکا۔ "خیر! اس پر بعد میں بات کریں گے۔" وہ شاید ایک بار پھر جذباتی ہونے لگا تھا لیکن خود ہی اپنے آپ کو روکا۔ ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے اس نے خود کو بولنے کے لیے تیار کیا۔

"سارہ کو طلاق دینے کا فیصلہ میں نے ملائیشیا میں ہی کر لیا تھا۔ بہت پہلے۔" اس نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا اور خزران پہلے ہی جملے پر چونک گئی۔

"بہت پہلے کیوں؟"

"میں ہمیشہ کے لیے ملائیشیا چھوڑ کر دوبارہ پاکستان آیا' صرف اسی منصوبے پر عمل درآمد کرنے کے لیے۔ میں نے اپنی لگی بندھی بہت عمدہ جاب چھوڑ دی۔ کیونکہ پاکستان آنا ناگزیر ہو گیا تھا۔ البتہ سارہ میرے ایسے کسی منصوبے سے قطعاً لاعلم تھی بلکہ اسے اب تک نہیں پتا تھا کہ ہماری علیحدگی کے پیچھے اصل وجہ کچھ اور تھی۔ مجھے تم سے یہ سب شیئر کرتے ہوئے بہت ہمت درکار ہے خزران! شاید کچھ معاملات میں مرد ہوتے ہی تنگ نظر اور روایتی ہیں۔ میں بھی عام مردوں سے مختلف تو نہیں ہوں۔" وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسائے بہت کچھ کہنے کو تیار لگا۔

"جب تمہاری یاسر سے شادی ہوئی' میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا کہ مجھ پر غم کا کیسا پہاڑ ٹوٹا تھا۔ وہ ایک سال میں موت اور زندگی کی کشمکش میں جھولتا رہا۔ تمہاری جدائی کے صدمے کو جھیلتے جانے کب دمے کا مریض بن گیا' پتا ہی نہیں چلا۔ کھانستے کھانستے سینہ چھلنی ہو جاتا اور میں بے دم ہو کر گر پڑتا۔ کبھی کبھی یہ حالت ہو جاتی کہ مصنوعی آکسیجن دلانے کے لیے آدھی رات کو دوست ایمرجنسی میں لیے پھرتے۔ جیسے تیسے ایک سال گزرا اور میں پہلی چھٹی پر پاکستان آیا۔ اماں اور ابا کو پہلا شک یہی گزرا کہ شاید میں نشے کا عادی ہو چکا ہوں۔ لیکن جب میں نے طبیعت کا بتایا تو انہوں



Copied From Web

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے میرے۔ مسئلے کا حل شادی نکلا اور دونوں دنوں میں نہ صرف سارہ سے رشتہ بلکہ شادی بھی انجام پاگئی۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ پہلے دن سے ہی میں نے سارہ کو اپنی پلکوں پہ بٹھالیا تھا یا پہلی ہی نظر میں وہ میرے دل میں سما گئی تھی۔ مجھے اس کا عادی ہونے میں کچھ وقت لگا تھا لیکن میں نے اس پر کبھی یہ بات ظاہر نہیں ہونے دی اور وقت گزرنے کے ساتھ وہ اپنی اچھائیوں کی بدولت میرے دل میں جگہ بناتی گئی۔ بظاہر تو سب کچھ بہت نارمل انداز میں آگے بڑھ رہا تھا لیکن میری بدنصیبی نے شاید میرا پیچھا نہ چھوڑنے کی قسم کھالی تھی۔

ہماری شادی کو تین برس گزر گئے تھے لیکن ابھی تک اولاد کی خوشی نصیب نہیں ہوئی تھی۔ مجھے تو حالانکہ ابھی یہ معاملہ زیادہ سنجیدہ نوعیت کا نہیں لگا لیکن سارہ کو کافی تشویش لاحق تھی۔ میں اس سے کہتا ابھی وقت ہی کتنا گزرا ہے لیکن وہ میری ایک نہیں سنتی اور ڈاکٹروں کے پاس جانا شروع کردیا۔ تقریباً سب ہی ڈاکٹرز نے ہم دونوں کے ٹیسٹس تجویز کیے لیکن میں اپنی آفس ٹائمنگ اور کچھ سستی یا لاپروائی کہہ لو کہ اس کام کے لیے وقت نہیں نکال پایا اور وہ اپنی ٹریٹ منٹ وغیرہ میں مگن رہی۔

پانچویں سال کہیں جاکر سارہ کے انتہائی فورس کرنے پر بالآخر میں نے اپنا ٹیسٹ کروایا تو یہ بری خبر بم بن کر ہم دونوں پہ پھٹی کہ پرابلم مجھ میں ہے۔ شروع شروع میں میں نے علاج وغیرہ کو کافی سنجیدگی سے لیا، اور متواتر کئی ٹیسٹ کروانے کے بعد رپورٹ میں بہتری کے آثار بھی دکھائی دیے لیکن اولاد کی خوشی پھر بھی نصیب نہیں ہورہی تھی۔ سارہ اب بہت مایوس اور ناامید رہنے لگی تھی۔ اسے تو کسی علاج کی ضرورت تھی نہیں اس نے بس عبادت اور وظائف وغیرہ کا سہارا لے لیا۔ لیکن علاج اور دعاؤں کا بھی کوئی نتیجہ نہ پاکر وہ پھر مایوسی میں ڈوبنے لگی۔

وہ اس معاملے کو اتنی سنجیدگی سے لینے لگی تھی کہ شاید اب یہ اس کے لیے زندگی اور موت کا سوال بن گیا تھا۔ سردرد اور ہائی بلڈ پریشر جیسے اسے چپک ہی گئے تھے۔ وہ فرسٹریٹڈ ہوکر مجھ پر بھی چلانے لگی تھی۔ کبھی گھنٹوں ۔۔۔ روتی۔ اسے بہلانے کے لیے میں نے ہر سہولت گھر میں مہیا کی لیکن اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہوچکا تھا۔ میں اس کا ذہن بٹانے کے لیے ہوٹلوں، اور تفریحی مقامات پر لے جاتا، فلمیں دکھاتا لیکن وہ ہر جگہ غائب دماغ ہی رہتی۔ نہ اسے کسی اور چیز میں دلچسپی تھی نہ کسی قسم کا شوق اور لگن دکھائی دیتا۔ میں سخت پریشان تھا۔ اسے نارمل رکھنے کی ہر تدبیر بے کار گئی تھی۔ وہ زندہ تھی لیکن زندگی کی رنگینی و رعنائی سے قطعاً عاری۔

ہاں یہ میں مانتا ہوں کہ مجھ سے وہ پیار بھی کرتی تھی، میرا خیال بھی رکھتی تھی اور کبھی کبھی اس بات پر حد سے زیادہ پشیمان بھی ہوتی تھی کہ وہ اپنے رویے سے میرا دل دکھا رہی ہے۔ کبھی وہ بچے کے لیے روتی تو کبھی میرے لیے۔ کوشش تو کرتی تھی کہ اپنا دکھ مجھ سے چھپالے لیکن ناکام رہتی کیونکہ بے اولادی کا دکھ اکثر ہی میری محبت پہ حاوی ہوجاتا۔ میں نے ایک آخری کوشش کے طور پر ایک مرتبہ پھر سنجیدگی سے اپنا علاج شروع کردیا لیکن ڈاکٹرز سے تفصیلی ڈسکشن کے بعد یہی سمجھ میں آیا کہ کامیابی کے چانسز بیس یا پچیس فیصد ہیں۔ یعنی ایک موہوم سی امید پر ہم مزید کئی سال بچے کی راہ دیکھیں اور اس کے نتیجے میں بھی معلوم نہیں کامیابی نصیب ہوتی یا نہیں۔

ادھر سارہ کے لیے "انتظار" ایک تکلیف دہ لفظ بن گیا تھا۔ میں نے سارہ سے کہا کہ ہم بچہ گود لے لیتے ہیں۔ فضہ بھابھی ان دنوں امید سے تھیں اور میں نے عرفان بھائی اور بھابھی سے بات بھی کرلی تھی۔ دونوں اپنا تیسرا بچہ ہمیں دینے کے لیے تیار تھے۔ لیکن سارہ نے صاف کہہ دیا کہ وہ کسی قیمت پر کسی اور کا بچہ نہیں پالے گی۔

اس وقت پہلی بار میں سوچ میں پڑ گیا کہ جب ہماری اپنی اولاد ہونے کے چانسز انتہائی کم ہیں اور سارا کسی اور کا بچہ بھی گود لینے کو تیار نہیں تو پھر سارا کی بیماری اور



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پریشانی کا تیسرا حل کیا ہے۔ کبھی کبھی مجھے روایتی انسانی رویوں پر بہت حیرت ہوتی ہے یا شاید میں ہی دنیا سے انوکھا ہوں۔ سارہ سے مجھے ویسے کوئی شکایت نہیں تھی لیکن بچہ گود لینے کے معاملے پر اس کا جو رویہ تھا، اس نے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کیا۔ اگر عیب سارہ میں ہوتا تو بچہ گود لینے کا یہی مشورہ اس کی طرف سے آتا۔ تب بے اولادی کے دکھ پر شوہر کی دوسری شادی کی پریشانی جاری ہوجاتی اور عدم تحفظ کا احساس سب سے پہلے اسے بچہ گود لینے پر اکساتا، لیکن خیر۔" عازم نے ایک گہرا سانس لیا۔ "اس کی سوچ پر میں نے اسے معاف کیا۔

کچھ دن بعد کی بات ہے۔ میں آفس میں تھا اور سارہ گھر پر اکیلی۔ اس کا بلڈ پریشر خطرناک حد تک ہائی ہوگیا۔ میں گھر آیا تو اس کی حالت بہت خراب تھی۔ میں فوری طور پر اسے اسپتال لے گیا۔ اس دن میں یہ سوچ کر بہت پریشان ہوا کہ اگر اکیلے میں خدانخواستہ اسے کچھ ہوجاتا تو میں شاید زندگی بھر خود کو معاف نہیں کرپاتا۔ اس کے بعد اگرچہ اس نے بلڈ پریشر کی دواؤں کا ریگولر استعمال شروع کردیا تھا۔ جس سے خطرے کا امکان کم ہوگیا لیکن اس کی ذہنی پریشانی جوں کی توں تھی۔ میں نے پاکستان واپسی کے متعلق سنجیدگی سے سوچنا شروع کردیا۔

میری پہلی کوشش یہ تھی کہ سارہ کو اکیلے پن سے نجات دلائی جائے۔ بھائی بہنوں، ملنے جلنے والوں میں وقت گزار کر یقیناً" وہ نارمل لائف گزارنے کے قابل ہوسکتی تھی۔ اور وقتی طور پر وہ بہل بھی گئی، لیکن افسوس کہ یہ سلسلہ ڈیڑھ، دو ماہ ہی کامیابی سے چلا اور میں سمجھ گیا کہ سارہ کی زندگی کا خلا اس حقیقی خوشی سے ہی پورا ہوسکتا ہے، جو میں اسے نہیں دے سکتا۔ تب جی کڑا کرکے دوسرے مرحلے پر میں نے اپنا رویہ اس کے ساتھ تبدیل کیا۔ میرا ارادہ روز کے لڑائی جھگڑوں سے آغاز کرکے نوبت علیحدگی تک لانا تھا۔

دراصل میں نہیں چاہتا تھا کہ سارہ کو حقیقت بتاکر پلان کرکے طلاق دوں۔ اس طرح وہ عمر بھر اپنے ضمیر کی مجرم رہتی۔ وہ دوسرے، گھر خوش رہ پاتی اور نہ اولاد پاکر بھی خوشی حاصل کرسکتی۔ ساری عمر یہ سوچ کر نادم رہتی کہ اس نے میرا دل توڑ کر اولاد پائی ہے۔ اب بھلا کسی کو ادھوری خوشی دینے کیا فائدہ۔ بہتر تھا کہ وہ پوری طرح مجھ سے بدظن ہوجاتی۔ اس لیے میں نے سنگ دل شوہروں جیسا رویہ اپنالیا۔ جس پر وہ دن رات یہ سوچنے لگی کہ ایک تو کمی بھی عازم میں ہے اوپر سے رویہ بھی اسی کا برا ہے۔ میں آخر کس بنیاد پر اس کے ساتھ رہوں۔ اس نے مجھ سے بلاتردد علیحدگی کا مطالبہ کردیا۔ اس طرح میرا منصوبہ کامیاب رہا۔

جہاں تک تمہارا معاملہ ہے تو مجھے ملائیشیا میں صرف اتنا پتا چلا کہ یاسر نے دوسری شادی کرلی ہے وہ بھی لبنیٰ بھابھی کے بھائی حمزہ سے۔ سارہ نے مجھ سے یہ بات شیئر نہیں کی حالانکہ اس کا یہاں سب سے رابطہ تھا۔ اسے یقیناً" پتا چلا ہوگا لیکن مجھے اس نے نہیں بتایا۔ مجھے یہاں آکر فضہ بھابھی اور اماں سے یہ بات پتا چلی کہ یاسر نے تمہیں طلاق دے کر دوسری شادی کی ہے اور یہ بھی کہ تم ابھی تک سسرال میں رہتی ہو۔ بلکہ عین اسی دن پتا چلا جب میں لبنیٰ بھابھی کا پارسل لے کر تمہارے ہاں آیا تھا۔"

خزران نے کافی غائب دماغی سے عازم کے آخری جملے سنے۔ ذہن ایک ہی نہج پر سوچے جارہا تھا۔ عازم کے انکشافات نے اسے ہلا کر رکھ دیا۔ اتنی بڑی قربانی کوئی کیسے دے سکتا ہے۔

"سارہ کی دوسری شادی کا سن کر تمہیں کیسا لگا؟"

اس نے بے ساختہ سوال کیا تو عازم مسکرانے لگا۔

"خوشی ہوئی تھی سن کر۔ بس اللہ سے ایک ہی دعا ہے کہ اس نے سارہ کے نصیب میں اولاد کا سکھ لکھا ہو۔"

"کس کس کو پتا ہے عازم؟"

"کسی کو نہیں۔ میں نے کہا نا، مرد کچھ معاملوں میں بڑے تنگ نظر ہوتے ہیں۔ اپنے گھر، خاندان سے اسی لیے تو لعن طعن سن رہا ہوں۔ سب ہی کو لگتا ہے سارہ پر ظلم ہوا ہے۔ البتہ جب سے اس کی شادی کا سنا



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے قدرے خاموش ہو گئے ہیں۔ اور ایک دن بھول بھال جائیں گے اور کیا۔"

وہ لاپروائی سے ہنسا تو خزران بغور اسے دیکھنے لگی۔ وہ جب کھل کر ہنستا تھا تو اس کی آنکھوں کے بیرونی سروں پر کنپٹی کے قریب تین تین لائنیں ابھر آتی تھیں۔ خزران ہمیشہ اسے کہتی عازم جب تم ہنستے ہو تو تمہاری آنکھیں بھی ہنستی ہیں۔ آج بڑے دنوں بعد اس نے عازم کو غور سے دیکھا۔

"خود کو تنگ نظر مت کہو عازم! میں جانتی ہوں تم نے سب سے یہ بات کیوں چھپائی ہو گی۔" خزران نے قدرے توقف کے بعد لب کشائی کی۔

"اچھا!" وہ ہنسا۔ "تو مجھے جاننے والی حسیں بیدار ہونا شروع ہو گئیں؟"

"تمہیں پتا تھا کہ اگر تم نے عرفان بھائی یا پھپھو وغیرہ سے یہ بات شیئر کی تو وہ سب تمہیں اس اقدام سے روکیں گے۔ جبکہ تم تو سارہ کو ایک عظیم خوشی دینے کی ٹھان چکے تھے۔ یہ تمہاری تنگ نظری نہیں بلکہ اعلا ظرفی ہے کہ تم نے اس معاملے کو دنیا میں نہیں اچھالا۔ ورنہ احسان کر کے ڈھنڈورا پیٹنا تو عام رواج ہے یہاں کا۔"

"نہیں رازی!" عازم ایک آہ بھر کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "اس معاملے کو خود تک رکھنا اس لیے بھی بہت ضروری تھا کہ ہر کسی کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ میرا اور سارہ کا معاملہ قدرے الگ تھا ورنہ طلاق ایسے مسئلے کا حل ہونا نہیں چاہیے۔ کئی بے اولاد جوڑے پوری زندگی ایک دوسرے کے ساتھ پورے اطمینان اور صبر و شکر سے گزار رہے ہیں۔ جو میرے ساتھ ہوا وہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔ طلاق میاں بیوی کے کسی بھی معاملے کا آخری سے بھی اگلا آپشن ہونا چاہیے۔ طلاق جیسے ناپسندیدہ عمل کے متعلق یہ میری ہمیشہ سے رائے تھی لیکن افسوس کہ میری اپنی ہی زندگی اس حادثے سے دوچار ہو گئی۔"

"سارہ نے بھی رپورٹس وغیرہ کے معاملات کبھی کسی سے ڈسکس نہیں کیے۔ اس معاملے میں وہ بھی تعریف کی حق دار ہے۔" خزران ابھی تک معاملے کی باریکیوں میں کھوئی تھی۔

"ہاں۔ ہماری فیملی کی حد تک مانتا ہوں اس نے کبھی کسی سے یہ بات شیئر نہیں کی۔ لیکن اس کی اپنی فیملی یقیناً اس سے لاعلم نہیں تھی۔"

"تمہارا اندازہ ہے یا؟"

"پکچو ئیلی۔ میرے طلاق کے فیصلے کے بعد میرا خیال تھا کہ میرے سسرال کی طرف سے کافی شور ہنگامہ ہو گا لیکن جب اس طرف سے کوئی خاص منفی ردعمل سامنے نہیں آیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ اس حقیقت سے یقیناً واقف تھے۔ اللہ جلد سارہ کی گود ہری کرے۔ تب تو ساری دنیا خود بخود جان جائے گی کہ پرابلم کہاں تھی۔"

وہ آخری جملے پر ہنسا تو خزران نے بہت اندر کہیں درد اٹھتا محسوس کیا۔ آنکھوں میں اچانک نمی سی تیر گئی۔ اس نے بمشکل اپنے آنسو ضبط کیے۔

"کتنا بدگمان ہو گئی تھی میں عازم سے۔ یہ تو آج بھی وہی عازم ہے۔ ساری دنیا کا درد اپنے اندر محسوس کرنے والا۔ دوسروں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے سوائے اپنے سب کے لیے جلنے کڑھنے والا۔ میرا عازم۔" وہ جذباتی سی ہو کر چند قدم آگے بڑھ کر اور اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"سوری عازم! میں سچ مچ تم سے بہت بدگمان ہو گئی تھی۔"

"ہاں اتنی کہ کسی اور کا ہاتھ تھامنے کو بھی تیار ہو گئیں۔" اس نے ہلکا سا طنز کیا۔

"مجھے دوسری شادی کی قطعاً کوئی خواہش نہیں ہے عازم!" وہ ایک دم رونے والی ہو گئی۔ "بھیا بہت پریشر ڈال رہے تھے ہر بار ایک ہی بات مجھے لگا شاید دوسری شادی ناگزیر ہے۔" اس کا لہجہ بھیگا بھیگا سا تھا۔

عازم نے بھرپور دلچسپی سے اس کی حالت پر نظر ڈالی۔

"دوسری شادی تو ناگزیر ہے محترمہ! یاد ہے میری آخری بات جو میں کہتے کہتے اس وقت رک گیا تھا۔" عازم نے کچھ دیر پہلے کا اپنا جملہ یاد دلایا لیکن وہ حیران



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

حیران اسے دیکھنے لگی۔

"ثاقب صاحب کی تو کسی سے بھی شادی ہو سکتی ہے لیکن اگر تم نے میرا ہاتھ نہ تھاما تو سوچ لو کہ عمر بھر کے لیے اکیلا رہ جاؤں گا۔ سارہ نے میرے ساتھ سات سال کی اذیت اس لیے کاٹی کیونکہ میں اپنی پرابلم سے لاعلم تھا۔ لیکن اب جانتے بوجھتے کسی لڑکی کی زندگی کسی قیمت پر تباہ نہیں کر سکتا۔ اس وقت صرف تم ہو' جس کا ساتھ میں قبول کر سکتا ہوں۔ اللہ تمہارے بچوں کو سلامت رکھے' تم اس دولت سے محروم نہیں ہو۔ بلکہ تمہاری بدولت میرا گھر بھی ہرا بھرا ہو جائے گا۔" عازم نے وضاحت کی تو خزران نے سر جھکا لیا۔

"اور ہاں!" دو قدم مزید آگے آ کر عازم نے انگلی سے اس کا چہرہ اوپر کیا۔ "ایک وجہ اور بھی تو ہے تمہارا ساتھ چاہنے کی۔ جو ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔ اس دنیا کے ہر جھنجٹ' ہر مسئلے سے اوپر' ہر شے پر حاوی اور مقدم۔ صرف میرے اور تمہارے درمیان۔"

وہ دھیمے لہجے میں نہایت رسان سے اس کے کانوں میں رس گھول رہا تھا۔ خزران کی سانسیں تھمنے لگیں۔ وہ سامنے کہاں تھا وہ تو اس کے اندر بول رہا تھا۔ وہ دوسری وجہ جو عازم کے لبوں پہ تھی۔ صدیوں سے خزران کی نس نس میں بسی تھی۔ نہ اسے اظہار کی ضرورت تھی نہ وہ الفاظ کی محتاج تھی۔

"وقت کے ظالم ہاتھوں نے تمہیں بہت دور جا کر کھڑا کر دیا تھا رازی! میں بس مرا نہیں تھا تمہاری جدائی میں۔" وہ درد سے چور لہجے میں بولنے لگا۔ "تم سے دوری میں درد کی کن انتہاؤں کا چھوا ہے' لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ یاسر نے تمہیں چھوڑا تو اپنے زندہ بچ جانے کا راز سمجھ میں آیا۔ اور ابھی میں قدرت کے رازوں کو معنی پہنانے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ تم نے مجھے ٹھکرا دیا۔ مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا دیکھ سکتی ہو رازی! تو چلی جاؤ اس بار بھی منہ موڑ کر۔ تمہارے ہاتھوں آئی موت میں۔"

"بس کرو عازم!" خزران نے بے ساختہ اس کے ہونٹوں پہ اپنا کانپتا ہاتھ رکھا اور پھر اس کے شانے سے لگ کر بے تحاشا روئے چلی گئی۔

عازم کی اپنی آنکھوں میں بھی نمی تیر گئی۔ اماں سے خزران اور ثاقب کے رشتے کا پتا چلا تو کیفیت ہی کچھ مرنے جیسی ہو گئی تھی۔

عازم نے نرمی سے خزران کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسے خود سے تھوڑا سا الگ کیا۔

"ایک بات بتاؤ۔" عازم نے سینے پہ ہاتھ باندھ کر سہولت سے دیوار سے ٹیک لگائی۔

"کہو۔"

"میرا پروپوزل تمہیں قبول ہے نا...؟"

"تمہارا پروپوزل...!" خزران نے ناخن کھرچتے ہوئے پرسوچ انداز اپنایا اور لہجے کو سنجیدہ بنایا۔

"ایک ساتھ دو لوگوں کا پروپوزل کیسے قبول کر سکتی ہوں۔ میرا رشتہ تو ثاقب سے ہو چکا...." وہ اب چڑانے کے موڈ میں آ گئی تھی اور عازم بھی سچ مچ غصہ کھا گیا۔

"تم ابھی تک اس ثاقب کی بات کر رہی ہو۔"

"میرا اس سے رشتہ طے ہوا ہے۔ ایسے کیسے کمٹمنٹ توڑ دوں۔" وہ مسکرانے لگی۔

"شرم تو نہیں آتی' بار بار اس کا نام لے رہی ہو.... اور کمٹمنٹ کیسے ٹوٹتی ہے' ابھی بتاتا ہوں۔" عازم نے آگے بڑھ کر مضبوطی سے اس کی کلائی پکڑی۔

"اف' چھوڑو عازم...!" خزران نے کلائی چھڑوائی۔ "بالکل جنگلی ہو قسم سے۔"

"اب لو گی اس کا نام...." وہ ڈھٹائی سے ہنسنے لگا۔

"توبہ میری...." خزران بھی مسکراہٹ نہ روک سکی۔ "اس کا معاملہ اب تمہاری دردسری ہے.... میرا کیا لینا دینا۔" وہ سرخ چہرہ لیے نیچے دیکھ رہی تھی۔

عازم نے اندر تک سکون اترتا محسوس کیا تھا۔

"یو آر سو سویٹ...!" وہ دیوار سے ہٹ کر ایک جذب سے آگے بڑھا کہ عین اسی وقت شور مچاتے رافع اور منال کمرے میں وارد ہوئے۔ عازم نے اپنے قدم وہیں روکے اور بچے بھی ٹھٹک کر رک گئے۔



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ارے انکل! آپ۔۔۔!" رافع نے پہچان کر نعرہ لگایا۔

"بس باس۔۔۔!" عازم نے آگے بڑھ کر اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا۔

"کہاں غائب ہو گئے تھے آپ لوگ۔ سنجیدہ دادی کتنا یاد کر رہی ہیں آپ دونوں کو۔" عازم نے مناہل کو پیار کیا۔

"آپ ہمیں لینے آئے ہیں۔۔۔؟" مناہل نے بیگ صوفے پر پھینکا اور تجسس سے سوال کیا۔

"جی بیٹا! ہم آپ کو لینے آئے ہیں۔" اس نے مناہل کو گود میں اٹھا لیا۔ "تم سے تو بچے بھی سمجھ دار ہیں۔" عازم نے ایک نظر مسکرا کر خزران کو دیکھا تو وہ اسے گھور کر بچوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

عازم اپنی جیپ پر گجرات آیا تھا۔ خزران نے دو روز کی چھٹی کی درخواست دی اور دوپہر کا کھانا کھا کر لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔

"انکل! ہماری مما سے کہیں ناں۔۔۔ پورے ہفتے کے لیے وہاں ٹھہریں۔ تین دن سے کیا ہو گا۔" رافع نے گاڑی میں پرجوش انداز میں فرمائش کی تو عازم ہنسنے لگا۔

"بہت جلد آپ لوگوں کو پورے ایک ماہ کی چھٹی کرائیں گے۔ فکر کیوں کرتے ہو؟"

"اچھا انکل۔۔۔ وہ کب۔۔۔؟ رافع نے خوش گوار حیرت سے سوال کیا۔

"بتاؤ ناں، کب کی ڈیٹ فکس کریں۔۔۔؟" عازم نے ذرا سی گردن موڑ کر خزران کو دیکھا تو وہ تنبیہہ کے انداز میں اسے گھورنے لگی۔

"عازم! ہم کوئی اور بات نہیں کر سکتے۔" وہ ہلکی آواز میں سمجھانے کی کوشش کرنے لگی۔

"ضروری ہے ڈیر۔ ہر کام سے بڑھ کر اہم۔ انہیں بچہ سمجھ کر ان سے کچھ شیئر نہ کرنا اور کوئی بڑا قدم اٹھا لینے کے بعد خود ہی فرض کر لینا کہ یہ ابھی بچے ہیں، انہیں کچھ سمجھ نہیں، انتہائی خطرناک بات ہے۔ بچے بڑوں سے کہیں زیادہ پر تجسس اور ارد گرد پر نگاہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ میرے، تمہارے معاملے میں پوری دنیا ایک طرف اور یہ دو ایک طرف۔ بھلے پوری دنیا کی نفی کر کے میرا ہاتھ تھام لو پروا نہیں، لیکن ان دو کی۔ ہرگز نہیں۔" اس نے بھرپور سنجیدگی سے انگلش میں کہا تھا اور جواباً خزران بھی قائل ہوتے ہوئے باہر دیکھنے لگی۔

"ہاں بھئی، کہاں بزی ہو گئے؟" عازم نے دوبارہ رافع کی طرف دھیان دیا۔

"جی انکل۔۔۔!"

"آپ کو لاہور اچھا لگتا ہے یا گجرات۔۔۔؟"

"لاہور زیادہ اچھا لگتا ہے۔ لاہور میں میرے بہت سے فرینڈز ہیں۔" خزران نے محسوس کیا کہ وہ عازم کے توجہ دینے پر بہت خوش ہو رہا تھا۔

"اچھا اور اپنی فیملی میں کس کس سے دوستی ہے۔" عازم نے گفتگو جاری رکھی۔

"فیملی میں۔۔۔" رافع نے پرسوچ انداز میں انگلی بجائی۔ "یسریٰ اور سندس تو گرلز والے گیم کھیلتی رہتی ہیں۔ عرفان انکل کے سنی اور شان سے میری بہت فرینڈشپ ہے، لیکن ہم وہاں بہت کم جاتے ہیں۔"

"آپ کو پتا ہے، میں سنی اور شان کے گھر میں رہتا ہوں۔"

"اچھا۔۔۔؟" رافع حیران ہوا۔ "مجھے پتا ہے آپ سنی اور شان کے چاچو ہیں۔ لیکن آپ کا گھر تو الگ تھا نا؟"

"آپ کی سنجیدہ دادی نے بلا لیا۔ وہ بیمار رہنے لگی ہیں۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ میں آپ سب کو بھی ان ہی کے پاس لے آؤں۔" عازم نے اصل مدعے کی تمہید باندھی۔ خزران نے گھبرا کر تھوک نگلا۔

"آپ کے گھر؟" رافع نے اپنی چمک دار آنکھیں پھیلائیں۔ "لیکن ہم تو ہمیشہ جنید ماموں کے گھر جاتے ہیں۔"

"آپ کے جنید ماموں کا گھر کافی چھوٹا سا ہے۔ ماموں کے لیے کافی پرابلم ہے۔ دادی کا گھر بڑا بھی ہے۔



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھر وہاں آپ کے دوست بھی ہیں۔ عرفان انکل اور فضہ آنٹی بھی آپ کا بہت خیال رکھیں گی۔ دادی کا پیار بھی ملے گا اور...“ وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اور کچھ سوچنے کے لیے لب چبائے۔

”دراصل! آپ کی سنجیدہ دادی کو لگتا ہے کہ منو اور رافع کو اپنے فادر کی کمی محسوس ہوتی ہے۔“

بالآخر اس نے کہہ دیا۔ خزران نے بے ساختہ آگے ہو کر رافع کے تاثرات دیکھے، لیکن وہ چپ تھا۔ عازم نے ایک نظر اسے دیکھا۔

”آپ کے فرینڈز جب اپنے فادر کا ذکر کرتے ہیں تو آپ کا دل بھی چاہتا ہے نا کہ آپ انہیں اپنے فادر کے متعلق بتائیں۔“

”جی...!“ اس نے پھر مختصر جواب کا سہارا لیا۔

”آپ نے اپنے فادر کے متعلق دوستوں کو کیا بتایا ہے؟“

”میں نے کہا کہ وہ باہر رہتے ہیں اور کچھ نہیں بتایا۔“ رافع کے ایک ہی جملے نے اس کے دل و دماغ کی ترجمانی کر دی تھی۔

اس کا مطلب تھا کہ وہ جانتا بھی ہے اور یہ بھی سمجھتا ہے کہ ایسی باتیں ہر کسی کو بتانے والی نہیں ہوتیں۔ گھر میں سب اس بات پر متفق تھے کہ بچوں کا کوئی ایشو نہیں ہے، لیکن عازم کی سوچ، لوگوں کی اسٹینڈرڈ سوچ سے ہمیشہ کچھ اوپر سوچتی۔ وہ بچے جن پر انجانے میں نئی نئی تبدیلیاں مسلط کر دی جاتی ہیں اور خود ہی فرض کر لیا جاتا ہے کہ آہستہ آہستہ وہ انہیں قبول کر لیں گے، درحقیقت کتنی منتشر ذہنیت کے مالک ہو جاتے ہیں۔ عازم نے ہمیشہ پیش آنے والے مسائل کو ایک نفسیاتی معالج کی نظر سے دیکھ کر سلجھایا تھا اور بیشتر کا نتیجہ مثبت نکلا تھا۔

”اچھا ایک بات بتائیں۔“ عازم نے قدرے ٹھہر کر دوبارہ سلسلہ کلام جوڑا۔ ”آپ کو جنید ماموں کتنے اچھے لگتے ہیں؟“

”بہت اچھے۔ وہ کبھی غصہ نہیں کرتے اور ہمارے ساتھ پلے اسٹیشن بھی کھیلتے ہیں۔“

”اور میں...؟“

”آپ بھی بہت اچھے ہیں... آپ بھی جنید ماموں کی طرح خیال رکھتے ہیں لیکن آپ ماموں کی طرح ہمارے ساتھ گیمز نہیں کھیلتے۔“ اس نے منہ بنایا تو خزران کو ہنسی آگئی، لیکن ضبط کر لی۔

”اس کی وجہ ہے نا۔“ عازم نے تدبر سے جواب دیا۔

”وجہ...“ رافع نے بے ساختہ اسے دیکھا۔ خزران بھی حیرت سے سننے لگی۔

”ایکچوئلی آپ کے جنید ماموں بہت خوش رہتے ہیں کیوں کہ ان کی فیملی کمپلیٹ ہے، لیکن میری کوئی فیملی نہیں ہے، میں بالکل اکیلا رہتا ہوں نا اس لیے کبھی کبھی بہت اداس ہو جاتا ہوں۔“

”اوہ...!“ رافع نے ازحد رنج سے اس کی طرف دیکھا۔

”لیکن آپ کی سنجیدہ دادی نے میرے اس مسئلے کا ایک حل ڈھونڈا ہے۔“ عازم نے بات آگے بڑھائی۔

”اچھا... وہ کیا...؟“ رافع اسے دیکھنے لگا۔

”وہ چاہتی ہیں کہ آپ مجھے انکل کے بجائے بابا کہیں، تاکہ آپ کی فیملی بھی کمپلیٹ ہو جائے اور میری بھی...“ وہ ذرا دیر کو رکا۔ ”لیکن یہاں بھی ایک پرابلم ہے۔“ اس نے جی کڑا کر کے کہہ ہی دیا اور رافع جو بغور اس کی بات سن رہا تھا ایک دم چونکا۔

”کیا پرابلم انکل...؟“

”پرابلم یہ ہے کہ آپ کی ماما اس سے ایگری نہیں کرتیں۔ وہ کہتی ہیں کہ رافع اور منال کو فادر کی کوئی ضرورت نہیں... یا شاید انہیں آپ کے عازم انکل پسند نہیں۔“

”لیکن ماما نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی؟“ وہ ایک دم خزران کی طرف مڑا جو سانس روکے عازم کے لفظوں کے ہیر پھیر جانچ رہی تھی۔

”ماما! آپ کو انکل اچھے نہیں لگتے...؟“ اس نے حیرت بھری آنکھوں سے خزران کو دیکھا۔

”وہ بیٹا...!“ خزران نروس ہو کر عازم کو دیکھنے



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگی۔ تو ابا" اس نے غصے سے گھورا کہ کم از کم اتنا تو تیار رہنا چاہیے۔ لیکن وہ پھر بھی کچھ نہیں بول پائی۔

"آپ ماما کو چھوڑیں رافع! اپنی بات کریں۔ آپ کو دادی کے سجیشن پر کوئی اعتراض تو نہیں؟؟"

"وانکل۔۔۔ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کہ آپ کی فیملی نہیں ہے اور آپ اکیلے ہیں۔ آپ ہمارے پاس آجائیں پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں ماما کو بھی منالوں گا۔" وہ عازم کو ایسے تسلی دے رہا تھا جیسے وہ کوئی چھوٹا بچہ ہو اور اکیلے میں ڈر جاتا ہو۔

"تھینک یو بیٹا۔۔۔!" اس نے مسکراہٹ چھپا کر ایک چور نظر خزران پر ڈالی جو اسی کو دیکھ رہی تھی۔ بے ساختہ نظریں ملیں تو وہ گھبرا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ وہ لوگ لاہور پہنچے تو شام ہو چکی تھی۔

بچے بھاگ کر گھر میں چلے گئے۔ وہ گاڑی سے اتری۔ عازم نے گاڑی بڑھانی چاہی تو اس نے روکا۔ اور کھڑکی سے جھانک کر بولی۔

"تھینکس عازم۔۔۔ تم نے رافع کے معاملے کو بہت اچھے انداز میں سلجھایا۔ سوچ سوچ کر میری نیندیں اڑ جاتی تھیں۔ تم سچ مچ جادوگر ہو۔" اس کی تشکر سے آنکھیں بھیگ گئیں۔ عازم ایک گہرا سانس لے کر اس کے نزدیک ہوا۔

"میرے لیے ایک عام انسان بھی میری اپنی ذات سے بڑھ کر اہم ہوتا ہے رازی! تم جانتی ہو یہ بات۔۔۔ رافع تو پھر بہت اپنا بہت خاص ہے میرے لیے۔ تھینکس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"ہمیشہ ایسے ہی رہنا میرے بچوں کے لیے۔" وہ چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ عازم نے سر نفی میں ہلایا تو حیران ہو گئی۔

"صرف اپنے بچے سمجھو گی تو بہت مشکل ہے۔" وہ مسکرایا تو خزران ایک دم ڈھیلی ہو کر ہنسی۔ "سوری۔۔۔!"

☆ ☆ ☆

خزران جب سلمیٰ بھابھی کے بطن سے سنجیدہ کے ہاتھوں پر آئی تو ایک معصوم سا گلابی پھول تھی۔ سنجیدہ نے اسی لمحے خزران کو اپنے تین سالہ عازم کے لیے پسند کر لیا حتیٰ کہ اسپتال میں ہی نڈھال پڑی سلمیٰ بھابھی سے کہہ دیا کہ وہ اس پھول کو میرے عازم کی امانت سمجھ کر پالیں گی۔ سلمیٰ مسکرا دیں پھر پندرہ برس بعد دونوں کی رضا مندی کے ساتھ باقاعدہ رشتہ بھی کر دیا۔

اور آج۔۔۔ اس کی آمد کئی کڑے امتحانوں کے بعد اس گھر میں ہوپائی تھی۔ تشکر سے بھیگی آنکھوں کو پلو سے صاف کر کے وہ خزران کو لینے آگے بڑھیں۔ آج بھی وہ گلابی رنگ کے لباس میں ایک گلابی پھول ہی لگ رہی تھی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو خزران۔۔۔" فضہ بھابھی نے اس کے کان میں آہستہ سے کہا تو اس نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔ عازم نے ہلکا سرمئی تھری پیس سوٹ پہنا تھا۔ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ نکاح کی رسم جنید کے گھر چند قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں نہایت سادگی سے ادا کی گئی تھی۔

رخصتی کے وقت سمیعہ نے اسے بہت کہا کہ وہ رافع اور منائل کو ان کے پاس چھوڑ جائے لیکن وہ اس کے لیے تیار نہیں ہوئی۔ وعدہ تو کیا تھا ان کی زندگی میں باپ کا خلا پورا کرنے کا اور یہاں ماں ہی غائب ہو جاتی۔ تو وہ کیا سوچتے۔۔۔

رافع کو تو یہ بھی پتا تھا کہ آج اس کی ماما کی شادی ہے۔ خزران نے اسے یہ کہہ کر مطمئن کیا تھا کہ عازم کو ان کا بابا بنانے کے لیے اسے ان سے شادی کرنی پڑے گی۔ رافع نے سیانوں کے انداز میں سر ہلا کر رضا مندی ظاہر کر دی تھی۔

فضہ بھابھی اور سنجیدہ پھپھو نے اسے عازم کے کمرے میں لا بٹھایا تو بچے بھی اس کے ساتھ تھے۔ خزران نے بھابھی کو سختی سے منع کیا تھا کہ کمرے کو دلہنوں کی طرح نہ سجایا جائے۔ سادہ سا فرنیچر سلیقے سے رکھا تھا۔ رافع اور منائل پانچ دس منٹ ہی ٹک کر بیٹھے پھر کھیلنے کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے۔ خزران



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے کمرے کے در و دیوار پر ایک فرصت کی نگاہ ڈالی۔ یہ وہی کمرا تھا جہاں برسوں پہلے عازم نے پندرہ سالہ خزران سے اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا۔

وہ ایک گہری سانس لے کر ڈریسنگ ٹیبل کے قریب آئی۔ زیور تو اس نے بہت کم ہی پہن رکھے تھے۔ پھر بھی الجھن محسوس ہو رہی تھی۔ اس لیے اتار کر سامنے رکھ دیے۔ کمرے کے کونے میں اپنا سوٹ کیس پڑا نظر آیا۔ تھوڑی دیر پہلے شاید عرفان بھائی رکھ گئے تھے۔ اس نے اپنے لیے ایک نسبتاً "آرام دہ سوٹ" نکالا اور واش روم چلی آئی۔ بالوں میں پنوں کی بھرمار تھی۔ اس نے بالوں کو ہر چیز سے آزاد کر کے کنگھی کی اور کلپ لگالیا۔ اور ہاتھ منہ دھو کر باہر آگئی۔

عازم اس دوران کمرے میں آچکا تھا۔ گھڑی ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے ذرا سی گردن گھمائی اور پھر حیرت سے پورا گھوم گیا۔

"تم نے ڈریس تبدیل کرلیا۔۔۔؟"

"ہاں۔ کیا مطلب۔۔۔؟" وہ اس کے لہجے پر گھبرا گئی۔

"میں نے تو ٹھیک سے تمہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔" اس کا موڈ ایک دم آف ہو گیا۔

"تصویروں میں دیکھ لینا عازم! مجھے بہت الجھن ہو رہی تھی۔"

"عجیب ہو یار۔۔۔!" وہ سخت بدمزا سا ہو کر کوٹ اتارنے لگا۔ "دلہن کے روپ کا تو اپنا ایک حسن ہوتا ہے۔ اس کی تمام تیاری اپنے شوہر کے لیے ہوتی ہے۔ ایسے کیسے تم میرے آنے سے پہلے منہ تک دھو کر بیٹھ گئیں۔" اس کا موڈ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ خزران کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ کچھ دیر اور انتظار کرلیتی تو کیا جاتا۔ وہ اپنے آپ کو کوسنے لگی۔ معذرت کے لیے الفاظ ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت دروازہ بجا۔ عازم نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو فضہ بھابھی اس سے معذرت کرتی اندر آگئیں۔

"خزران! میں نے بچوں کے بستر بیٹھک میں لگا دیے ہیں۔ وہ سونے کے لیے چلے گئے ہیں۔ منال تمہیں بلا رہی تھی۔ چاہو تو پانچ، دس منٹ کے لیے ہو آؤ۔ تم جاؤ گی تو جلدی سو جائیں گے۔" وہ اس کے قریب آکر بتانے لگیں۔ خزران ان کے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں میں ابھی چلتی ہوں۔ منو میرے بغیر نہیں سوئے گی۔" وہ بنا عازم کی طرف دیکھے باہر آگئی۔

"بھابھی! یہ بیٹھک میں اکیلے کیسے سوئیں گے؟" وہ قدرے پریشان ہو کر انہیں دیکھنے لگی۔

"درمیان میں دروازہ ہے نا۔۔۔ تم فکر نہ کرو' میں آکر دیکھتی رہوں گی۔" انہوں نے کہا تو خزران نے اطمینان سے سرہلا دیا۔ دونوں ہی اس کا انتظار کررہے تھے۔ وہ لائٹ آف کرکے ان کے ساتھ لیٹ گئی۔

منال تو فوراً" ہی اس کے بازو پر سر رکھ کر اس سے چپک گئی۔ خزران سمجھ گئی کہ خوب تھکی ہوئی ہے' لیکن رافع صاحب کی کہانیاں ہی الگ تھیں۔ اس کی منی سے کسی بات پر لڑائی ہو گئی تھی۔ اب وہ لمبی چوڑی لڑائی کے آغاز سے مع ایک ایک ڈائیلاگ پورا معاملہ بتانے لگا۔

خزران کی پلکیں بھاری ہونے لگیں۔ لمبی لمبی جمائیاں لیتے اس نے جانے کتنی مرتبہ رافع کو ٹوکا کہ اب سوجاؤ' لیکن وہ تو جانے کب سویا' خود خزران کو گہری نیند آگئی۔

عازم کا گھڑی دیکھ دیکھ کر برا حال ہو گیا تو ٹی وی آن کرلیا' لیکن اب تو ٹی وی دیکھتے بھی گھنٹہ بھر ہو چکا تھا۔ گھڑی نے دو بجائے تو وہ مجبور ہو کر بیٹھک تک آیا۔ لائٹ آف تھی' لیکن کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہ تھوڑا سا اندر آیا۔ رافع قدرے دور سویا تھا اور وہ۔۔۔ منال کو اپنے بازوؤں میں لپیٹے بے خبر سوئی تھی۔ عازم نے مسکرا کر بے ساختہ ایک آہ بھری۔ اس کی میٹھی نیند میں خلل ڈالنا سراسر تہذیب کے خلاف لگا۔ وہ دروازے کو آہستہ سے بند کرکے واپس آگیا۔

پانچ بجے کے آس پاس اذان کی آواز اسپیکر میں گونجی تو خزران ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ پھپھو کا گھر مسجد



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے کافی قریب تھا۔ اس لیے آواز نہایت قریب سے سنائی دیتی تھی۔ اس کے لیے چونکہ نئی بات تھی تب ہی گھبرا کر اٹھی تھی۔ اتنی گہری نیند آجانے پر دل میں سخت پشیمانی محسوس کی۔

عازم کا خیال آتے ہی دل ایک دم اپ سیٹ ہوگیا۔ وہ تو رات بھی خفا سا تھا اور اب تو... وہ پریشانی سے ہونٹ کاٹتی باہر نکلی۔ ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔ وہ عازم کے کمرے تک آئی۔ ہلکا سا دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ نائٹ بلب کی روشنی میں اس نے دیکھا' عازم بیڈ پر اوندھا لیٹا ہوا تھا۔ وہ نظریں چرا کر باتھ روم چلی گئی۔ وضو کر کے کمرے میں واپس آئی۔ عازم کا انداز ہنوز تھا۔

اسے بے تحاشا ترس اور پیار آیا۔ پتا نہیں بے چارہ کتنی دیر جاگتا رہا تھا۔ اس نے جائے نماز کی تلاش کی۔ کہیں نظر نہیں آئی تو چادر بچھا کر ہی نماز ادا کرلی اور نماز پڑھنے کے بعد بھی وہیں بیٹھی رہی۔ دل ودماغ پر ایک ہی سوچ حاوی تھی کہ عازم جب جاگے گا تو اس کا ردعمل کیا ہوگا۔ جانے کتنا ناراض ہو...

باہر ہلکی کھٹ پٹ شروع ہوئی تو وہ باہر آگئی۔ پھپھو اور فضہ بھابھی اٹھ چکی تھیں۔ اب تو روشنی بھی اچھی خاصی ہوگئی تھی۔ وہ ایک نظر بچوں کو دیکھ کر واپس آئی۔ پھپھو باہر صحن میں چارپائی ڈالے بیٹھی تھیں۔ وہ ان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ فضہ بھابھی اپنی تین سالہ اریبہ کو سامنے بٹھا گئیں تو وہ اس سے کھیلنے لگی۔

"رات تو آرام سے گزری خزران!" انہوں نے پیچھے ہو کر اس کے لیے جگہ بنائی۔

"جی پھپھو..."

"اصل میں عازم کی تو یہی خواہش تھی کہ تمہیں اپنے گھر لے جائے۔ یہ تو میں نے ضد کر کے اپنی بات منوائی۔ برسوں پرانی خواہش تھی کہ تم یہاں میرے گھر دلہن بن کر آؤ۔ شکر ہے اس نے میری بات کا مان رکھا۔ ورنہ کہاں کسی کو خاطر میں لاتا ہے۔" وہ ہنسیں تو خزران نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"میں بھی خوش ہوں یہاں آکر۔"

"اچھا ہاں خزران... آج دوپہر کے کھانے پہ تمہارے پھوپھا نے کچھ مہمانوں کو بلایا ہے۔ بلکہ سب ہی مہمان وہی رات والے ہیں۔ تم نے اور عازم نے تقریب کی سادگی پر اتنا زور دیا تو ہم نے باقاعدہ ولیمہ کا اہتمام ہی نہیں کیا' لیکن ولیمہ کی دعوت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تم ناشتے وغیرہ سے فراغت پاکر ذرا تیار ہوجانا... بھاری کپڑے تو تم نے بنوانے ہی نہیں دیے' پھر بھی دیکھ لینا۔"

"آپ فکر نہ کریں... آپ کے لیے کوئی سوٹ نکالنا ہے' بتایئے پریس کرلیتی ہوں۔"

"ارے رہنے دو' فضہ نے کرلیا ہوگا۔" وہ مسکرادی۔

"خزران! ناشتا بن گیا ہے۔" فضہ بھابھی نے کچن سے آواز لگائی تو وہ ان ہی کے پاس چلی آئی۔

"پھپھو کا ناشتا مجھے دے دیں' میں تو ابھی..."

"وہ ہاں... تم تو عازم کے ساتھ ناشتا کروگی۔ سوری۔ مجھے خیال ہی نہیں رہا۔" وہ شوخی سے ہنس پڑیں۔ خزران نے ناشتے کی ٹرے پھپھو کے سامنے رکھی اور خود کمرے میں آگئی۔ عازم کو بے خبر سوتے دیکھ کر خزران کے دل کو کچھ ہوا۔ "شاید پوری رات نہیں سویا تھا۔"

وہ آہستہ سے سوٹ کیس باہر نکال لائی اور بیٹھک والے کمرے میں آگئی۔ یہاں بھی اٹیچ باتھ تھا۔ وہ نہا کر نکلی تو رافع اور منال جاگ چکے تھے۔ اس نے باری باری دونوں کو تیار کیا اور ناشتا بھی کروادیا۔ سوائے عازم کے سب ہی جاگ چکے تھے۔ سکینہ پھپھو کی فیملی بھی آئی تھی۔ اس وقت سارے بڑے کمرے میں جمع تھے۔ خزران نے جا کر سلام کیا اور باہر آگئی۔

صحن میں اچھی خاصی دھوپ آگئی تھی۔ سارا بچپن جس گھر کے آنگن میں کھیلتے گزرا تھا' آج اس کے بچے وہاں بھاگ دوڑ رہے تھے۔ اگرچہ ہونا تو یہی تھا۔ اس نے بیاہ کر اسی گھر میں آنا تھا اور ظاہر ہے اس کے اور عازم کے بچے اسی آنگن میں کھیلتے' لیکن یہ اس نے کب سوچا تھا کہ یاسر کے بچے ایک دن عازم



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے گھر پلے بڑھے ہیں گے۔ وہ قدرت کے نرالے کھیل پر بے ساختہ مسکرائی۔

کمرے سے نکلتا عازم دروازے میں ہی ٹھٹک کر رک گیا۔ سامنے برآمدے میں چارپائی کے کونے پر بیٹھی خزران سچ مچ کوئی آسمان سے اتری حور معلوم ہو رہی تھی۔ اس کا اورنج اور براؤن سوٹ اور کھلتا ہوا خوب صورت چہرہ پورے ماحول میں جان ڈال رہے تھے۔ گیلے بال شانوں پر پھیلے تھے۔ سیاہ آنکھیں عجیب بھیگی بھیگی اور نشیلی سی لگ رہی تھیں۔ آج تو لپ اسٹک بھی خوب شوخ سی لگا رکھی تھی۔ عازم نے عرصے بعد خزران کا یہ روپ دیکھا تھا۔ دل و دماغ سے ایک دم ساری تھکان اتر گئی۔

"کیا کہنے زوجہ محترمہ کے۔۔۔ صرف نکاح نامے پر دستخط اور عازم حیدر کے نام سے جڑنے کے بعد حسن کا یہ عالم ہے۔ ابھی تو محبت کے دو بول بھی کہنے کا موقع نصیب نہیں ہوا۔ تب کیا رنگ لائے گا یہ حسن۔۔۔ الٰہی خیر۔" وہ خوب ترنگ میں اس کے سامنے آیا۔

"کہاں کھوئی ہو ظالم حسینہ!" عازم کی اچانک ہی آواز سنائی دی تو وہ بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ عازم نہا دھو کر نئے کپڑے بھی پہن چکا تھا۔ "یہ کب اٹھا۔۔۔؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے سوچنے لگی۔

"کیا اتنا پیارا لگ رہا ہوں کہ نظر نہیں ہٹ رہی۔" وہ ہنسا تو خزران جھینپ گئی۔ "تم کب اٹھے۔۔۔؟"

"بس آدھا گھنٹہ ہوا۔۔۔ ناشتا کر لیا تم نے۔۔۔؟" وہ اسے بھرپور توجہ سے دیکھ رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔ تت۔۔۔ تمہارے جاگنے کا انتظار کر رہی تھی۔" نئے رشتے کا بہت ہی ٹھنڈا میٹھا احساس اندر کہیں جاگا تو نظریں بے ساختہ جھک گئیں۔

"بھابھی سے کہوں پھر۔۔۔؟"

"نہیں۔ میں خود لے آتی ہوں۔ تم اندر جاؤ۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں ساتھ آؤں۔۔۔؟" وہ شوخ ہو کر آگے بڑھا۔ خزران نے گھبرا کر آس پاس دیکھا۔

"توبہ! کتنا ڈرتی ہو۔۔۔ بوائے فرینڈ تو نہیں ہوں تمہارا۔" وہ ہنستے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ مسکراہٹ دبا کر کچن چلی گئی۔

"چائے تم نے تو نہیں بنائی۔" اس نے ناشتے کی ٹرے سامنے رکھی تو عازم نے پہلا سوال یہی کیا۔

"آج تو میں نے نہیں بنائی، لیکن آگے کیا کرو گے، پھر تو روز مجھے ہی بنانی ہے۔" وہ پہلی مرتبہ اس کے ساتھ مسکرائی۔

"یعنی سیکھنے کا بھی کوئی ارادہ نہیں۔۔۔؟"

"اپنی چائے خود بنا لینا۔" وہ مسکرا کر اس کے لیے ناشتا نکالنے لگی۔ عازم نے نظریں اس کے چہرے پر جمائیں۔ پورے حق سے خزران کو دیکھنے کی یہ پہلی صبح۔ بہت حسین تھی۔ وہ اس کا ایک بھی پل ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"ایسے ہی شوخ رنگ پہنا کرو۔ آج سالوں بعد پھر سے فلمی ہیروئن لگ رہی ہو۔ پتا نہیں کیسے گھسے پٹے حلیے میں رہنا شروع کر دیا تھا۔"

"مجھے شوخ رنگ اچھے نہیں لگتے۔۔۔ یہ کچھ ڈریسز تو بھابھی نے خریدے تھے تب ہی۔۔۔"

"تو بس۔۔۔ ایسے ہی ڈریسز پہنا کرو۔ میری پسند ایسی ہے۔" وہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔

"تم تو ہو ہی۔۔۔" روانی میں کچھ کہتے کہتے اس نے اپنی زبان کو بریک لگائی۔ عازم نے قہقہہ لگایا۔

"رنگین مزاج۔۔۔؟" عازم نے جملہ پورا کیا تو وہ جھینپ گئی۔

"پر اب تو تم آگئی ہو رنگین مزاجی کا ستیاناس کرنے۔" جانے کیا تھا عازم کے لہجے میں۔ اس نے چونک کر نظر اٹھائی۔ بظاہر تو نارمل ہی رہا تھا، لیکن جانے کیوں خزران کو لگا اس کا جملہ کچھ خاص معنی لیے ہوئے ہے۔ اس نے سوچنے کے لیے تھوڑا سا وقت لیا، پھر نظر اٹھائی۔

"سوری عازم! رات مجھے پتا نہیں کیسے بچوں کے پاس نیند آگئی۔ آنکھ اذان کے وقت کھلی۔ تم بہت گہری نیند سوئے تھے۔" خزران بات کے دوران اسی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ صرف ہلکا سا مسکرایا تھا۔ ہونٹوں



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پہ بڑی مبہم سی مسکراہٹ پہ "نوکمنٹس" کی تحریر بہت واضح تھی۔

دوپہر کو ولیمہ کی سادہ سی تقریب تھی۔۔۔ بھابھی اور فضہ نے اس کے لیے فیروزی سوٹ پسند کیا جو باقیوں سے قدرے بھاری تھا۔ عازم سفید کاٹن کے سوٹ میں بلا کا جاذب نظر دکھائی دے رہا تھا۔ سارا دن اسی کی نذر ہوگیا۔ شام تک وہ بری طرح تھک گئی۔ مہمان رخصت ہوئے تو اس نے کمرے میں آکر پہلا سکون کا سانس لیا۔

عازم کے دوستوں نے ریسٹورنٹ میں پارٹی مانگی تھی' وہ انہیں ڈنر کرانے باہر چلا گیا تھا۔ خزران نے کپڑے تبدیل کرنے کے لیے سوٹ کیس کھولا تو عازم کی بات یاد آئی۔ لائٹ براؤن سوٹ کی طرف اس کا بڑھتا ہاتھ وہیں رک گیا۔ جانے کیا جادو اور کیسی تاثیر ہوتی ہے شوہر کی بات میں' عورت جی جان سے اس کے رنگ میں رنگنے کو تیار ہوجاتی ہے۔ خزران نے آتشی گلابی سوٹ کو عازم کی نظروں سے دیکھا اور مسکراتے ہوئے وہی نکال لیا۔

"ماما! یہ سارے پیارے پیارے ڈریسز آپ کے ہیں؟" مناہل تیاری کے دوران اس کے ساتھ ساتھ چپکی ہوئی تھی۔ خزران نے گود میں بٹھا کر خوب زور سے اس کا گال چوما۔

"جی میری جان۔۔۔ اچھا جاؤ رافع کو بلا لاؤ' کہاں غائب ہے وہ؟"

"سنی اور شان کے روم میں ہے۔ ابھی بلا لاتی ہوں۔" وہ باہر دوڑ گئی۔

"جی ماما! آپ نے بلایا۔" رافع فوراً" ہی آگیا۔

"ہاں بیٹا! کہاں غائب ہو صبح سے؟" اس نے رافع کو پاس بٹھایا۔

"آپ بزی تھیں تو اس لیے سنی وغیرہ کے کمرے میں بیٹھا رہا۔"

"ارے۔۔۔!" وہ حیران ہوگئی۔ "میں تو سمجھ رہی تھی تم سب کھیل رہے ہو' اچھا کھانا کھایا تم نے؟"

"کھانا بہت اسپائسی تھا۔ مجھ سے کھایا نہیں جارہا تھا۔"

"اوہ۔۔۔" خزران نے سیٹی کے انداز میں ہونٹ سکیڑے۔ قورمہ شاید باہر سے پکوایا تھا' واقعی تیز مسالے دار تھا اور پلاؤ تو رافع کو پسند ہی نہیں تھا۔ اسے شدت سے اپنی لاپروائی کا احساس ہوا۔

"اچھا بیٹھو' میں تم دونوں کے لیے کھانا لاتی ہوں۔"

اس نے کچن میں آکر بھابھی کے بنے سالن میں سے پلیٹ نکالی اور نان اٹھائے۔

"ماما! یہ کمرا کس کا ہے؟" رافع کھانے کے دوران بھی غور سے عازم کے کمرے کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ۔۔۔" وہ رکی۔ "یہ بھی ہمارا روم ہے۔"

"آج ہم یہاں سوئیں۔ یہاں بیڈ بھی ہے۔ کل تو میں بالکل ایزی نہیں سویا تھا۔"

"ہاں۔ ہاں۔ سوسکتے ہو۔" وہ اب اور کیا کہتی۔ گھڑی پر نگاہ کی۔ دس بج چکے تھے' عازم تو شاید لیٹ آتا۔ بچوں کو ابھی سے نیند آرہی تھی۔ اس نے لائٹ آف کرکے بچوں کو وہیں سلا دیا۔ پتا نہیں بے چارے کتنے تھکے ہوئے تھے۔ خلاف توقع رافع کو آدھے گھنٹے میں ہی نیند آگئی اور مناہل تو ویسے بھی لائٹ آف ہوتے ہی دبک جاتی تھی۔

بچوں کو یہاں سوتے دیکھ کر عازم کیا سوچے گا۔ وہ پریشانی سے لب کاٹتے اٹھ بیٹھی۔ "اب کیا کروں' کیا سوئے ہوئے بچوں کو بیٹھک میں سلا آؤں۔ نہیں۔ نہیں۔ پورا صحن عبور کرکے انہیں وہاں تک لے جانا۔۔۔ توبہ کتنی عجیب لگوں گی۔ فضہ بھابھی سے بات کروں یا سب کے سونے کا انتظار۔۔۔ اچھا عازم کا ویٹ کرلیتی ہوں۔ وہ آئے تو مل کر کچھ سوچتے ہیں۔ وہ تو آئیڈیاز کی مشین ہے۔"

خزران مطمئن سی اٹھ کھڑی ہوئی۔ لائٹ دوبارہ آن کرکے کمرے کو تھوڑا سیٹ کیا۔ کپڑوں کا پھیلاوا سمیٹا' ہر چیز جگہ پر رکھی' ڈریسنگ ٹیبل کی اشیا کو ترتیب دی۔ بک شیلف کو کپڑے سے صاف کرتے کچھ اچھی کتابوں پر نظر پڑی۔ عازم کے آنے تک ٹائم تو پاس کرنا تھا۔ وہ ایک کتاب لے کر بیڈ کے کنارے پر ٹک



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گئی۔ کافی سارے صفحے یونہی بیٹھے بیٹھے پڑھ لیے۔ پھر کمر کو ذرا آرام دینے کے لیے لیٹ کر پڑھنا شروع کیا۔ کتاب بہت ہی دلچسپ تھی وہ پوری توجہ سے حرف حرف پڑھ رہی تھی۔ لیکن اب نیند کے جھونکے آنا شروع ہوگئے تھے۔ اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے۔ اب تو یقیناً "وہ آنے والا تھا۔ خزران نے دوبارہ دھیان کتاب کی طرف لگایا اور پھر... صبح کی اذان... ایک بار پھر وہ گزشتہ روز کی طرح ہڑبڑا کر اٹھی۔

"اف میرے اللہ۔" اس نے سر ہاتھوں پہ گرایا... کتاب گود میں دھری تھی اور کمرے کی لائٹ... وہ چونکی۔ لائٹ آف تھی اور نائٹ بلب جل رہا تھا، جو اس بات کی دلیل تھا کہ وہ کمرے میں آیا تھا۔ خزران ست روی سے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

ناشتا اس وقت دونوں کے سامنے رکھا تھا لیکن پچھلی صبح والی شوخی اور شرارت کا کہیں نام نہیں تھا۔ عازم جلدی سے چائے ختم کرکے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آج تو ہم جنید کی طرف انوائٹڈ ہیں نا... وہ کیا کہتے ہیں مکلاوا..." اس نے یاد آنے پر دہرایا۔ "تم اور بچے تیار ہو کر باہر آجاؤ، میں اماں کے کمرے میں ہوں۔"

وہ جیب کی چابی اٹھا کر باہر نکل گیا۔ خزران نے ایک گہری سانس لے کر برتن اٹھائے۔

وہ چاروں دس بجے جنید کے گھر پہنچ گئے۔ عازم دوپہر کے کھانے تک وہیں رکا۔ زیادہ وقت جنید کے ساتھ گپ شپ میں گزرا۔ کھانے کے بعد اس نے اجازت چاہی۔

"تمہیں لینے کب آنا ہے؟" اس نے خزران کی طرف دیکھا۔

"ابھی کہاں عازم! لے جانے کی باتیں کل کرنا۔ آج تو خزران اور بچے ہمارے ہاں رہیں گے۔" سمعیہ نے شوخی سے اطلاع دی، عازم حقیقتاً حیران ہوگیا۔

"اچھا... مجھے واقعی نہیں پتا تھا۔"

"ہاں بھئی۔ ہمارے ہاں مکلاوے کی دلہن اگلے روز واپس جاتی ہے اور تم نے رات کے کھانے پر بھی آنا ہے۔"

"اوہ۔" وہ قدرے رکا۔ "دراصل بھابھی! مجھے تو آج بھی باہر جانا ہے۔ آج کچھ دوست مجھے پارٹی دے رہے ہیں اس لیے ایڈوانس معذرت۔ کل پھر جس وقت واپسی ہو مجھے بتا دینا۔"

آخری جملہ اس نے خزران کو مخاطب کرکے کہا اور باہر نکل گیا۔

☆ ☆ ☆

فوڈ اسٹریٹ کی ہلکی روشنیوں میں گرما گرم کھانوں اور دوستوں کی خوش گپیوں سے محظوظ ہوتے بھی عازم نے بے شمار مرتبہ موبائل جیب سے نکال کر چیک کیا۔ وہ دوپہر کے دو بجے جنید کے گھر سے آیا تھا اور اب رات کے دس بج رہے تھے۔ اس دوران خزران سے ایک بار بھی رابطہ نہیں ہوا تھا۔ کال تو وہ خود بھی اسے کر سکتا تھا، لیکن دل سے اٹھتی خواہشوں کا کیا کرتا۔ جہاں سے لگاتار ایک ہی پکار آرہی تھی کہ وہ اسے فون کرے۔ اس کا حال دریافت کرے... وہ اسے بری طرح مس کر رہا تھا۔ جانے کیوں دوستوں کی محفل بھی بے رنگ اور پھیکی لگ رہی تھی۔ دل چاہ رہا تھا سب مصلحتیں بالائے طاق رکھ کر اسے جنید کے گھر سے لے آئے۔ ایک غصہ خود پر بھی آیا کہ سمعیہ کی ڈنر کی دعوت منع کیوں کردی۔ دوستوں کو کوئی مجبوری بتا کر اگلے روز کے لیے ٹال دیتا۔ کم از کم شام کا وقت اس ظالم کے ساتھ تو گزار لیتا۔

☆ ☆ ☆

خزران نے گھڑی کی طرف دیکھا گیارہ بجنے والے تھے۔ بچے پلے اسٹیشن کھیلنے میں مصروف تھے۔ بھابھی تھک کر سونے چلی گئی تھیں اور جنید بھیا بچوں کے کمرے میں کمپیوٹر پر کچھ کام کر رہے تھے۔ خزران بے چین سی کمرے میں آئی تاکہ عازم کو کال کرے۔ لیکن گھڑی دیکھ کر رک گئی۔ "اس وقت تو دوستوں کے ساتھ ہوگا۔ میسج کرلوں... پر کیا لکھوں؟ وہ بھی تو



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کال کر سکتا تھا۔ اتنی دیر پہلے ہمیں چھوڑ کر گیا۔ حال احوال تو دریافت کر لیتا۔" وہ جھنجلائی ہوئی ٹی وی آن کر کے بیٹھ گئی۔ لیکن دل بے زار اور اچاٹ سا ہو رہا تھا۔ اپنا ہی کمرا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ بے دلی سے لیٹ گئی۔

عازم نے اگلی صبح سے شو روم جانا پھر سے اسٹارٹ کر دیا۔ جنید سے فون پر پوچھا کہ خزران اور بچوں کو لینے کب آئے۔ جنید نے کہہ دیا کہ وہ فکر نہ کرے میں خود انہیں چھوڑ آؤں گا۔ خزران بچوں کے ساتھ چار بجے کے قریب پھپھو کے گھر پہنچی۔ عازم ابھی شو روم سے واپس نہیں آیا تھا۔ پھپھو کے ساتھ کچھ دیر حال احوال بانٹنے کے بعد وہ فضہ بھابھی کی مدد کرنے کچن میں آگئی۔ فضہ نے بہت منع کیا لیکن وہ نہیں مانی تو مجبور ہو کر اسے میٹھے میں کھیر بنانے کی ذمہ داری سونپ دی۔

سات بجے عازم واپس آیا تو وہ کچن میں ہی تھی۔ وہ کسی کام سے اندر آیا تو سرخ اور سیاہ سوٹ میں میک اپ بھرپور اہتمام کیے وہ سیدھی دل میں گھس گئی۔

"کچن میں کام کرنے کا یہی ٹائم ملا تھا؟" وہ سر کھجاتے ہوئے اس کے قریب آیا۔ خزران مسکراتے ہوئے کام میں مصروف رہی۔

"مجھے گھر میں پہننے کے لیے کپڑے چاہئیں۔ کوئی ایزی سا ٹراؤزر وغیرہ۔"

"میرا کام ہو گیا۔ تم جاؤ میں آکر دیتی ہوں۔"

"مجھے بھگانے کے علاوہ کوئی کام ہے تمہیں 'اچھا جلدی آنا۔" وہ باہر نکل گیا۔ خزران دس منٹ بعد ہی پیچھے آگئی لیکن عازم کپڑے تبدیل کر چکا تھا۔

"ارے! میں آ ہی رہی تھی۔ ایسی کیا جلدی تھی۔" وہ حیران ہو گئی۔

"کپڑوں کا تو بہانہ تھا۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا تو خزران دروازے میں ہی رک گئی۔ عازم نے اس کی کلائی پکڑ کر آگے کو کھینچا اور پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

"گھر کے ہر چھوٹے بڑے کام کے لیے بیوی کو آواز دینا مجھے پسند نہیں۔ میں اپنے اکثر کام خود کرنے کا عادی ہوں۔" دروازے کے دائیں بائیں ہاتھ جما کر اس نے خزران کے نکلنے کا راستہ بند کر دیا۔

"جانے دو عازم! باہر سب کھانے پر ویٹ کر رہے ہیں۔" وہ منمنائی۔

"جا کر دکھاؤ۔" لہجے میں بھرپور شرارت سموئے وہ اور نزدیک ہوا۔

"ابھی کوئی۔۔۔ بلانے آجائے گا' پلیز عازم!" جملہ اس کے منہ میں رہ گیا اور عازم نے اسے کھینچ کر گلے سے لگا لیا۔ بس چند لمحے ہی وہ اس قربت کی گرمی محسوس کر سکے۔

"کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے خزران' عازم۔۔۔ جلدی سے آجاؤ۔" فضہ بھابھی کی آواز نے طلسم توڑا تو دونوں ہی گھبرا کر دور ہوئے۔ خزران نے بے ترتیب دھڑکنوں اور کانپتی انگلیوں سے دروازہ کھولا۔

کھانے کے دوران بھی وہ معنی خیز مسکراہٹ لبوں پہ سجائے مسلسل اسی کو دیکھ رہا تھا۔ خزران نے بمشکل چند نوالے حلق سے اتارے۔ بدتمیز کہیں کا۔۔۔ دوسروں کی موجودگی کا بھی کچھ احساس نہیں۔ وہ اسے دل ہی دل میں سنانے لگی۔

عرفان بھائی نے کھانے کے بعد عازم کو بیٹھک والے کمرے میں بلا لیا۔ ڈیجیٹل کیمرے کی تصویروں کو کمپیوٹر میں ٹرانسفر کرنے کے لیے انہیں عازم کی مدد درکار تھی۔ خزران کمرے میں آئی تو رافع اور منو بھی ساتھ ہی آگئے۔ رافع جس معصومیت سے تھک کر بیڈ پر گرا' خزران کو ٹوٹ کر اس پہ پیار آیا۔ بچے واقعی معصوم فرشتے ہوتے ہیں۔ اس نے پیار سے رافع کے بال سہلائے اور جرابیں اتار کر اسے ٹھیک سے سلایا۔ منااہل بھی اس کی بغل میں گھس آئی۔ خزران نے اٹھ کر نائٹ بلب جلایا اور لائٹ آف کر دی۔ عازم کوئی ایک گھنٹے بعد کمرے میں آیا تو وہ جاگ رہی تھی۔ اس نے ایک نظر بیڈ پہ سوئے بچوں پر ڈالی۔ پھر ڈریسنگ ٹیبل سے کچھ ضروری سامان اٹھا کر خزران کی طرف دیکھا۔



Copied From
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں بیٹھک میں سوؤں گا۔ تم کمرا بند کرلو۔"
عجلت میں جملہ پھینک کر وہ پل میں غائب ہو گیا۔ خزران لحظے کو تو سمجھ ہی نہیں پائی۔ وہ تو سوچ رہی تھی کہ عازم کے ساتھ مل کر اس مسئلے کا کوئی حل ڈھونڈے گی لیکن وہ تو بنا کوئی موقع دیے چلا گیا تھا۔ اب وہ اس کے پیچھے جاکر کیا کہتی۔ بیٹھی رہ گئی اور یہ ہی کیا آنے والی تین، چار راتیں مزید یہ ہی کچھ ہوا۔ وہ ان کی شادی کا آٹھواں روز تھا۔ خزران اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی، جب فضہ بھابھی ہاتھوں پہ کمبل اٹھائے اس کے کمرے میں آئیں۔

"یہ عازم کا کمبل ہے۔ پچھلی دو، تین راتوں سے ٹھنڈ ذرا زیادہ ہو گئی ہے۔ وہ اپنا کمبل اماں کے کمرے میں ڈھونڈ رہا تھا۔ شکر ہے اماں باتھ روم میں تھیں۔ ورنہ پوچھتیں اس سے کہ یہ ایکسٹرا کمبل وہ کیوں ڈھونڈ رہا ہے۔" بھابھی نے شاید تمہید باندھی۔ خزران نے خاموشی سے کمبل ایک طرف رکھا اور بھابھی کے بیٹھنے کی جگہ بنائی۔

"تم سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں خزران۔ امید ہے برا نہیں مانو گی؟"

"کچھ بھی پوچھیں بھابھی! برا ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"تین، چار راتوں سے دیکھ رہی ہوں۔ عازم بیٹھک میں سوتا ہے۔ شکر ہے یہاں اور کسی کو نہیں پتا چلا۔ اماں کا زیادہ وقت اپنے کمرے میں گزرتا ہے۔ اور عرفان کو لگتا ہے کہ عازم شاید کمپیوٹر استعمال کرنے کے لیے دیر تک بیٹھک میں رہتا ہے۔ پھر سونے کے لیے کمرے میں آجاتا ہے۔ میں نے بھی انہیں کچھ نہیں بتایا۔ لیکن تم سے ضرور پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسا کیوں ہے۔ کوئی بات ہے تم دونوں کے بیچ؟" بھابھی نے بہت نرمی اور آرام سے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔

"نہیں بھابھی! بات تو کوئی نہیں ہے۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔ "مجھے یہ بھی پتا ہے کہ بات ان تین، چار دنوں کی نہیں ہے۔ تم دونوں پہلی رات سے دور ہو۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بنا کسی بات یا اختلاف کے ایسا ہو رہا ہے۔"

"سچ بھابھی۔ بس اتفاقاً ہی پہلی رات مجھے بچوں کے پاس نیند آگئی تو۔"

"تو کیا وہ ناراض ہو گیا اس بات پہ۔"

"نہیں بھابھی۔ اس کا رویہ تو بالکل ٹھیک تھا اور بعد میں جب بچوں نے میرے کمرے میں سونے کی ضد کی تو میں نے سوچا تھا عازم کے ساتھ مل کر اس معاملے کا کوئی حل نکالوں گی، لیکن وہ بنا بات کا موقع دیے، بیٹھک میں جاکر سونے لگا۔"

"شاید وہ مروت میں ایسا کر رہا ہو کہ بچوں کا معاملہ ہے، کہیں تم مائنڈ نہ کر جاؤ۔ میرا مطلب ہے وہ چاہتا ہو گا کہ اس معاملے کو تم خود اچھے طریقے سے سلجھاؤ۔"

"لیکن بھابھی! اب یہ ہمارے بچے ہیں۔ ہمیں ان کے سب ہی معاملات مل کر سلجھانے ہیں۔"

"وہ سب ٹھیک ہے خزران! لیکن تم اول روز سے ایسی توقع مت کرو، سب کچھ آہستہ آہستہ ٹھیک ہو گا۔"

"نہیں بھابھی! خزران نے فوراً اس کے خیال کی نفی کی۔ "میرا خیال ہے ایسے نازک ایشوز اول روز سے ہی توجہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ بلکہ عازم کا بھی یہی خیال ہے۔ عازم نے کہا تھا کہ بھلے، پوری دنیا کی نفی کرلو لیکن میرے اور اپنے معاملے میں ان دو کی نفی ہرگز مت کرنا۔ بھابھی! میرے کچھ خدشات اور وہم ہیں۔ آپ میری دوست بھی ہیں۔ میں کھل کر آپ سے بات کر سکتی ہوں۔" خزران نے فضہ کا ہاتھ پکڑ کر آرام آرام سے وہ ساری باتیں بتانا شروع کیں جو عازم نے گجرات سے لاہور کے راستے میں رافع سے کی تھیں۔

"بھابھی۔ عازم کا سارا فوکس ہی اس بات پر تھا کہ رافع اپنے دل کی رضامندی سے اسے باپ کے روپ میں خود ہی قبول کرے اور یہ عازم کی سمجھ داری کا ثبوت ہے کہ لاہور پہنچتے پہنچتے وہ رافع کے منہ سے اقرار کروا چکا تھا۔ لیکن بھابھی! بچے بہت سیدھے اور



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سچے ہوتے ہیں۔ وہ صرف وہی زبان سمجھتے ہیں، جو ان سے بولی جارہی ہوتی ہے۔ اب ان جملوں کے پیچھے کچھ اور مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ یہ بات ان کا معصوم ذہن نہیں سمجھ سکتا۔ رافع اور مناہل کا ذہن یہ بات تسلیم کرچکا ہے کہ میں نے عازم کو اپنی زندگی میں صرف ان کا باپ بنانے کے لیے شامل کیا ہے۔ تو کیا چند دن اپنی خواہشات کی چھوٹی موٹی قربانیاں دے کر ہم یہ بات ان پر ثابت نہیں کرسکتے۔ عازم نے خود ہی مجھ سے کہا تھا کہ بچوں کا ناپختہ دماغ سوالات کا کارخانہ ہوتا ہے، انہیں مطمئن کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔"

"وہ سب ٹھیک ہے خزران... بچوں کو مطمئن کرنا بہت ضروری ہے، میں مانتی ہوں۔ لیکن ایسا کب تک چلے گا۔ مجھے لگتا ہے تم نے انہیں غیر ضروری طور پر خود سے چپکا رکھا ہے۔ سنی اور شان تقریباً رافع کے ہم عمر ہیں لیکن میں نے دو سال پہلے ہی ان کا کمرا الگ کردیا تھا۔ کچھ دھیان ان باریکیوں کی طرف بھی دو۔"

وہ بھی نرمی سے سمجھانے لگیں۔

"ہاں... میں نے انہیں غیر ضروری طور پر خود سے چپکا رکھا ہے، میں جانتی ہوں۔ لیکن میرے حالات ہمیشہ ہی دوسروں سے مختلف رہے ہیں۔ یاسر چونکہ باہر رہتا تھا تو میری زندگی تب بھی صرف بچوں کے ساتھ گزر رہی تھی۔ وہ سال میں ایک مرتبہ ملنے آتا، نہ بچوں کے ساتھ اس کی کوئی اٹیچ منٹ تھی، نہ لگاؤ۔ وہ صرف میرے قریب تھے اور جب یاسر نے دھوکا دیا تو میں بچوں کے اور قریب آگئی۔ میری مجبوریاں الگ ہیں بھابھی!" وہ کچھ افسردہ سی ہوگئی۔ فضہ نے اسے ساتھ لگایا۔

"اللہ نے تمہارے صبر اور حوصلے کا صلہ دیا ہے خزران!"

"نہیں بھابھی! میرے ڈر خوف ابھی ختم نہیں ہوتے۔" اس نے اپنی آنکھوں کی نمی پینے کی کوشش کی۔

"ایسا کیوں کہہ رہی ہو؟" وہ پریشان ہوگئیں۔

"عازم کے رویے نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کردیا ہے کہ شاید میں نے، بچوں کی زندگی میں سوتیلا باپ لاکھڑا کیا ہے۔"

"ایسا نہیں ہے خزران! عازم کے لیے اپنا دل برا مت کرو۔"

"ہماری شادی کو آٹھ دن ہوگئے ہیں بھابھی... رافع سے کرکٹ کھیلنے اور اس کی زندگی میں باپ کی کمی کو پورا کرنے کے دعوے کرنے والے عازم نے اسے پوچھا تک نہیں۔ نہ پاس بلایا، نہ بٹھایا، نہ بات کی۔ اس نے تو مجھے یہ احساس دلایا تھا کہ بچوں کو بچہ سمجھ کر ہرگز یہ فرض نہیں کرنا چاہیے کہ انہیں کسی بات کی سمجھ نہیں آتی اور اب وہی عازم یہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ میں بھی بچوں کے جذبات کی پروا کرنا چھوڑ دوں۔ انہیں ان کے حال پر اکیلا چھوڑ دوں۔ اگر وہ ایسی اجنبیت سے پیش آئے گا تو زندگی کیسے کٹے گی بھابھی؟" خزران باقاعدہ رو دی۔ فضہ کے دل کو کچھ ہوا۔ خزران بھی ٹھیک تھی اپنی جگہ۔

"رو و... مت خزران... اچھا میں اماں سے بات کرتی ہوں۔ اب تم لوگوں کو اپنے گھر چلے جانا چاہیے۔ کچھ دن اکیلے گزارو گے تو یقیناً خاموشی کی یہ دیوار گر جائے گی۔ ایک دوسرے سے کھل کر بات کرنا بہت ضروری ہے۔ بنا کچھ کہے سنے ہر بات دل میں رکھتے گئے تو آپس کے فاصلے بہت بڑھ جائیں گے۔ بس میری ایک بات یاد رکھنا۔" فضہ نے محبت سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "بچوں کو باپ سے قریب کرتے کرتے کہیں خود سے دور نہ کربیٹھنا۔" وہ اس کا کندھا تھپک کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"اب تم آرام کرو، کل اپنے نئے گھر میں اچھی سوچوں اور خوش گوار دل و دماغ کے ساتھ قدم رکھنا۔" وہ مسکرا کر باہر نکل گئیں۔

☼ ☼ ☼

"آپ بھی ہمارے ساتھ چلتیں پھپھو!" خزران تیاری مکمل کرکے سنجیدہ کے کمرے میں آئی تو کچھ دیر وہیں بیٹھ گئی۔ فضہ بھابھی نے شاید رات ہی ان سے



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بات کرلی تھی' کیونکہ صبح ناشتے کے بعد انہوں نے خود عازم سے کہا۔ آج وہ لوگ اپنے گھر چلے جائیں' تاکہ خزران گھر کو اپنی مرضی کے مطابق تھوڑا سیٹ کرلے۔

"اب تم آگئی ہو تو ان شاء اللہ ضرور آیا کروں گی' جیتی رہو۔" انہوں نے پیار سے خزران کے سر پہ ہاتھ رکھا۔ "جاؤ پیکنگ وغیرہ مکمل کرلو اور ہاں دوپہر کا کھانا کھاکر جانا۔ عازم کا گھر تو ہفتوں بلکہ مہینوں سے بے توجہی کا شکار ہے۔ جاتے ہی بے شمار کام پڑے ہوں گے۔"

"جی پھپھو!" وہ واپس کمرے میں آگئی۔ عازم گھر جانے کا سن کر بہت خوش نظر آرہا تھا۔ شوروم گیا تو سہی' لیکن لڑکوں کو کام سمجھا کر جلدی ہی واپس آگیا۔ اس کا پرجوش انداز دیکھ کر خزران کے دل میں دبی دبی خوشی کی لہر اٹھی۔ لیکن شاید ابھی اس کا امتحان ختم نہیں ہوا تھا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد وہ لوگ اپنے گھر کے لیے نکلے۔ یہاں کام تو زیادہ نہیں تھا۔ موٹی موٹی بنیادی صفائی عازم نے کروالی تھی۔ البتہ گھر میں کچھ خالی خالی پن کا احساس ہو رہا تھا۔ اس کی وجہ فوری طور پر خزران کی سمجھ میں نہیں آئی' لیکن کچن اور وارڈروب وغیرہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ عقدہ بھی حل ہوگیا۔

پہلے جب وہ یہاں آئی تھی تو گھر سارہ کے جہیز کے سامان سے بھرا تھا جو طلاق کے بعد یقیناً" اسی کے ساتھ چلا گیا تھا۔ کچن میں برتنوں کی شدید قلت تھی۔ فریج شاید عازم نے نیا لیا تھا۔ لاؤنج سامان سے خالی تھا اور بیڈروم میں صرف بیڈ اور ٹی وی رکھا تھا۔ عازم نے اسے اور جنید کو جہیز کے لیے سختی سے منع کیا تھا اور کہا تھا ضرورت کا سامان وہ بعد میں مل کر خرید لیں گے۔ عازم نے گھر واقعی بہت خوب صورتی اور محنت سے بنوایا تھا۔ خزران نے پہلی مرتبہ "اپنی" چھت کے احساس کو دل میں اترتا محسوس کیا۔

عازم انہیں اندر چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔ کیونکہ دوران ڈرائیونگ اسے مسلسل شوروم سے کالز آرہی تھیں۔ اب یقیناً" اس نے شام کو ہی واپس آنا تھا۔ خزران نے سب سے پہلے الماری کی صفائی کرکے اپنے بچوں اور عازم کے کپڑے سیٹ کرکے رکھے۔ بچوں کو نہلا کر زبردستی ٹی وی کے سامنے بٹھا کر کچن میں آئی اور راشن وغیرہ کا جائزہ لیا۔ وہاں چاول اور دال ہی ایسا آئٹم دکھائی دیے جنہیں وہ رات کے لیے پکا سکتی تھی۔ شام بھی ہونے والی تھی۔ ابھی تو اس نے خود بھی تیار ہونا تھا۔ عازم کی لمبی ناراضی کو اس کی مرضی کے مطابق تیار ہو کر مٹانا تھا۔ وہ اپنے آپ میں مسکراتے ہوئے کچن کے کام نپٹانے لگی۔

پھپھو کی طرف سے دیے گئے کپڑوں میں اس نے ایک میرون سوٹ دیکھا تھا۔ جس پر سفید موتیوں کا کام کیا ہوا تھا۔ خزران نے نہا کر وہی پہنا اور ہلکا سا میک اپ بھی کرلیا۔ عازم سات بجے کے قریب کئی قسم کے بے شمار چھوٹے بڑے شاپر لیے' گھر میں داخل ہوا تو وہ حیران رہ گئی۔

"ارے... یہ اتنا سامان!" وہ سنبھالنے کے لیے آگے بڑھی۔

"میرے خیال میں تو سب ہی ضرورت کا لایا ہوں۔ گھر میں رکھا ہی کیا تھا۔"

"اور یہ کھانے کے ڈبے۔" خزران نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ وہ تو ہوٹل سے تیار کھانا بھی ساتھ لایا تھا۔

"ہاں تو آج رات کیا بھوکے سوئیں گے؟" وہ مسکرا کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ خزران بھی سامان لیے پیچھے آگئی۔

"میں نے دال' چاول بنائے تھے۔" اس نے خاصی شرمندگی محسوس کی بتاتے ہوئے۔

"واہ..." عازم نے ڈھکن اٹھا کر دال کی خوشبو اپنے اندر اتاری۔ "کو یو مائی سوئٹ وائف! میں تو یہی کھاؤں گا۔"

وہ مڑ کر اسے دیکھنے لگا تو خزران نے مسکرا کر سر ہلادیا۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو عازم سے محلے کے کچھ دوست ملنے آگئے۔ اس نے واپس آکر خزران کو بتایا اور ان کے ساتھ ہی چلا گیا۔ کہہ کر یہی گیا کہ جلدی


Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

واپس آرہی ہوں۔ خزران نے کچھ دیر تو بچوں کو ٹی وی دیکھنے دیا۔۔ پھر سلانے کے لیے گیسٹ روم میں لے آئی۔ یہ کمرا بیڈ روم سے کافی دور تھا۔ لیکن مجبوری یہ تھی کہ دو سنگل بیڈ اسی کمرے میں رکھے تھے۔ ان کے علاوہ پورے گھر میں کوئی مناسب جگہ نہیں تھی۔ خزران کو پریشانی تو لاحق ہوئی، لیکن اس نے بچوں پر ظاہر نہیں کیا کہ انہیں یہاں اکیلے سونا ہے۔

وہ ایک بیڈ پر رافع کو سلا کر خود مناہل کے ساتھ دوسرے بیڈ پر لیٹ گئی۔ دونوں کو جلدی ہی نیند آگئی۔ شاید یہاں کے پرسکون ماحول کا اثر تھا۔ اوپر سے ہفتے بھر کی تھکاوٹ خزران دونوں پر کمبل درست کر کے باہر آگئی۔ بیڈ روم میں آکر ٹی وی آن کیا۔

خزران کا سارا دھیان دروازے اور گھر کی طرف تھا۔ بے چینی سے انگلیاں چٹخاتے کبھی وہ بیٹھ جاتی کبھی چلنے لگتی۔۔ بچوں کی الگ فکر لگی تھی۔

وہ ایسی ہی سوچوں میں گم تھی جب بیل بجی۔۔۔ دل ایک دم زور سے دھڑکا۔ وہ تیز قدموں سے دروازے پر آئی۔ عازم نے اندر آکر لاک لگایا۔ خزران نے اس دوران احتیاطاً بچوں کے کمرے میں جھانکا۔

"اوہ۔۔" منو بالکل بیڈ کے کنارے پر آگئی تھی۔ اگلی جنبش پر یقیناً نیچے گر جاتی۔ وہ فوراً اندر چلی گئی۔ جبکہ عازم آگے بڑھ گیا تھا۔ خزران نے مناہل کو ٹھیک طریقے سے دیوار کی طرف کر کے سلایا تو وہ آنکھیں کھول کر خزران کو دیکھنے لگی۔ وہ اسے سلانے کے خیال سے ساتھ لیٹ گئی اور تھپکیاں دینے لگی۔

عازم اسے اپنے پیچھے آتے نہ پا کر واپس پلٹا۔ گیسٹ روم میں جھانکا تو ہلکی روشنی میں وہ اسے مناہل کے پہلو میں لیٹی نظر آئی۔ وہ بنا کچھ بولے واپس چلا گیا۔

"ٹھاہ۔۔" کر کے کہیں کوئی دروازہ بند ہوا تو خزراں پریشانی سے اٹھ بیٹھی۔ آواز تو گھر کے اندر سے ہی آئی تھی۔ اس نے ایک نظر مناہل کو دیکھا وہ دوبارہ سو چکی تھی۔ خزران بیڈ روم کے دروازے تک آئی۔ دروازے کا ہینڈل آہستہ سے نیچے کیا، لیکن دروازہ نہیں کھلا۔ عازم نے اندر سے چٹخنی چڑھادی تھی۔

خزران حیرت اور صدمے سے جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی۔ "تو دروازہ عازم نے غصے سے بند کیا تھا۔" وہ چاہتی تو دروازہ بجا سکتی تھی، لیکن عازم کی جلد بازی اور غصے پر قابو نہ رکھنے پر اس کا بھی خون کھول اٹھا۔ ایک بار پھر وہ بنا کچھ کہے سنے غلط فہمی کا شکار ہو گیا تھا۔ خزران چپ کر کے مناہل کے پاس آکر لیٹ گئی۔

نیند تو بھلے سے پوری رات نہیں آئی۔ وہ اپنا غصہ اور آنسو پینے کی کوشش کرتی رہی۔ اذانوں سے شاید کچھ دیر پہلے اسے نیند نے آلیا۔ آنکھ کھلی تو صحن والی کھڑکی سے اچھی خاصی روشنی آرہی تھی۔ صبح کی نماز بھی گئی اور جب باہر آکر دیکھا تو عازم بھی شو روم جا چکا تھا۔ اس نے صحن کا گیٹ اور اندر کا داخلی دروازہ بند کیا۔

آج بہت سارے کام کرنے تھے۔ اس نے ذہنی اکھاڑ پچھاڑ دور پھینک کام پہ کمر کس لی۔ بچے ناشتے کے بعد خود ہی ٹی وی آن کر کے بیٹھ گئے اور خزران نے کچن سے کام کا آغاز کرتے ہوئے آہستہ آہستہ سارے گھر کی صفائی شروع کر دی۔ دھونے والے کپڑوں کا اچھا خاصا ڈھیر اکٹھا ہو گیا تھا۔ کچھ پہلے سے عازم کے پڑے تھے اور کچھ ایک دو روز میں اس کے اور بچوں کے جمع ہو گئے تھے، لیکن واشنگ مشین پورے گھر میں کہیں دکھائی نہیں دی۔ اس نے کپڑوں کی گٹھڑی بنا کر اسٹور میں رکھی اور برش لے کر کمروں اور لاؤنج کی صفائی شروع کر دی۔ رافع اور مناہل آدھا گھنٹہ بھی ٹک کر نہیں بیٹھے اور پورے گھر میں بھاگنا دوڑنا شروع کر دیا۔

"ماما! ہم چھت پر جائیں۔"

"چھت پر۔۔۔" وہ چونک کر رکی۔ سیڑھیاں لاؤنج کے اندر ہی تھیں۔ اوپر ایک دروازہ بھی تھا، لیکن پتا نہیں دوسری جانب کیا صورت حال تھی۔

"نہیں بیٹا! پہلے میں خود چھت پر جاؤں گی۔ اگر وہاں کھیلنے کی جگہ ہوئی تب تم لوگوں کو اجازت دوں گی۔ ابھی مجھے کام کرنے دو۔"



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اوکے، ماما!" رافع جو اوپر والی آخری سیڑھی پر پہنچ گیا تھا۔ ریلنگ سے پھسل کر نیچے آنے لگا۔

"مت کرو بیٹا! پلیز میرے آنے تک کہیں آرام سے بیٹھ جاؤ۔"

اس نے جالی والا دروازہ کھول کر لاؤنج اور کوریڈور کا کچرا باہر صحن میں نکالا اور باہر کی صفائی مکمل کرنے کے لیے خود بھی باہر آگئی۔ پکی اینٹوں والے چھوٹے سے صحن میں ساتھ والے گھر کے درخت کے خشک پتے بکھرے پڑے تھے۔ خزران نے وہاں بھی برش سے صفائی شروع کردی۔ اچانک اندر سے رافع کی زوردار چیخ بلند ہوئی، وہ بری طرح چونکی، پھر پاگلوں کی طرح اندر بھاگی۔ ریلنگ کے نیچے فرش پر رافع بے سدھ پڑا تھا۔ سر سے خون بہہ رہا تھا۔ خزران کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ خون شاید کان سے آرہا تھا۔ شاید کنپٹی سے... کچھ ٹھیک سے سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اس نے لرزتے ہاتھوں پر قابو پاتے ہوئے اپنے دوپٹے کو اس کے سر پر باندھا۔ اس کی ناک کے آگے ہاتھ کرکے سانس چیک کی۔ دل جیسے ڈوب کر ابھرا۔

"خدایا شکر..." بھاگ کر اس نے پہلے اپنا سیل فون اٹھایا۔ پھر وارڈ روب سے بڑا دوپٹا اوڑھ کر واپس آئی۔

"بھائی کے پاس رہو منو!" وہ موبائل پر نمبر ڈائل کرتے ہوئے گیٹ سے باہر نکل آئی۔

"بھیا! رافع کے سر پر چوٹ لگی ہے۔ خون بہہ رہا ہے۔ پلیز بھیا! جلدی سے آجائیں۔" اس نے پہلا نمبر جنید کا ملایا۔ ساتھ ساتھ رکشوں کو ہاتھ دے کر روکتی رہی۔

"میں آتا ہوں خزران..." اس نے فون رکھ دیا۔ اتنے میں ایک رکشہ قریب آکر رکا۔

وہ الٹے پیروں واپس بھاگی۔ رافع کو بازوؤں میں اٹھایا اور مناہل کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ دروازے کو کھینچ کر چابی گھمائی اور باہر والا گیٹ یوں ہی کھلا چھوڑ کر رکشہ میں بیٹھ گئی۔

اسپتال قریب ہی تھا۔ پانچ سات منٹ میں ہی ڈرائیور نے نہ صرف وہاں تک پہنچایا، بلکہ رافع کو خزران سے لے کر اندر تک پہنچایا۔ دو وارڈ بوائے فوراً" اسے ایمرجنسی وارڈ لے گئے۔ تب ہی فضہ بھابھی کا فون آگیا۔ انہیں شاید جنید بھائی نے بتایا تھا۔ وہ عرفان بھائی کے ساتھ گھر سے نکل پڑی تھیں۔ خزران نے اسپتال کا ایڈریس اور نام بتایا۔ بھابھی کے فوراً" بعد عازم کا فون آگیا۔ خزران نے اسے بھی بتا دیا۔ مناہل کو ایک کرسی پہ بٹھا کر وہ ایمرجنسی وارڈ کی طرف بڑھ گئی۔

ڈاکٹر نے تسلی آمیز رپورٹ دی تو وہ شکر پڑھتی مناہل کو لینے کوریڈور میں آئی۔ عین اسی وقت عازم سامنے سے آتا دکھائی دیا۔

"رافع کیسا ہے؟" وہ تقریباً" دوڑ کر اس کے قریب آیا۔

"ٹھیک ہے۔" خزران نے تسلی بھرے انداز میں سرہلایا۔

"اُف شکر ہے۔" اس نے اطمینان کی سانس لی۔ "ہوا کیا تھا؟"

"سیڑھیوں پر کھیل رہے تھے دونوں۔ شاید ریلنگ سے پھسلا ہے۔" وہ اسے بتانے لگی۔ تب ہی جنید، فضہ اور عرفان بھی آگئے۔ وہ ان کو لے کر کمرے میں آگئی۔ رافع کو سہارے سے اٹھا کر بٹھایا۔ ڈاکٹر نے کہہ دیا تھا اسے گھر لے جاسکتے ہیں۔ وہ گھر لے آئے تھے۔

عازم بازوؤں پہ اٹھا کر رافع کو اندر لایا اور اپنے بیڈ پہ لا سلایا۔ خزران نے فوراً" دودھ گرم کرکے پلایا۔ خون بہنے کی وجہ سے اسے کافی نقاہت ہوگئی تھی۔ عازم نے اس کے لیے ٹی وی آن کیا۔ جنید بھائی وغیرہ تقریباً" گھنٹہ بھر بیٹھے رہے۔ سنجیدہ پھپھو اور سمعیہ بھابھی نے فون پر اس کی خیریت دریافت کی۔ عرفان بھائی نے گھر جانے کی اجازت لی تو عازم بھی ان کے ساتھ کہیں چلا گیا۔ پتا نہیں کہاں گیا تھا۔ خزران پریشان ہوئی کہ بتا کر نہیں نکلا تھا۔ لیکن اس کی واپسی جلد ہی ہوگئی۔ رافع اور مناہل کے لیے آئس کریم، چاکلیٹ، جوس،


Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بسکٹ اور جانے کیا کیا اٹھا لایا تھا۔ رافع اپنی من پسند چیزیں دیکھ کر اٹھ بیٹھا۔ عازم نے مسکرا کر ساری چیزیں اسے تھمائیں اور خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"ساری چیزیں میرے بیٹے کی ہیں۔ بس یہ چھوٹا شاپر بہنا کو دے دیں۔" اس نے مناہل کو پاس بلایا اور باقاعدہ گود میں بٹھا کر آئس کریم کھلانے لگا۔ خزران مطمئن سی باہر چلی آئی۔

عصر کا وقت ہو رہا تھا۔

اس نے اپنے حلیے پر ایک نظر ڈالی۔ صبح سے گھر کے کام کرتے حشر خراب ہو چکا تھا۔ ان ہی کپڑوں میں سارے گھر حتیٰ کہ باتھ روم کی صفائی بھی کی تھی۔ نماز کے لیے، تو ہرگز مناسب نہیں تھے۔ اس نے وارڈروب سے اپنا ایک سوٹ نکالا اور باتھ لینے چلی گئی۔

عصر کی نماز سے پہلے صبح اور ظہر کی قضا ادا کی اور عصر کی نماز کے بعد شکرانے کے دو نفل ادا کرنے کی نیت کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن اللہ اکبر کے لیے اٹھے ہاتھ فضا میں ہی رہ گئے۔ ہفتوں پیچھے کی ایک بات یک دم ایسے جھماکے سے یاد آئی کہ وہ نیت توڑنے پر مجبور ہو گئی۔ ثاقب حسن سے رشتہ طے پایا تھا تو اس نے حاجت کے دو نفل ادا کیے تھے۔ دل میں یہ ارادہ کرتے ہوئے کہ اللہ اس کی ازدواجی زندگی کو خوشیوں سے بھر دے تو وہ شادی کے بعد دو نفل شکرانہ ادا کرے گی۔ پہلے ثاقب سے رشتہ ٹوٹ گیا تھا اور وہ آج عازم کی بیوی تھی۔ لیکن اس کی دو رکعت حاجت میں کہیں ثاقب کا ذکر نہیں تھا۔ صرف خلوص دل سے اس نے اپنی اور بچوں کی خوشیوں کی بھیک مانگی تھی اور اس کی صاف نیت کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے خوشیوں کی راہیں خود بخود ہموار کی تھیں۔ اسے ثاقب نہیں ملا۔ بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ملا۔

شکرانے کے دو نفل ادا کرنا تو بنتا تھا جو اس نے اب تک نہیں پڑھے تھے اور جس کا شاخسانہ وہ ہفتے بھر سے بھگت رہی تھی۔ اس نے رافع کی صحت کے لیے دو نفل شکرانہ پڑھنے سے پہلے وہ دو نوافل ادا کیے، جو اس کی دائمی خوشیوں سے مشروط تھے اور اس کے بعد رافع کی حفاظت اور سلامتی پر اللہ کا شکر دو نفل ادا کر کے کیا۔ دل ایک دم مطمئن سا ہو گیا۔

شام بلکہ رات تک کا سارا وقت ان چاروں کا ایک ساتھ بیڈ روم میں گزرا۔ عازم نے اسے کچن کے کام سنبھالنے سے منع کر دیا اور رات کا کھانا باہر سے لے آیا۔ رافع بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا اور اب سونا چاہتا تھا۔

"تم بچوں کے ساتھ اسی روم میں رہو۔ میں ادھر گیسٹ روم میں سو جاتا ہوں۔ دروازہ کھلا رہے گا۔ اگر خدانخواستہ کوئی پرابلم ہو تو فوراً بلا لینا۔" اس نے رافع کی پیشانی چومی، مناہل کو پیار کیا اور کمرے سے چلا گیا۔

خزران کی آنکھ دیر سے کھلی۔ اس کا خیال تھا شاید آج عازم چلا گیا ہو گا۔ لیکن وہ دروازے تک آئی تو لاک بھی لگا ہوا تھا اور کمرے میں جھانکا تو وہ بھی بے خبر سویا ملا۔ خزران نے گھڑی دیکھی تو نو بجنے والے تھے اور اس کا جاگنے کا کوئی ارادہ نہیں لگ رہا تھا۔ وہ خاموشی سے کچن میں آ کر کام میں مصروف ہو گئی۔

"ماما! رافع بلا رہا ہے۔" مناہل آنکھیں ملتی کچن میں داخل ہوئی تو خزران تیزی سے اندر بھاگی۔

"کیا ہوا بیٹا۔ ٹھیک تو ہو؟" رافع تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔

"ماما! واش روم جانا ہے۔"

"آؤ۔ میں لے جاتی ہوں۔" وہ آگے بڑھ کر اسے بازو سے سہارا دے کر نیچے اتارنے لگی تو رافع ہنسنے لگا۔ خزران نے حیرت سے دیکھا۔

"ماما! میں خود جا سکتا ہوں۔ میں نے تو اس لیے بلایا تھا کہ یہ والا باتھ روم میں یوز کر سکتا ہوں، یہ انکل کا ہے نا۔" اس نے وضاحت کی تو خزران بھی مسکرانے لگی۔

"ہاں شیور۔" اس نے دور ہو کر رافع کو جانے کا راستہ دیا۔

"ایسے نہیں۔" پیچھے سے عازم کی آواز آئی تو دونوں نے ایک ساتھ مڑ کر دیکھا۔



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ایک شرط پر تم اس باتھ روم جاسکتے ہو۔" وہ اندر آگیا۔ رافع حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"اب میں انکل نہیں بابا ہوں تمہارا اور یہ پورا گھر ہم سب کا ہے۔ اس لیے آئندہ پرمیشن کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے پاس آکر انگلی سے رافع کا گال چھوا تو وہ مسکرانے لگا۔

"تھینک۔ یو۔ ان۔ بابا۔" وہ اٹک کر بولا تو خزران بھی ہنسنے لگی۔

"او کے۔ اب تم جاؤ' لیکن اندر سے لاک نہ لگانا۔ ابھی تمہاری طبیعت پوری طرح نہیں سنبھلی۔ کوئی پرابلم نہ ہو خدانخواستہ۔" عازم نے نرمی سے سمجھایا۔

"جی بابا!" وہ سر ہلا کر باتھ روم میں گھس گیا۔

"مجھے کپڑے چاہئیں۔ تم نے شاید جگہ تبدیل کی ہے' چیزوں کی۔" عازم نے سنجیدگی سے خزران کو مخاطب کیا۔ وہ شاید باہر والے باتھ روم سے نہا کر آیا تھا۔ اس وقت ٹراؤزر اور بنیان میں تھا اور بال بھی گیلے تھے۔ خزران نے الماری کھول کر اس کے سامنے کی۔

"تمہارے سب ہی کپڑے یہاں رکھے ہیں' جو چاہیے لے لو۔ میں ذرا ناشتا بنالوں۔"

"ہوں۔" وہ آگے بڑھ کر خود ہی کپڑے دیکھنے لگا۔ خزران کچن میں چلی آئی۔ عازم کا آج شاید کہیں جانے کا پروگرام نہیں تھا۔ اس لیے سادہ سی شلوار قمیص پہن لی۔ خزران نے کچھ نہیں پوچھا۔ وہ بھی جانے کیوں سنجیدہ سا تھا۔ خصوصاً" خزران سے کافی رسمی انداز میں بات کی تھی۔

گیارہ بجے کے قریب وہ رافع کو پٹی تبدیل کرانے لے گیا۔ خزران نے ساتھ جانے کی کوشش کی' لیکن اس نے منع کر دیا۔ وہ دونوں گھنٹے بھر میں ہی واپس آگئے۔ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اگلی پٹی کے لیے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک' دو روز میں زخم ٹھیک ہو جائے گا۔

دوپہر کو سنجیدہ پھپھو رافع کی طبیعت پوچھنے آگئیں۔ شام تک وہ یہیں رہیں۔ واپسی پر عازم انہیں خود گھر چھوڑنے گیا۔ خزران نے کچن کا پھیلاوا سمیٹا اور کچھ دیر آرام کرنے کے لیے اندر آبیٹھی۔ تب ہی عازم بھی واپس آگیا۔

"تم بزی ہو ابھی؟"

"نہیں۔ بس رات کا کھانا دینا ہے۔ کہو تو لے آؤں۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں۔ میں نے دوپہر کو اماں کے ساتھ خوب ڈٹ کر لنچ کیا تھا۔ فی الحال بالکل بھوک نہیں ہے۔ دراصل مجھے تم سے ضروری کام تھا۔ اس لیے پوچھا۔" وہ کافی سنجیدہ سا تھا۔ یہ لہجہ' یہ انداز عازم کی طبیعت کا حصہ نہیں تھا۔ خزران کچھ پریشان سی ہو گئی۔ رافع والے واقعے کے بعد بچوں کے ساتھ تو رویہ بالکل تبدیل ہو گیا تھا۔ لیکن اس سے شاید وہ ابھی بھی خفا تھا۔

"کیا بات ہے عازم؟" وہ اس کے پیچھے لاؤنج میں آئی۔

"گھر کی سیٹنگ تبدیل کرانی ہے' تمہاری ہیلپ چاہیے۔"

"ہاں۔ کہو۔" وہ بغور اسے سننے لگی۔

"گیسٹ روم کے دو سنگل بیڈ یہاں بیڈ روم کے ساتھ والے کمرے میں لانے ہیں اور یہاں کا سامان ادھر لاؤنج میں شفٹ کر کے ٹی وی یہاں دوبارہ سیٹ کر دیتے ہیں اور گیسٹ روم کو فی الحال خالی رہنے دیتے ہیں۔ بعد میں وہاں کے لیے نیا فرنیچر خرید کر اسے ڈرائنگ روم بنادیں گے۔" عازم نے تفصیل سے اپنا خیال اس سے شیئر کر کے تائید طلب نظروں سے دیکھا۔

"او۔ ہاں۔" بات سمجھ آجانے پر خزران کے محسوسات ایک دم خوش گوار ہوئے اور اپنی موٹی عقل میں ایسا آئیڈیا نہ آنے پر خود کو کوسا بھی۔ وہ تو کل سے یہ سوچ کر پریشان ہوئی جارہی تھی کہ بچے اس سے اتنی دور کیسے رہیں گے۔

"تمہارے ذہن میں کوئی اور اچھا آئیڈیا ہے تو بولو؟"

"نہیں۔ یہ ہی ٹھیک ہے۔"



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تو آؤ پھر۔" اسے اشارہ کر کے عازم ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

"کہو ٹھیک ہے۔" عازم نے کچھ تبدیلیاں کر کے اسے مخاطب کیا تو وہ چونکی اور سیٹنگ پر توجہ دی۔ کھٹ پٹ کی آواز سے منال اور رافع بھی بھاگ آئے تھے۔

"ارے۔" رافع نے آنکھیں پھیلائیں۔ "یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟"

"آپ کے لیے کمرا سیٹ کر رہے ہیں۔ بابا کے بالکل پاس والا۔" خزران نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"واؤ۔ تو اب ہمیں الگ کمرا ملے گا سنی اور شان کی طرح۔" اس نے کافی جوش اور خوشی کا مظاہرہ کیا۔

"بالکل۔" عازم اس کے قریب آیا۔ "الگ کمرا ملے گا' لیکن فی الحال نہیں۔ ابھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ فی الحال کچھ دن تم بابا کے بیڈ پہ آرام کرو گے۔"

عازم نے پیار سے رافع کو اپنے ساتھ لگایا تو خزران نے آنکھوں کی نمی چھپانے کے لیے منہ پھیر لیا۔

"بچوں کے ساتھ کتنا مہربان ہو گیا ہے اور میرے ساتھ۔" اس نے زور سے لب بھینچے۔

"کچھ دن کہاں بابا!" رافع نے منہ بسورا تو خزران اس کی طرف مڑی۔ "کل تو ہم گجرات واپس جا رہے ہیں۔"

"کل۔" عازم نے بے ساختہ خزراں کو دیکھا تو اس کا سر جھک گیا۔

"ہاں پرسوں میری حاضری ہے۔ وہ ایکچوئیلی میں شادی سے تین دن پہلے ہی آ گئی تھی تو اس حساب سے کل پندرہ دن ہو جائیں گے۔"

"ہوں۔" اس نے کسی قسم کے تبصرے سے خود کو باز رکھا۔ "کوئی بات نہیں' اب تو ان شاء اللہ ہر ویک اینڈ آنا جانا لگا رہے گا۔ ہفتے بعد بالکل ٹھیک ہو کر آنا' پھر اپنے الگ روم میں سونا' بلکہ اسے مزید خوب صورت بنانے کے لیے اپنی مرضی کا نیا سامان بھی خریدنا' اوکے۔" اس نے شوخی سے رافع کے بال بکھیرے۔

"چلو بچو۔ کل سفر کرنا ہے۔ اس لیے آج جلدی سونا پڑے گا۔ اب اور کوئی شور ہنگامہ نہیں۔" وہ عازم سے نظریں چرا کر بیڈ روم میں آ گئی۔

☆ ☆ ☆

"میری کچھ مدد چاہیے؟" وہ کچن میں تھی' جب عازم پیچھے آ گیا۔

"نہیں۔ شکریہ۔ برتن رہ گئے تھے۔ اب وہ بھی دھل گئے۔" وہ ہاتھ صاف کرتی اس کی طرف مڑی' لیکن نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

"بچے سو گئے۔" بہت ہی عام سا انداز تھا۔ خزران نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں ابھی سوئے ہیں۔"

"سچ سچ۔" انداز ایک دم بدلا تو خزران نے بے ساختہ نظر اٹھائی۔ وہ چمکتی آنکھوں میں بے پناہ محبت لیے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ لبوں پر بہت غیر محسوس لیکن دل کے اندر تک پیغام پہنچاتی مسکراہٹ سجی تھی۔ خزراں کا دل بڑے زور سے دھڑکا۔ عازم نے آگے بڑھ کر اس کی دونوں کلائیاں اپنے ہاتھوں میں لیں۔

"کتنی ناراض ہے میری سوہنی کڑی؟"

"نہیں تو۔" اس نے گھبرا کر کلائیاں چھڑوائیں۔

"لڑتی کیوں نہیں ہو مجھ سے۔ بس خاموشی سے ہر بات دل میں رکھتی جا رہی ہو۔ دل ہے یا عمرو عیار کی زنبیل۔" وہ ہنسا۔ "غصہ ہے میری جان' تو باہر بھی نکالو ہم حق رکھتی ہو کچھ بھی کہنے کا۔"

"کوئی غصہ نہیں ہے۔" اس نے بمشکل خود کو بولنے کے قابل بنایا۔ عازم کی قربت حواس چھین رہی تھی۔

"روئی کیوں تھیں اس وقت۔" عازم نے چہرے پر آئے اس کے بالوں کو ایک طرف کر کے اس کا چہرہ اوپر کیا۔ خزران نے جھلمل کرتی آنکھوں کا پانی پینے کی کوشش کی۔



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تم جھگڑا کرو گی تو میرے لیے آسانی ہو جائے گی۔ ورنہ تو اپنے قصور مجھے خود ہی گنوانے پڑیں گے۔" عازم نے خاصی بے چارگی سے اپنی مجبوری بیان کی۔

"اچھا ہے۔ اب یہ ہی تمہاری سزا ہے۔" خزران کو ہنسی آگئی لیکن ساتھ ہی رونا بھی۔ جو وہ بہت دیر سے روکے کھڑی تھی۔ عازم نے بے ساختہ کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"سوری رازی۔ میں نے تمہیں بہت پریشان کیا۔ پلیز اب' اور نہ رونا۔ تمہارا ایک ایک آنسو میرے ضمیر پر بوجھ ہے۔ دس' بارہ دن کی دلہن کا تو آنسوؤں سے رشتہ ہی ٹوٹ جاتا ہے اور میں نے اپنی جان کو اتنا رلا دیا۔ بس اب اور نہیں۔"

اس نے خزران کو اپنے بازوؤں پر اٹھالیا۔ "ناراض بیوی کو منانے کے لیے کچن شاید سب سے نامعقول مقام ہے۔" خزران کو بازوؤں پر لیے اس نے باہر کا رخ کیا۔ "جگہ ایسی ہو جہاں کچھ چاندنی چٹکی ہو' ٹھنڈی ہوائیں سرسرا رہی ہوں۔ آسمان سرمئی بادلوں سے بھرا ہو' پیروں تلے پھولوں کی نرم پتیاں بکھری ہوں یا۔۔۔" وہ اس کے چہرے کو بغور تکتے ہوئے کچھ کہتے کہتے رکا۔

"یا کم از کم بیٹھنے کے لیے بچوں کا یہ بیڈ سہی۔" عازم نے اسے ابھی ابھی سیٹ کیے سنگل بیڈ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ خزران ــــ سرخ چہرہ لیے دوپٹا درست کرنے لگی۔

"یہاں کا ماحول زیادہ رومانٹک تو نہیں ہے لیکن بنایا جاسکتا ہے۔" عازم نے سر کھجایا۔ وہ ہنس پڑی۔ عازم مسکرا کر اسے دیکھنے لگا۔

"بہت ظالم ہو' اللہ کی قسم۔" وہ اس کے عین سامنے بہت قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ "میری کوتاہیوں میں سارا قصور تمہارا ہے۔ اس بری طرح پھنسالیا ہے واللہ' سوائے تمہارے اور کچھ نظر ہی نہیں آرہا تھا۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کے دھیمے دھیمے بول رہا تھا۔

"مجھ جیسا محبت کا مارا نہ تم نے دیکھا ہوگا' نہ سنا۔ تمہیں پانے کا نشہ ایسے حواسوں پر چھایا کہ سارے عہد و پیمان بھول بیٹھا۔ بعض دفعہ بہت زیادہ خوشی بھی ہمارے حواس مختل کردیتی ہے۔ تمہیں اپنا بنا لینے کی خوشی شاید میری اوقات سے بڑھ کر تھی۔ تب ہی سنبھال نہیں پایا۔"

"کیا میں خوش نہیں ہوں عازم؟" خزران نے جھکی پلکوں سے اقرار کیا۔ "لیکن مجھے اس خوشی نے استحکام بخشا ہے۔ یہ سوچ ہی پرسکون کردینے کے لیے کافی ہے کہ اب ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔ تمہاری طرف بے چینی سے بڑھتے قدموں کو یہ سوچ کر روکتی رہی' صرف ہمیشہ کے بھلے کے لیے۔ میرے مدنظر صرف مناہل اور رافع کے جذبات کا خیال رکھنا نہیں ہے۔ اللہ گواہ ہے عازم! مجھے ان سے پہلے تمہاری پروا ہے' جانتے ہو کیسے۔" خزران نے پہلی مرتبہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ اس نے جواباً" بھرپور توجہ سے سرہلایا۔

"میں نہیں چاہتی کہ فی الحال بچوں کو ہم دونوں کی محبت اور نزدیکی کا ادراک ہو۔ تمہیں میرے قریب دیکھ کر کہیں وہ تم سے حسد نہ کرنے لگیں۔ آغاز میں میری کوشش تھی کہ ان کے سامنے ڈائریکٹ تمہیں مخاطب بھی نہ کروں' تاکہ انہیں ماں کے چھن جانے کا احساس نہ ہو۔ تم نے ہی یہ احساس دلایا تھا کہ بچوں کے جذبات کو اگنور نہیں کرنا چاہیے۔ بس ایک بار وہ تمہیں اپنا دوست اور ہمدرد مان لیں اور دل سے تمہیں اپنا باپ تسلیم کرلیں' پھر انہیں ہماری قربت' ہمارا ہنسنا بولنا نہیں کھٹکے گا۔ لیکن اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے تمہارے کسی منفی عمل نے تمہیں ان کی نظر میں ولن بنادیا تو میں عمر بھر کے لیے چکی کے دو پاٹوں میں پس کر رہ جاؤں گی۔ نہ مکمل تمہاری ہو پاؤں گی' نہ ان کی۔ نہ تمہیں چھوڑ پاؤں گی' نہ ان کو۔ ایک دوسرے کو کھونے کا درد ہم دونوں ہی سہہ چکے ہیں اور تم جانتے ہو کہ یہ درد ہماری برداشت سے بہت بڑا تھا۔ اب دوبارہ نہیں عازم۔ ہرگز نہیں۔"

خزران نے جذباتی ہو کر دونوں ہاتھوں سے اس کا بازو تھاما۔ عازم نے لب بھینچ کر تائید میں سرہلایا۔ اس



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کا حرف حرف سچ تھا۔ عازم نے اس کے ہاتھوں پر تھپکی دی۔

"تمہارے سب وہم' سب ہی خدشے جائز ہیں رازی۔۔۔ لیکن خدارا میری چند دن کی لاپروائی کو میرے سوتیلے پن پہ محمول مت کرنا۔ میرا کوئی سگا ہوتا تو شاید میں ان کے لیے سوتیلا بن بھی جاتا' لیکن میرا تو کل سرمایہ یہ ہی ہیں۔ اللہ گواہ ہے' میں نے اس عہد کے ساتھ نکاح نامے پر دستخط کیے کہ اب مجھ پر تین لوگوں کی ذمہ داری ہے جسے مرتے دم تک بہ حسن و خوبی نبھانا ہے۔ جانتی ہو رازی۔۔۔" عازم نے خزران کے نرم ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "پچھلی رات ایک خوف نے مجھے سوتے سے جگا دیا۔ شدید عدم تحفظ کا ایک احساس' شاید زندگی بھر جس سے نجات ممکن نہیں۔"

وہ اچانک ہی بہت آزردہ اور مضمحل دکھائی دیا۔ خزران کا دل بند ہونے لگا۔

"کک۔۔۔ کیسا خوف عازم؟"

"رافع کے ساتھ حادثہ پیش آیا تو تم نے فوری طور پر پہلا فون جنید کو کیا۔ میاں' بیوی کے آپس کے تعلقات جتنے برے جتنے خراب ہوں' بچوں پر تکلیف آئے تو اس پہلی مدد بچوں کے باپ سے مانگتی ہے نہ کہ اپنے بھائیوں سے۔۔۔ لیکن میرے رویے کے سوتیلے پن نے شاید تمہیں ایسا کرنے سے باز رکھا۔ یہ تو تم تھیں جس نے آج بچوں کے معاملے میں مجھے بھروسے کے قابل نہیں سمجھا' کل کو اگر زندگی کے کسی موڑ پر یاسر اپنی سگی اولاد پر اپنا حق جتانے آکھڑا ہوا تو کیا بچوں کے دل میں میری محبت کا بخشا وہ مان' وہ بھروسا ہوگا' جو انہیں سگے باپ کی سمت کھنچنے سے باز رکھ سکے۔۔۔ تہی دامن شخص نسبتاً" زیادہ بے فکرا اور بہادر ہوتا ہے' کیونکہ اس کے پاس کھونے کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔ کل تک میں بھی اسی مقام پر تھا۔ بالکل اکیلا' تہی دست و داماں۔۔۔ لیکن آج میری جھولی بھری ہے۔۔۔ خوف اور ڈر کا سایہ کچھ اچانک ہی سر پر منڈلانے لگا ہے۔ تمہارا ساتھ اور تمہاری مدد میرے لیے سانس لینے جتنی اہم ہو گئی ہے رازی۔۔۔ مجھے اکیلا مت چھوڑنا۔" اس نے بے ساختہ خزران کو خود سے قریب کیا۔ اس نے مسکرا کر آنکھوں کی نمی پینے کی کوشش کی۔

"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں عازم۔۔۔ خود کو کبھی اکیلا مت سمجھنا۔"

"اور وعدہ کرو کہ آئندہ کبھی کوئی بات دل میں نہیں رکھو گی۔" اس نے گویا تنبیہہ کی۔

"یہ وعدہ تو تمہیں مجھ سے کرنا چاہیے۔" وہ مسکرائی۔ "بنا کہے سنے تو تم ناراض ہو گئے تھے۔"

"یعنی۔۔۔" عازم کو فوری طور پر بات سمجھ نہیں آئی۔

"یعنی یہ کہ پچھلی چار' پانچ راتوں سے میں اس بات کی منتظر رہی کہ جب تم کمرے میں آؤ تو میں تم سے بچوں کے سونے' ان کی حالت وغیرہ سے متعلق ڈسکس کروں۔ لیکن تم تو پھپھو کے گھر سے ہی بنا کچھ کہے سنے کمرا چھوڑ جاتے تھے اور ہاں پرسوں رات جب تم دوستوں سے ملنے باہر گئے' میں تمہارے بیڈ روم میں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ وہ تو منابل کو پلنگ سے گرتے دیکھ کر پانچ دس منٹ کے لیے اس کے پاس لیٹ گئی اور تم نے ٹھاہ کر کے دروازہ بند کر دیا۔" خزران نے اس کے جذباتی اقدامات پر تفصیل سے روشنی ڈالی تو وہ بری طرح شرمندہ ہو گیا۔

"یعنی یہاں بھی قصور میرا نکلا۔" وہ کھسیا گیا۔ "اور میں پتا نہیں کیا سوچ رہا تھا۔" آخری جملہ اس نے دھیرے سے زیر لب دہرایا' لیکن خزران نے سن لیا۔

"تم کیا سوچ رہے تھے؟" اس نے بھنویں سکیڑیں۔ عازم کا انداز ہی اتنا مشکوک تھا کہ خزران کو دال میں کچھ کالا نظر آیا۔

"کچھ نہیں یار۔۔۔ ایسے ہی۔۔۔"

"بتاؤ نا عازم! اور کیا بات تھی۔ جتنا میں تمہیں جانتی ہوں' تمہارا پچھلے کچھ دنوں کا غصہ اور ناراضی بچوں کی وجہ سے تو نہیں ہو سکتے۔" اس کے لہجے میں بلا کا اعتماد تھا۔ عازم نے قائل ہوتے ہوئے سر ہلایا۔

"ہاں۔۔۔ تمہارا بچوں کی طرف زیادہ جھکاؤ' ان سے



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اٹیچمنٹ بھی میرے لیے پرابلم کا باعث نہیں بن سکتی۔ ماں کی اولاد کے لیے محبت فطری امر ہے' میں کوئی حد بندی لگانے والا کون ہوتا ہوں۔ ان کے معاملے میں' تم کسی بھی حد سے گزر جاؤ جائز ہے۔ بلکہ ہاں۔۔۔ ایک اور بات بھی یاد رکھو۔" اس نے بھرپور متانت سے خزران کی آنکھوں میں دیکھا۔ "میں خود بھی یہ بات سمجھ گیا ہوں کہ اللہ نے مجھے اولاد کی خوشی اسی صورت میں دینا تھی۔ اللہ کی مصلحتیں واقعی ہمارے دائرہ عقل سے بہت بالا ہیں۔ سوچو! اگر سارہ کی جگہ تم میری پہلی شریک سفر ہوتیں تو کیسے اتنی بڑی قربانی دیتا' کیسے تمہیں خود سے جدا کرپاتا۔ سوچوں بھی تو لرز اٹھتا ہوں۔ تم جس طریقے سے میری زندگی میں شامل ہوئیں۔ یہی سب سے خوب صورت راستہ تھا' اور یہ ہی میری اصل منزل ہے' میں ناشکری نہیں کرسکتا۔" وہ بہت رسان اور پیار سے وضاحت دے رہا تھا۔ خزران اس کے خوب صورت الفاظ کی سچائی میں کھو سی گئی۔

"اور پھر دوسری وجہ کیا تھی عازم!"

"وہ۔۔۔" وہ شرمندہ سا ہنس پڑا۔ "میں نے کہا نا تمہاری محبت کا مارا ہوں' کبھی کبھی جوش میں ہوش کھو جاتا ہوں۔"

"اب بتائیں وہ عازم' کیا فالتو میں الجھائے جارہے ہو۔" وہ منہ پھلا کر باقاعدہ ناراض ہوگئی۔ عازم لحظے کو چونکا پھر بے ساختہ ہنس پڑا' خزران کا فطری انداز جانے کیا کچھ یاد دلا گیا۔

"سچ آج تو قسم سے وہی منگیتر منگیتر سی لگ رہی ہو۔" اسے خزران کی ناراضی پر بے تحاشا پیار آیا۔

"پاگل ہو بالکل۔۔۔ منگیتر کے تصور سے خوش ہورہے ہو' جبکہ اب تو میں۔۔۔" اس نے بیوی کہتے کہتے اچانک زبان کو بریک لگائی۔ بھلے وہ دونوں ایک دوسرے کے دوست تھے اور بہت فری ہوکر بات کرتے تھے' لیکن اس نئے حسین رشتے کا ریشمی سنہری احساس ابھی اپنی پوری تابناکی اور رعنائی اپنے اندر چھپائے بیٹھا تھا۔ جس کے نجیلے انوکھے رنگوں نے


Art With You

Paint with Water Color & Oil Colour

First Time in Pakistan
a Complete Set of 5 Painting
Books in English

Art With You
کی پانچوں کتابوں پر حیرت انگیز رعایت

Water Colour I & II
Oil Colour
Pastel Colour
Pencil Colour

فی کتاب -/150 روپے
نیا ایڈیشن بذریعہ ڈاک منگوانے پر ڈاک خرچ
-/200 روپے

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37 اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361




Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ورق ورق اپنی خوب صورتی کی جھلک دکھاتا تھی۔ تب، دوستی اور محبت کا یہ رشتہ مزید بامعنی مزید مضبوط ہونے والا تھا۔

"ہاں کہو... اب تو میں کیا؟" آنچ دیتا لہجہ تھا عازم کا' لفظوں کے زیر و بم سے خزران کا وجود سلگنے لگا۔ اس نے بمشکل خود کو اس سحر سے نکالا۔

"میں ہار رہی ہوں۔" وہ اپنی بے قابو دھڑکنوں کی آواز اپنے کانوں میں سن رہی تھی۔

"اچھا رکو بابا!" وہ ہار مان گیا اور باقاعدہ بازو سے پکڑ کر دوبارہ بٹھایا۔ "یار بندہ ہے نا' غلط فہمی ہو جاتی ہے کبھی کبھی۔ تمہارے دور رہنے سے بلاوجہ میرے دماغ میں یہ شک بیٹھ گیا کہ شاید تمہارے لیے یاسر کی یادوں سے الگ ہونا اور مجھے شوہر کے روپ میں قبول کرنا ذرا مشکل ہو رہا ہے۔ بس کچھ اسی وجہ سے پوزیسو ہو گیا۔ میں نے سارہ سے شادی کے باوجود اپنے دل کو کبھی تم سے خالی نہیں پایا۔ تم سے اپنائیت اور محبت برسوں بعد بھی جوں کی توں تھی' لیکن تمہارے معاملے میں مجھے لگا کہ شاید یاسر کی بیوی بننے کے بعد تم اب وہ پرانی خزران نہیں رہیں۔ میرا غصہ' جھلاہٹ اور ناراضی صرف اس لیے تھے کہ میری توقعات بہت زیادہ تھیں۔ اور تمہارا رسپانس تقریباً "مائنس" ۔ حالانکہ مجھے سوچنا چاہیے تھا کہ میں مرد ہوں' جس کے ہاں گنجائش نکلنا فطری امر ہے۔ بہ نسبت اس کے عورت وفادار اور کمیٹڈ ہوتی ہے۔ شاید مجھے اسپیس دینا چاہیے تھا۔"

وہ اب کھلے دل سے اپنی کوتاہیوں' شکوک اور غلط فہمیوں پر بولنے لگا تھا۔ خزران نے اسے آرام سے بات مکمل کرنے دی۔

"تو پھر تم نے کیسے جانا کہ یہ صرف تمہاری غلط فہمی تھی؟"

"کل میں اماں کو چھوڑنے گھر گیا تو فضہ بھابھی نے مجھے روک لیا۔ انہوں نے مجھے اپنے کمرے میں بلا کر تمہارے خدشات سے آگاہ کیا۔ شاید یہاں آنے سے پہلے تمہاری ان سے تفصیلی بات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ تم صرف بچوں کی وجہ سے تھوڑا احتیاط سے پیش آ رہی ہو اور ابھی جب میں نے رافع کو پیار کیا تو تم نے آنسو چھپانے کے لیے چہرہ دوسری جانب کر لیا۔ میں جان گیا کہ میری سختی تمہاری برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ کیا میں ٹھیک سمجھا؟"

آخری جملہ پھر کچھ کچھ خدشات سے بھرا تھا۔ خزران قدردانی سے مسکرا پڑی۔ وہ تشکر سے اسے دیکھنے لگی' وہ ابھی بھی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ خزران کی پلکیں جھک گئیں۔

"اپنا مقابلہ ایک ناقدرے اور دھوکے باز شخص سے مت کرو عازم... جس نے مجھے طلاق دی ہے' اسے میں اپنی یادوں میں کیسے بسا سکتی ہوں۔ یاسر ایک مہمان کی طرح زندگی میں آیا اور سوائے میرے دل کے سب لوٹ کر لے گیا۔ ایسے بے مہر کو نہ دل کی ضرورت تھی' نہ قدر' اس کے معاملے میں میری ایموشنل لائف اسی روز پتھر ہو گئی تھی جب اس کی دھوکا دہی کا پول مجھ پر کھلا۔ راتوں کو جاگنا اور پریشان رہنا تو صرف بچوں کے فیوچر اور اچانک سر پر آ پڑنے والی ذمہ داریوں کی وجہ سے تھا۔ ابھی تم نے خود کہا کہ عورت کمیٹڈ اور وفادار ہوتی ہے۔ تو بھلا تم سے نکاح ہو جانے کے بعد میں کیسے کسی غیر مرد کی وجہ سے تمہارے ساتھ زیادتی کر سکتی ہوں؟"

"سوری رازی! میں اپنی بدگمانی پر معافی چاہتا ہوں۔" عازم نے کھلے دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے خزران کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ مسکرانے لگی۔

"کبھی بھی بالکل بچے بن جاتے ہو عازم!"

"تمہارے معاملے میں تو ایسا ہی ہوں۔" وہ بھی مسکرانے لگا۔

"تو کیا ایسے ہی رہو گے' وہموں میں گھرے' شکی مزاج؟" وہ گھبرائی۔

"نہیں... نہیں' تم چاہو تو میرے وہم اور گمان دور ہو سکتے ہیں۔" وہ معنی خیز شوخی سے اسے دیکھنے لگا۔

"ویسے تو ہر معاملے میں بڑے سمجھ دار بنتے ہو۔



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آتی۔"

"اور یہ اتنی سی بات تم خود کیوں نہیں سمجھا دیتیں۔" وہ اصرار کرنے لگا۔ خزران کو مزید تنگ کرنا اچھا نہیں لگا۔ عازم بے چارے کی آزمائش تو یوں بھی خاصی طویل ہوگئی تھی۔

"دس بارہ روز پہلے ہم جس رشتے کی بنیاد پر ایک دوسرے کی زندگی میں شامل ہوئے اس میں اپنائیت اور محبت پیدا ہونا بھلے بہت فطری بات ہے لیکن تم سے اپنا پن محسوس کرتے مجھے تو اب بہت عرصہ ہو گیا ہے۔" اس نے نیچے دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ اس کا شرمایا شرمایا اقرار سن کر عازم کے لبوں پر بہت خوب صورت مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

"یعنی جب سے میں وطن واپس آیا ہوں۔" اس نے تائید چاہی تو خزران نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا۔" وہ دھیرے سے ہنسا۔ تنہائی میں ایک دوسرے کا قرب کچھ اچانک ہی ابھر کر محسوس ہوا۔ عازم کی خوب صورت ہنسی میں جھرنوں کی روانی تھی۔ خزران کو اپنا دل لہروں پر بہتا سا محسوس ہوا۔ عازم نے دائیں ہتھیلی پلنگ پہ جما کر بائیں ہاتھ سے خزران کی ٹھوڑی اونچی کی۔

"عازم... میں نے جنید بھائی کو پہلا فون اس لیے کیا تھا کیونکہ جلدی میں میں ڈائل کیے ہوئے نمبرز ہی نکال پائی وہاں پہلا نمبر بھیا کا ہی تھا۔" خزران نے ماحول کا جادو کم کرنے کے لیے جلدی سے موضوع بدلا۔ لیکن عازم نے محض بے دھیانی میں سر ہلایا۔

"ورنہ تم جانتے ہو میں نے ہمیشہ ہر مشکل میں سب سے پہلے تمہیں آواز دی ہے۔"

"ہوں..." وہ کھوئے کھوئے لہجے میں کہتا اپنا چہرہ اس کے مزید قریب لایا۔ خزران کی سٹی گم ہوگئی۔ رہے سہے اوسان عازم کے انداز خطا کیے جا رہے تھے۔ اس نے گھبرا کر سلیپر پیروں میں ڈالے۔

"کیا ہوا؟" اس کی عجلت پر وہ مسکراہٹ دبا کر سوال کرنے لگا۔

"اب جانے دو کل مجھے سفر بھی کرنا ہے۔" وہ نظریں چرا کر دوسری جانب دیکھنے لگی۔

"محترمہ! صرف آپ کو نہیں مجھے بھی سفر کرنا ہے۔"

"تمہیں...؟" وہ حیران ہو کر مڑی۔

"کیا کہنے اس ادا کے۔" عازم نے بازو سے تھام کر اسے اپنے قریب بٹھایا۔ "بارہ روزہ قید تنہائی کے بعد اب یہ ہفتے بھر کا نیا داغ جدائی کم از کم اس دولہا کی برداشت سے تو باہر کی بات ہے۔ کچھ تو شرم کرو حسینہ چار سو بیس۔" وہ اپنے مخصوص طرز گفتگو سے اس کے دل کے تار چھیڑنے لگا۔ خزران کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

بہت دیر سے دل پہ پڑا بوجھ سرکنے لگا۔ یہ احساس ہی خاصا تکلیف دہ تھا کہ وہ عازم کو یہاں اکیلا چھوڑ کر جا رہی ہے۔ خصوصاً ایسی صورت حال کے بعد۔

"خوش ہو؟" عازم نے بے یقینی سے اس کے کھلے چہرے کو دیکھا تو اس نے شرما کر اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں... بہت زیادہ... بس اب اس خوشی میں سونے دو۔" اس نے لاڈ سے عازم کو پرے کیا۔

"یہ تو پرابلم ہوگئی ڈیئر۔" عازم نے ہونٹوں پر انگلی بجائی۔

"کیا مطلب..." خزران ٹھٹکی۔

"بھئی مجھے تو خوشی میں نیند نہیں آتی اور..." وہ "اور" کو لمبا کرتے ہوئے اس کے بہت پاس آیا۔ "جب مجھے نیند نہیں آتی تو میں اگلوں کی نیند بھی بھگا دیا کرتا ہوں۔ کیا سمجھیں؟" عازم نے خوشی کے لمحات کو طویل کرنے کا پختہ ارادہ کیا۔ خزران نے شدید بے بسی محسوس کرتے ہوئے راہ فرار کا ارادہ ترک کیا۔

نہ چاندنی چٹک رہی تھی نہ ہوائیں سرسرا رہی تھیں نہ بادل تھے نہ پتیاں... لیکن برسوں کے بچھڑے دو دلوں کے ملن کے طلسمی پل کائنات کے ہر حسن پر حاوی ہونے لگے۔

❁



Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY